

﴿وَلِكُلِّ دَرَجَاتٍ مِّمَّا عَمِلُوا﴾

”اور ہر ایک کے لئے درجے ہیں ان کے عملوں کے بقدر“
(الاحقاف: ۱۸)

توشہ سائیکین

راہ طریقت کے راہیوں کے لئے راہنما کتاب
حصہ: اعمالِ یومیہ

مؤلف مفتی شمس الدین محمدی
نقشبندی

خلیفہ مجاز حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد
مجتہدی نقشبندی

شاداب کالونی فیصل آباد
0323-6662763

جامعۃ الحبيب

شعبہ
تصنیف و تالیف

Website: www.rahesulook.com, Email: m.shakirurrehman@yahoo.com

﴿وَلِكُلِّ دَرَجَاتٍ مِّمَّا عَمِلُوا﴾ (الاحقاف: ۱۸)
”اور ہر ایک کے لیے درجات ہیں ان کے اعمال کے بقدر“

توشہ سالکین

راہِ طریقت کے راہیوں کے لیے راہنما کتاب

حصہ: اعمالِ یومیہ

مؤلف

فقیر شا کر الرحمن نقشبندی مجددی

ناشر

شعبہ تصنیف و تالیف جامعہ الحبیب شاداب کالونی فیصل آباد

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب کا نام: توشہ سالکین
مؤلف: مفتی شاکر الرحمن نقشبندی مجددی
ناشر: جامعہ الحبیب شاداب کالونی فیصل آباد
اشاعت اول: یکم اگست 2012ء

فہرست مضامین

عنوانات	صفحہ
☆.....عرض ناشر	26.....
☆.....پیش لفظ	27.....

معمولات سلسلہ عالیہ نقشبندیہ

☆.....وقوف قلبی	29.....
☆.....مراقبہ	29.....
☆.....تلاوت	29.....
☆.....درود شریف	29.....
☆.....استغفار	29.....
☆.....رابطہ شیخ	29.....

نیک اعمال کی فضیلت

☆.....درخت کی قیمت پھل سے ہوتی ہے	30.....
☆.....جنت کی خوشخبری	30.....
☆.....جنت الماوی کے مہمان	31.....
☆.....جنت النعیم کے مہمان	32.....
☆.....جنت الفردوس کے مہمان	32.....
☆.....پاکیزہ اعمال پاکیزہ زندگی	33.....

- ☆..... خلافت، دین میں قبولیت اور امن و اطمینان کا وعدہ..... 33
- ☆..... بیٹوں اور مال سے بہتر نیک اعمال..... 34
- ☆..... درجات بقدر اعمال..... 35
- ☆..... اچھائیاں برائیوں کو مٹاتی ہیں..... 35
- ☆..... قیامت کے دن نیک اعمال کی حسرت..... 36
- ☆..... صالحین میں شمولیت..... 37
- ☆..... خیر الخلائق ہونے کا ایوارڈ..... 37
- ☆..... اللہ تعالیٰ کی لقا کا ذریعہ..... 38
- ☆..... غم اور خوف سے نجات..... 38
- ☆..... اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سایہ..... 39
- ☆..... ہر چاہت پوری..... 39
- ☆..... بے حد نہ ختم ہونے والا اجر..... 40
- ☆..... عیش ہی عیش..... 40
- ☆..... کامیابی کی ایک ہی صورت..... 40
- ☆..... ابدی فلاح کا ایک ذریعہ..... 41
- ☆..... اللہ تعالیٰ کا دیدار..... 42
- ☆..... اعمال بھری زندگی کیسے ملتی ہے؟..... 42

نمازِ تہجد

- ☆..... اندازِ عمل 43
- ☆..... اہمیت و فضیلت 45
- ☆..... جھوٹا سا لک 45
- ☆..... انبیاء کے ورثا کو شب بیداری کا حکم 46
- ☆..... شب بیداری حصولِ مراتب کا ذریعہ 47
- ☆..... رات کو جاگنے کا مجاہدہ اور انعام 47
- ☆..... نیک لوگوں کی صفت 48
- ☆..... مقامِ شکوریت کو پائیے 49
- ☆..... تہجد کے چار فوائد 50
- ☆..... رات کے آخری پہر میں حق تعالیٰ کا اعلان 51
- ☆..... تہجد گزار میاں بیوی کے لیے بشارت 51
- ☆..... قبولیتِ دعا کا وقت 52
- ☆..... چار کام اور جنت میں داخلہ 53
- ☆..... تہجد ضروری ہے چاہے دور کعتیں ہی ہوں 53
- ☆..... شب بیداروں کے لیے رحمت ہی رحمت 54
- ☆..... ذاکرین، قانتین اور مقنطریں 54
- ☆..... جو خالق سے لیتا نہیں وہ مخلوق کو کچھ نہیں دیتا 55

55.....☆.....افسوس ناک حالت

56.....☆.....عاشقوں کی رات کا منظر

تہجد نہ پڑھنے پر وعیدیں

57.....☆.....شیطان غفلوں کے کان میں پیشاب کر دیتا ہے

57.....☆.....تہجد کے پابند کا تہجد چھوڑ دینا

58.....☆.....شیطان کے تین گرہ

59.....☆.....ساری رات سونے والا اللہ تعالیٰ کا ناپسندیدہ

59.....☆.....تہجد کی توفیق کسے ملتی ہے؟

60.....☆.....رات غفلت میں گزارنا انسانیت نہیں

رات کو بیدار ہونے کی تدبیریں

61.....☆.....پہلی تدبیر

62.....☆.....دوسری تدبیر

62.....☆.....تیسری، چوتھی، پانچویں

63.....☆.....چھٹی، ساتویں، آٹھویں، نویں، دسویں تدبیریں

استغفار

65.....☆.....اندازِ عمل

66.....☆.....اہمیت و فضیلت

- ☆..... استغفار صاف کرے دل کا غبار 66
- ☆..... سحری کا استغفار عارفین کا شیوہ ہے 66
- ☆..... ہر نیکی کے بعد استغفار 67
- ☆..... اپنے گناہوں کی معافی مانگتے رہو! 68
- ☆..... استغفار عذاب سے بچاؤ کا ذریعہ 68
- ☆..... استغفار ہر بیماری کا علاج 69
- ☆..... لاکبیرۃ بعد الاستغفار 70
- ☆..... استغفار کے تین بڑے فائدے 70
- ☆..... اعمال نامہ مبارک نامہ 71
- ☆..... فرشتے تین پہر بندے کے استغفار کا انتظار کرتے ہیں 72
- ☆..... شیطان کی قسم اور رحمن کی قسم 72
- ☆..... دلوں کی صفائی استغفار سے ہوتی ہے 73

درود شریف

- ☆..... اندازِ عمل 75
- ☆..... اہمیت و فضیلت 75
- ☆..... رابطہ محمد 75
- ☆..... اللہ تعالیٰ کا مجاہد ارشاد مبارک 76
- ☆..... درود نہ پڑھنے والا بخیل ہے 76

- 77.....☆..... دس رحمتیں، دس درجے اور دس گناہ معاف
- 78.....☆..... درود پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایت
- 79.....☆..... نبی ﷺ کی عنایت
- 79.....☆..... دعا کے دو پر
- 80.....☆..... جمعہ کے دن درود شریف کی کثرت
- 81.....☆..... نبی ﷺ کا قرب
- 81.....☆..... ہمارا درود نبی ﷺ تک پہنچتا ہے
- 81.....☆..... روضہ مبارک پر درود پڑھا جائے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہیں
- 82.....☆..... حضور ﷺ سے مصافحہ
- 82.....☆..... درود شریف لکھنے کی فضیلت
- 82.....☆..... دن رات درود شریف کی کثرت
- 82.....☆..... اللہ تعالیٰ کی رضا اور لقاء
- 83.....☆..... ہر مجلس میں درود شریف ضرور ہو

دعا

- 84.....☆..... اندازِ عمل
- 84.....☆..... اہمیت و فضیلت
- 84.....☆..... سب سے بڑے سے رابطہ
- 85.....☆..... روحانی ترقی اور قبولیت کا دار و مدار

عنوانات

صفحہ

- ☆..... دعائے مانگنے کا حکم..... 85
- ☆..... انبیاء والی سعادت..... 86
- ☆..... اللہ تعالیٰ دعا قبول فرماتے ہیں..... 87
- ☆..... عبادت اور اس کا نچوڑ..... 88
- ☆..... اللہ تعالیٰ دعائے مانگنے والے سے خوش ہوتے ہیں..... 88
- ☆..... مومن کا اسلحہ..... 89
- ☆..... دعا اور بلا کا تقابل..... 89
- ☆..... خالی ہاتھ لوٹانا اس در کے مناسب نہیں..... 90
- ☆..... دعا کے دروازے رحمت کے دروازے..... 90
- ☆..... خوش حالی کی دعا بد حالی میں کام آتی ہے..... 91
- ☆..... جیسا گمان ویسا معاملہ..... 92
- ☆..... دعا میں کمزوری نہ دکھاؤ..... 93
- ☆..... غیر اللہ سے حاجت مانگنے کا نقصان..... 93
- ☆..... دعا سے تقدیر بدلنا..... 93
- ☆..... بہترین دعا..... 94
- ☆..... دنیا کی دعا بھی عبادت ہے..... 94
- ☆..... قبولیت دعا کی صورتیں..... 94

مراقبہ و اسباق

- ☆..... اندازِ عمل 96
- ☆..... اہمیت و فضیلت 97
- ☆..... مراقبہ کی حقیقت 97
- ☆..... مراقبہ سے مقام احسان تک 97
- ☆..... مراقبہ سے اخلاص پیدا ہوتا ہے 98
- ☆..... ذکر قلبی یعنی مراقبہ کا حکم 98
- ☆..... مراقبہ کا انکار 99
- ☆..... مشائخ سے مستفید ہونے کا طریقہ 99
- ☆..... مراقبہ روحانی غذا ہے 99
- ☆..... مشائخ تو بہت شفیق ہیں 100
- ☆..... پانچ معمولات اور پانچ انگلیاں 100
- ☆..... روحانی امراض کی دوا 101
- ☆..... مراقبہ کی باقاعدگی اور علم و حکمت کے پھول 101
- ☆..... دنوں اور گھنٹوں کے مراقبہ 101
- ☆..... روح کو دنیا سے نکالے 101
- ☆..... نبی ﷺ ہر وقت ذکر کی کیفیت میں رہتے تھے 102
- ☆..... دل کے مراقبہ سے ظاہر کی اصلاح 102

☆..... بہترین عبادت..... 103.....

☆..... کیفیت مراقبہ کا اثر..... 103.....

نماز فجر

☆..... اندازِ عمل..... 104.....

☆..... اہمیت و فضیلت..... 105.....

☆..... فجر کے دو سنت..... 105.....

☆..... فجر کے سنت گھر میں پڑھنے سے فراخی..... 106.....

☆..... استراحت..... 106.....

☆..... جماعت کی اہمیت..... 107.....

☆..... دعائیں..... 108.....

تلاوت

☆..... اندازِ عمل..... 110.....

☆..... اہمیت و فضیلت..... 111.....

☆..... تلاوت کا حکم قرآن مجید میں..... 111.....

☆..... بہترین شخص کون؟..... 112.....

☆..... بہترین کلام..... 112.....

☆..... بہترین عبادت..... 113.....

عنوانات

صفحہ

- ☆..... قابل رشک عمل..... 113
- ☆..... اللہ تعالیٰ سے باتیں کرنا..... 114
- ☆..... سب سے بڑا عابد..... 115
- ☆..... امت کے شرفاء..... 116
- ☆..... ختم قرآن کی برکت..... 116
- ☆..... آنکھوں کی عبادت..... 117
- ☆..... تین آیتیں تین..... 117
- ☆..... انگ انگ کر پڑھنے والے کو دو ہر اجر..... 118
- ☆..... صاحب قرآن و ایمان کی مثالیں..... 118
- ☆..... بلندیاں اور پستیاں قرآن کے ذریعے..... 119
- ☆..... ہر حرف پر دس نیکیاں..... 119
- ☆..... صاحب قرآن کے والدین کا اعزاز..... 120
- ☆..... دلوں کا زنگ اتاریں..... 120
- ☆..... اہل قرآن ہی اہل اللہ ہیں..... 121
- ☆..... خافلوں سے نکلو!..... 122
- ☆..... آسمان کے فرشتے بھی قرآن سننے کے لیے زمین پر آ گئے..... 122
- ☆..... قیامت کے روز قرآن سفارشی ہوگا..... 124
- ☆..... پڑھتا جا چڑھتا جا..... 124

عنوانات

صفحہ

- ☆..... جس کے سینے میں قرآن نہ ہو وہ ویرانہ ہے..... 125
- ☆..... بن مانگے سب سے بڑھ کر..... 125
- ☆..... بادشاہوں کا کلام کلاموں کا بادشاہ..... 126
- ☆..... قرآن کی تلاوت کر قبل اس کے۔۔۔۔۔ 126

اشراق

- ☆..... اندازِ عمل..... 127
- ☆..... اہمیت و فضیلت..... 127
- ☆..... اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت کا وعدہ..... 127
- ☆..... نبی ﷺ کا معمول..... 128
- ☆..... حج و عمرے کا ثواب..... 128
- ☆..... سمندر کی جھاگ سے زیادہ گناہ معاف..... 128

مناجات مقبول

- ☆..... اندازِ عمل..... 130
- ☆..... اہمیت و فضیلت..... 130

کسبِ حلال اور صدقِ مقال

- ☆..... اندازِ عمل..... 131
- ☆..... اہمیت و فضیلت..... 131

صفحہ

عنوانات

- ☆.....طلب حلال فرض ہے.....131
- ☆.....اہل و عیال کے لیے کمانے والا اللہ کے راستے میں ہے.....132
- ☆.....بچے تاجر کا مقام.....132
- ☆.....رزق حلال سے دل منور ہوتا ہے.....133
- ☆.....حلال کمائی عبادت کا دسواں جز ہے.....134

انفاق فی سبیل اللہ

- ☆.....اندازِ عمل.....135
- ☆.....اہمیت و فضیلت.....135
- ☆.....محبوب چیز اللہ کے نام پر خرچ کرنا.....135
- ☆.....یہ مال ہمارا نہیں.....136
- ☆.....خرچ کر لو! اس دن سے پہلے.....136
- ☆.....ہر خرچ کا بدل ملتا ہے.....137
- ☆.....ایک کے بدلے سات سو.....137
- ☆.....صدقے سے مال کم نہیں ہوتا.....138
- ☆.....اوپر والا ہاتھ بہتر ہے.....138
- ☆.....جیب اور غیب.....139
- ☆.....دس دنیا ستر آخرت.....139
- ☆.....مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کا معمول.....140

وقوف قلبی

- ☆..... اندازِ عمل 142
- ☆..... اہمیت و فضیلت 142
- ☆..... دنیا کی چہل پہل میں گم نہ ہوں 142
- ☆..... جوان مرد لوگ 142
- ☆..... لیٹے بیٹھے، چلتے پھرتے اللہ تعالیٰ کا دھیان 143
- ☆..... غفلت کا سانس 144
- ☆..... غافل نہ بنو! 144
- ☆..... غافل دل پر شیطان کا حملہ 145
- ☆..... ذکرِ کثیر کیا ہے؟ 145
- ☆..... اللہ تعالیٰ بھی بندے کا یاد کرتے ہیں 146
- ☆..... عشاق کا ذکر 146
- ☆..... اللہ تعالیٰ سے غفلت محرومی کا سبب 146
- ☆..... وقوفِ قلبی کی مثالوں سے وضاحت 146
- ☆..... وقوفِ قلبی کی تدبیریں 148

اہتمام نماز

- ☆..... اندازِ عمل 149

صفحہ

عنوانات

- ☆.....اہمیت و فضیلت.....149
- ☆.....نماز قائم کرو.....149
- ☆.....نماز مقررہ وقت پر فرض ہے.....150
- ☆.....سب سے پہلے نماز کا سوال ہوگا.....150
- ☆.....نماز وقت پر نہ پڑھنے کی سزا.....151
- ☆.....نماز نہ پڑھنا کفر ہے.....152
- ☆.....بے نمازی کی شرعی سزا.....152
- ☆.....بے نمازی کی نحوست.....152
- ☆.....جس کی نماز رہ گئی وہ لٹ گیا.....153
- ☆.....اذان سن کر گھر میں نماز نہیں ہوتی.....153
- ☆.....گھر میں نماز پڑھنے والوں سے نبی ﷺ کی ناراضگی.....154
- ☆.....کھری اور کھوٹی نماز.....154
- ☆.....بدترین چور.....155
- ☆.....نماز نہیں تو دین نہیں.....156
- ☆.....اہتمام نماز کے تین درجے.....156

کثرتِ نوافل

- ☆.....اندازِ عمل.....158
- ☆.....اہمیت و فضیلت.....158

صفحہ	عنوانات
158.....	☆..... فرضوں کی کمی نفلوں سے پوری ہوتی ہے
159.....	☆..... نوافل قرب الہی کا ذریعہ ہیں
160.....	☆..... رابطہ اور مضابطہ
160.....	☆..... اور ٹائم
160.....	☆..... اظہار محبت و طلب
160.....	☆..... سنن مؤکدہ پر جنت کا محل
161.....	☆..... سنن غیر مؤکدہ
162.....	☆..... جمعہ کی سنتیں
164.....	☆..... نفل نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے
164.....	☆..... صلوٰۃ استغفار یا توبہ
165.....	☆..... صلوٰۃ حاجت
166.....	☆..... صلوٰۃ اشراق
167.....	☆..... صلوٰۃ چاشت
168.....	☆..... رزق کی برکت
168.....	☆..... اشراق اور چاشت میں فرق
169.....	☆..... صلوٰۃ استخارہ
170.....	☆..... استخارے کے ضروری مسائل
172.....	☆..... تحیۃ الوضو

صفحہ

عنوانات

- ☆.....تحمیۃ المسجد.....173
- ☆.....اوابین.....173
- ☆.....سجدہ شکر.....174
- ☆.....نوافل بعد الزوال.....174
- ☆.....صلوۃ التسبیح کی فضیلت اور طریقہ.....175
- ☆.....صلوۃ التسبیح کی جماعت.....176

کثرتِ صوم

- ☆.....اندازِ عمل.....178
- ☆.....اہمیت و فضیلت.....178
- ☆.....روزے سے تقویٰ پیدا ہوتا ہے.....178
- ☆.....نوجوانوں کو روزے کی تاکید.....179
- ☆.....صوم داؤدی.....179
- ☆.....صوم محمدی.....180
- ☆.....ماہانہ تین روزے زندگی بھر کے روزے.....180
- ☆.....ایام بیض کے روزے.....181
- ☆.....پیر اور جمعرات کا روزہ.....181
- ☆.....شوال کے چھ روزے.....182
- ☆.....عاشورہ کا روزہ.....182

عنوانات

صفحہ

☆..... عشرہ ذوالحجہ کے روزے..... 183

دوام وضو

☆..... اندازِ عمل..... 184

☆..... اہمیت و فضیلت..... 184

☆..... با وضو رہنے سے ایمان بڑھتا ہے..... 184

☆..... با وضو رہنے سے درجات بڑھتے ہیں..... 184

☆..... وضو مومن کا اسلحہ ہے..... 185

☆..... با وضو سونے والے کے لیے فرشتے دعائے مغفرت کرتے ہیں..... 185

☆..... وضو غصے کو کم کرتا ہے..... 186

☆..... عبادت کے لیے ہر وقت تیار رہیں..... 186

☆..... وضو سے گناہ جھڑتے ہیں..... 187

☆..... نور علی نور..... 188

☆..... با وضو اعضا ذکر کرتے ہیں..... 188

☆..... نبی ﷺ کا اہتمام وضو..... 188

☆..... وضو سے وساوس کم ہوتے ہیں..... 188

☆..... سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا مزاج..... 188

اہتمام پاکیزگی

- ☆..... اندازِ عمل 191
- ☆..... اہمیت و فضیلت 191
- ☆..... اللہ تعالیٰ پاک صاف رہنے والوں کو پسند فرماتے ہیں 191
- ☆..... دین کی بنیاد پاکی پر ہے 192
- ☆..... ڈھیلوں کا استعمال 192
- ☆..... ڈھیلوں کا قائم مقام ٹشو پیپر 193
- ☆..... ٹشو پیپر کا استعمال لازمی ہے 193
- ☆..... جنبی کو پاکی کا حکم 194
- ☆..... کپڑے پاک رکھنے کا حکم 194
- ☆..... صفائی اور پاکی میں فرق 195
- ☆..... نجاست منتقل ہونے سے احتیاط 196
- ☆..... منہ کی صفائی 197
- ☆..... مسواک کی باقاعدگی 197
- ☆..... منہ کی صفائی اور رضائے الہی 198
- ☆..... تہجد کے وقت مسواک 198
- ☆..... مسواک والی نماز کی فضیلت 199
- ☆..... پاکی ایمان کا جز ہے 199

عنوانات

صفحہ

اتباع سنت

- ☆..... اندازِ عمل 200
- ☆..... اہمیت و فضیلت 200
- ☆..... اتباع سنت محبتِ الہی کا ذریعہ ہے 200
- ☆..... اتباع سنت لازم ہے 201
- ☆..... نبی ﷺ کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے 201
- ☆..... سنت سے محبت نبی ﷺ سے محبت ہے 202
- ☆..... تارکِ سنت پر لعنت 202
- ☆..... واجیزیں صراطِ مستقیم کی ضامن 203
- ☆..... بہترین راستہ 203
- ☆..... سنت سے اعراض امت سے اخراج 204
- ☆..... ولایت کا معیار 204
- ☆..... ہیروں کے بیوپاری 204
- ☆..... حضرت تھانوی کا جائزہ 204
- ☆..... کشتی نوح 205
- ☆..... سلوک کی منازل 205
- ☆..... محبت کا تقاضہ 205
- ☆..... بہترین مصقلہ 206

صفحہ

عنوانات

- ☆.....کامل اتباع.....206.....
- ☆.....فتانی الرسول کا درجہ.....207.....
- ☆.....اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا راستہ.....207.....

مسنون دعائیں

- ☆.....انداز عمل.....208.....
- ☆.....اہمیت و فضیلت.....208.....
- ☆.....مانگی ہوئی دعا ضائع نہیں ہوتی.....208.....
- ☆.....دعا عبادت ہے.....209.....
- ☆.....موقع محل کے مطابق مانگی ہوئی دعا قبول ہوتی ہے.....209.....
- ☆.....سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ.....209.....
- ☆.....خواجہ عبدالملک صدیقی رحمہ اللہ کا واقعہ.....211.....
- ☆.....وقوف قلبی میں آسانی.....212.....
- ☆.....مسنون دعاؤں کے فوائد.....212.....

مسنون سورتیں

- ☆.....انداز عمل.....213.....
- ☆.....اہمیت و فضیلت.....213.....
- ☆.....سورۃ لیس.....213.....

صفحہ	عنوانات
214.....	☆.....سورۃ یس جمعہ کی رات میں
214.....	☆.....سورۃ دخان
214.....	☆.....سورۃ ملک
215.....	☆.....سورۃ رحمن
215.....	☆.....سورۃ واقعہ
215.....	☆.....سورۃ کہف
216.....	☆.....سورۃ الم سجدہ اور سورۃ دھر

جمعہ کے اعمال

217.....	☆.....انداز عمل
217.....	☆.....اہمیت و فضیلت
217.....	☆.....جمعہ کا غسل
218.....	☆.....جمعہ کی تیاری و آداب
218.....	☆.....سورہ کہف کی فضیلت
219.....	☆.....سورۃ یس اور سورۃ دخان
219.....	☆.....صلوۃ التسبیح
219.....	☆.....کثرت درود شریف
220.....	☆.....عصر کی نماز کے بعد درود شریف
220.....	☆.....قبولیت کی گھڑی عصر کے بعد

صفحہ

عنوانات

- ☆..... جمعہ کی نماز کے لیے بروقت مسجد میں حاضر ہونا..... 221
- ☆..... ایک لاکھ گناہ معاف..... 222
- ☆..... ایک ہفتہ گناہوں سے حفاظت..... 223
- ☆..... والدین کی قبر پر جانا..... 223

اہل خانہ کے ساتھ خوش طبعی

- ☆..... انداز عمل..... 224
- ☆..... اہمیت و فضیلت..... 224
- ☆..... دین اتباع کا نام ہے..... 224
- ☆..... اللہ تعالیٰ کی سفارش..... 225
- ☆..... نبی ﷺ کی سفارش..... 226
- ☆..... دین اتباع کا نام ہے..... 226
- ☆..... اہلیہ کے ساتھ ہنسی مزاق..... 227
- ☆..... اہلیہ کے منہ میں لقمہ دینا..... 227
- ☆..... اہلیہ کے ساتھ دل لگی..... 228
- ☆..... تیرے ہونٹ کہاں لگے؟..... 228
- ☆..... اہلیہ کے ساتھ دوڑ کا مقابلہ کرنا..... 229
- ☆..... غصے کے وقت کیا کریں..... 229
- ☆..... تجھے بچایا بھی تو میں نے ہے..... 229

عنوانات

صفحہ

محاسبہ

- ☆..... انداز عمل 231
- ☆..... اہمیت و فضیلت 231
- ☆..... ہم نے آخرت کے لیے کیا کیا؟ 231
- ☆..... میزان عدل قائم ہونا ہے 232
- ☆..... حساب کر لو حساب لیے جانے سے پہلے 233
- ☆..... قرآن میں محاسبے کا ذکر 234
- ☆..... عقلمند کون ہے؟ 234
- ☆..... متقی کون ہوتا ہے 234
- ☆..... ہدایات برائے سالکین 236
- ☆..... سونے کی زنجیر 237

عرض ناشر

یہ دنیا دار العمل ہے اور آخرت دار الجزا ہے اور یاد رہے کہ جیسا عمل ہوگا ویسے ہی اس کی جزا ہوگی۔ حدیث پاک ہے:

((الدنيا مزرعة الآخرة)) ”دنیا آخرت کی کھیتی ہے“

جو دنیا میں بویا جائے گا وہی آخرت میں کاٹا جائے گا۔

کتاب ”توشہ سالکین“ حصہ ”اعمال یومیہ“ حضرت مفتی شاکر الرحمن دامت برکاتہم العالیہ کی ایک پیاری سی کاوش ہے جس میں انہوں نے ایک سالک کے لیے چوبیس گھنٹے کے معمولات کو نہایت احسن اور مدلل طریقہ سے پیش کیا ہے جس کو پڑھ کر ایک سالک کو مکمل طور پر راہنمائی حاصل ہوتی ہے کہ اس نے اپنے شب روز کو کیسے گزارنا ہے؟ نمازوں کے معمولات کو کیسے پورا کرنا ہے؟ اور اپنے لمحات ذکر و فکر میں کیسے گزارنا ہے؟ جب ایک سالک اس کتاب کو پڑھتا ہے تو اسے منزل پہ پہنچنے کے لیے زاویر اہل جاتا ہے، ایک توشہ ہے، ایک مکمل راہنما ہے۔ ایک سالک کے لیے چوبیس گھنٹے کا لائف پیٹرن ہے۔

کتاب کے آغاز نیک اعمال کی فضیلت اور تہجد سے ہے اور اختتام رات کے محاسبے پر ہے۔ اللہ رب العزت سے خصوصی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مفتی شاکر الرحمن نقشبندی مجددی دامت برکاتہم العالیہ کے اس خلوص کو قبولیت خاصہ عطا کرے اور اس کا فیض دنیا کے کونے کونے تک پہنچا دے۔ احباب سے گزارش ہے کہ اس کتاب کی فنی اور اصطلاحی خرابی کی صورت میں ادارہ ہذا کو مطلع کر کے شکریہ کا موقع دیں۔

انوار الحق ندیم

خادم شعبہ تصنیف و تالیف جامعہ الحبیب فیصل آباد پاکستان

یکم اگست 2012ء

پیش لفظ

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد!

ہمیشہ سے ہر دور کی ضرورت کے پیش نظر مختلف اصلاحی اور ترغیبی پہلوؤں کی طرف توجہ دلانا مشائخ کا طریق رہا ہے، جب ہمارے شیخ حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم نے اس عاجز کے کندھوں پر بھی یہ بوجھ ڈالا اور یہ فقیر ”الاکمرفوق الادب“ کے تحت اس مسند پر بیٹھ گیا، رفتہ رفتہ دوست احباب کا رجحان ہونے لگا، ذکر فکر کا ایک حلقہ بننے لگا تو یہ عاجز اپنے شیخ کے بتائے ہوئے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے پانچ معمولات:

(استغفار، درود شریف، تلاوت، وقوف قلبی اور مراقبہ)

دوستوں کو تلقین کرتا رہا، لیکن تھوڑے ہی عرصے میں یہ محسوس ہوا کہ بعض ناواقف دوست صرف انہی پانچ معمولات پر قناعت کر لیتے ہیں اور دیگر مسنون اعمال کی طرف بالکل ہی توجہ نہیں دیتے،

حالانکہ اس عاجز نے اپنے شیخ سے ہی ان مسنون اعمال کی بارہا تاکید سنی ہے جن کا ایک سالک کو پابند ہونا لازمی ہے، نیز ہمارے سلسلے میں منازل سلوک طے کرنے میں بھی اتباع سنت کو بہت زیادہ اہمیت دی جاتی ہے،

اس لیے اللہ تعالیٰ نے دل میں یہ بات ڈالی کہ وہ تمام معمولات اور اعمال صالحہ جن کی ایک سالک کو پابندی کرنی چاہیے، چاہے وہ سلسلے کے لازمی اعمال ہوں یا دیگر مسنون و مستحب اعمال ہوں، انہیں ترتیب دے دیا جائے تاکہ دوستوں کی راہنمائی آسان ہو جائے،

لیکن جب اعمال صالحہ کو ترتیب دینا شروع کیا تو سالکین کی خدمت کے

توشہ سالکین
لیے کئی دیگر پہلو بھی اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کے دل میں ڈال دیے مثلاً:
اخلاق حمیدہ، اوصاف جمیلہ، حقوق العباد اور گناہوں سے پاکیزہ زندگی

وغیرہ۔
پیش نظر کتاب ”توشہ سالکین“ اسی فکر کی حامل ہے، لیکن اس وقت ہم
اس کتاب کا صرف پہلا حصہ ”اعمال صالحہ یومیہ“ ہی شائع کر رہے ہیں، انشاء اللہ
بقیہ حصے بھی اپنے اپنے وقت پر شائع ہوتے رہیں گے دوست احباب اور اکابر
سے خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے، اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبولیت عامہ اور
تامہ نصیب فرمائیں،

اور علمائے کرام سے گزارش ہے کہ جہاں کوئی غلطی، لغزش معلوم ہو تو اس
ادنی طالب علم کی اصلاح کر کے ممنون فرمائیں۔

اور اس کام میں جن دوستوں نے اس عاجز کے ساتھ جیسے بھی تعاون کیا
خصوصاً حضرت مولانا محمد اشرف صاحب، بھائی عابد علی صاحب جھنگ کو اللہ
تعالیٰ ان کی خدمت کا نعم البدل عطا فرمائیں اور اس کتاب کو قبولیت عامہ اور
تامہ عطا فرمائے اور ہمارے لیے آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے۔

(آمین ثم آمین)

فقیر شا کر الرحمن نقشبندی مجددی

کان اللہ عوضاً عن کل شیئی

۱۰ رمضان المبارک ۱۴۳۳ھ

معمولات سلسلہ عالیہ نقشبندیہ

(۱) وقوف قلبی:

ہر گھڑی ہر آن رکھنا ہے یہ دھیان کہ میرا دل کہہ رہا ہے اللہ اللہ اللہ
”دست بکار دل بیار“ ہاتھ کام کاج میں مشغول ہو دل اللہ تعالیٰ کی یاد میں
مشغول ہو۔

(۲) مراقبہ:

صبح شام کچھ دیر کے لیے دنیا و مافیہا سے ہٹ کٹ کر اللہ تعالیٰ کی یاد میں بیٹھنا
اور یہ تصور کرنا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نور آرہا ہے، میرے دل میں سمارہا ہے، اور
میرا دل اس کے شکریہ میں کہہ رہا ہے اللہ اللہ اللہ اور میں بیٹھا اسے سن رہا ہوں۔

(۳) تلاوت قرآن مجید:

ایک پارہ، آدھا پارہ یا پاؤ جتنا ہو سکے بلا ناغہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔

(۴) درود شریف: سو سو مرتبہ صبح شام

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

(۵) استغفار: سو سو مرتبہ صبح شام

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ

(۶) رابطہ شیخ:

دین سیکھنے اور تربیت حاصل کرنے کے لیے خط، ٹیلیفون یا ملاقات کے ذریعے شیخ سے رابطہ
رکھنا اور جب فرصت ہو صحبت میں وقت گزارنا۔

نیک اعمال کی فضیلت

☆.....درخت کی قیمت پھل سے ہوتی ہے:

جس طرح ایک درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے اور اس کی قدر و قیمت بھی اس کے پھل کے اعتبار سے ہی ہوتی ہے اسی طرح ایک انسان کی قیمت بھی اس کے اعمال سے ہی ہوتی ہے، اعمال اچھے ہوں تو انسان اچھا کہلاتا اور برے ہوں تو برا کہلاتا ہے،

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بے شمار جگہ اعمال صالحہ کی تلقین فرمائی ہے، خیر اور شر، دنیوی اور اخروی زندگی کی فلاح اور اپنی رضا اور ناراضگی کا دار و مدار انہی اعمال پر رکھا ہے، تاکہ ہر انسان ایک باعمل اور باکردار فرد بن جائے، اسی لیے کسی شاعر نے کہا

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی

یہ خاکی اپنی فطرت میں نوری ہے نہ تاری

ذیل میں انتہائی اختصار کے ساتھ ان آیات اور احادیث کو پیش کیا جاتا ہے جن کو پڑھنے سے نیک اعمال کی اہمیت اور فضیلت کا اندازہ بھی ہو جائے گا اور انشاء اللہ دل میں نیک اعمال کو زندہ کرنے کا ذوق اور جذبہ بھی بیدار ہو جائے گا۔

☆.....جنت کی خوشخبری:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

هُوَ بَشِّرِ الدِّينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي

مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِزْقًا قَالُوا هَذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَأَتُوا بِه مُتَشَابِهًا وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿البقرة: ۲۴﴾

”اور خوشخبری دے دیجیے! ان لوگوں کو جنہوں نے ایمان لایا اور اعمالِ صالحہ کو اختیار کیا کہ ان کے لیے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، جب انہیں ان باغوں سے کوئی پھل عطا کیے جائیں گے تو وہ کہیں گے اس جیسے تو ہمیں پہلے بھی دیے گئے ہیں یعنی انہیں جو پھل دیے جائیں گے وہ ظاہرِ دنیا کے پھلوں کے ہی مشابہ ہوں گے (لیکن حقیقت میں بہت اعلیٰ ہوں گے) اور ان کے لیے وہاں پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور یہ ان باغوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے“

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نیک اعمال کرنے والوں کو جنت کے باغات کی بشارت دی ہے، اور صرف یہی نہیں بلکہ اس کے علاوہ بھی قرآن مجید میں بیسیوں جگہ مختلف انداز اور الفاظ میں یہ بشارت موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ اگر ایک ہی مرتبہ فرما دیتے پھر بھی کسی کو کوئی تردد تو نہ ہوتا، مگر جو آفر جتنی عام اور غیر محدود ہوتی ہے اس کا اعلان اتنا ہی عام ہوتا ہے، تو گویا اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی تخصیص اور حد کے ایک عام اور تمام اعلان فرما دیا ہے کہ جو بندہ بھی نیک اعمال کو اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اسے جنت اور اس کی تمام نعمتیں عطا فرمائیں گے!!!

☆..... جنت الماوی کے مہمان:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿أَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ جَنَّاتُ

الْمَأْوٰی ﴿السَّجْدَةُ: ١٨﴾

”رہے وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے ان کے رہنے کے لیے باغات ہیں بطور مہمانی کے، ان کے اعمال کی وجہ سے“

☆..... جنت النعیم کے مہمان:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنَّٰتُ النَّعِیْمِ﴾

(لقمان: ۸)

”پس جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے جنت النعیم میں ہوں گے“

☆..... جنت الفردوس کے مہمان:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّٰتُ

الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا﴾ (الكهف: ۱۰۷)

”بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے ان کے لیے جنت الفردوس ہے ضیافت کے طور پر“

جس طرح آج کے زمانے میں لوگ اپنے مہمانوں کو اچھے سے اچھے ہوٹلوں میں ٹھہراتے ہیں اور اس پر فخر کیا جاتا ہے کہ ہم نے اپنے مہمان کو فلاں ہوٹل میں ٹھہرایا ہے، بغیر کسی تشبیہ کے اللہ تعالیٰ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ جو لوگ دنیا میں نیک اعمال کریں گے ہم ان کی مہمان نوازی جنت الماویٰ، جنت النعیم اور جنت الفردوس میں کریں گے۔

☆..... پاکیزہ اعمال پاکیزہ زندگی:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً﴾ (النحل: ۹۶)

”جس نے بھی نیک اعمال کیے چاہے مرد ہو یا عورت بشرطیکہ مومن ہو، ہم اسے پاکیزہ زندگی عطا کریں گے“

ہر انسان کی یہ چاہت ہوتی ہے کہ اسے عزتوں بھری، برکتوں بھری اور پاکیزہ زندگی نصیب ہو جائے، لیکن کوئی اس کو مال میں تلاش کرتا ہے، کوئی جمال میں اور کمال میں، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ زندگی کا وعدہ مال، جمال اور کمال پر نہیں کیا، بلکہ نیک اعمال پر کیا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا:

”جس نے بھی نیک اعمال کیے چاہے مرد ہو یا عورت بشرطیکہ مومن ہو، ہم اسے پاکیزہ زندگی عطا کریں گے“

☆..... خلافت ارضی، دین میں قبولیت اور امن و اطمینان کا وعدہ:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اَسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِیْ ارْتَضٰی لَهُمْ وَلَیَبَدِّلَنَّهُمْ مِنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اٰمَنًا﴾ (النور: ۵۵)

”اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تم میں سے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیے کہ انہیں زمین پر خلافت یعنی حکمرانی دے دی جائے گی جیسا کہ ان

سے پہلے لوگوں کو دی گئی، اور اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے اپنے پسندیدہ دین کو مضبوط کریں گے اور ان کے خوف و خطرے کو امن و اطمینان میں تبدیل کر دیں گے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نیک اعمال کرنے والوں کے لیے تین چیزوں کا وعدہ فرمایا ہے:

- ۱۔ زمین میں خلافت یعنی حکمرانی عطا کی جائے گی جس کی زندہ مثال خلفائے اربعہ اور اس کے بعد آنے والے کئی مسلمان اور صالح حکمران ہیں۔
- ۲۔ اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کو دین کی سربلندی کے لیے قبول فرمائیں گے اور ان کے ذریعے دین کو مضبوط فرمائیں گے۔
- ۳۔ اللہ تعالیٰ انہیں خطرات سے محفوظ فرما کر پر امن و اطمینان زندگی عطا فرمائیں گے۔

☆..... بیٹوں اور مال سے بہتر نیک اعمال:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿الْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرًا مَّا﴾ (الكهف: ۶۴)

”مال اور بیٹے تو دنیا کی زینت ہے اور باقی رہنے والے نیک اعمال تمہارے رب کے نزدیک زیادہ بہتر ہیں ثواب اور امید کے اعتبار سے“

بیٹے اور مال تو انسان کو صرف اس دنیا میں کام آتے ہیں مگر نیک اعمال ہمیشہ ہمیشہ کام آتے ہیں، ہاں البتہ اگر مال نیک کاموں پر خرچ کیا ہو یا بیٹوں کو نیک اعمال پر لگایا ہو تو پھر ان اعمال کے واسطے سے وہ بھی انسان کے لیے بہترین سرمایہ بن جاتے ہیں، اور آخرت میں ڈھیروں ثواب ملنے کی امید کا

ذریعہ بن جاتے ہیں۔

☆..... درجات بقدرِ اعمال:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يَأْتِهِ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصَّالِحَاتِ فَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلَىٰ﴾ (طہ: ۷۴)

”اور جو مومن ہوگا اور اس نے نیک اعمال کیے ہوں گے سو ان لوگوں کے لیے بلند درجات ہیں“

بندہ کا مرتبہ اور درجہ اللہ تعالیٰ کے قرب میں بھی اور جنت میں قیام اور مسکن کے اعتبار سے بھی اس کے اعمال کے بقدر ہی ہوگا، حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ ایک جنتی جب اپنے سے بڑے درجے والے جنتی کے محل کو دیکھے گا تو حیران ہوگا کہ اتنا بلند مقام اور درجہ اسے کیسے مل گیا ہے؟

تو اسے کہا جائے گا کہ اس بندے نے صرف ایک مرتبہ ”سبحان اللہ“ تجھ سے زیادہ کہا تھا اس لیے اس کی بقدر اس کا درجہ تجھ سے بڑھا دیا گیا ہے، دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلِكُلِّ دَرَجَاتٍ مِّمَّا عَمِلُوا وَلِيُوفِيَهُمْ أَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ﴾ (الاحقاف: ۱۹)

”اور ہر ایک کے لیے اس کے اعمال کے بقدر درجات ہیں اللہ تعالیٰ انہیں ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیں گے کسی پر کوئی ظلم نہیں ہوگا“

☆..... اچھائیاں برائیوں کو مٹاتی ہیں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ﴾

(عنکبوت: ۷)

”وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے ہم ان کی برائیوں کو مٹا دیں گے“

اہل دنیا کا بھی یہی دستور ہے کہ اگر کوئی شخص سالہا سال تک برا سلوک کرے مگر اس کے بعد معذرت کر کے ٹھیک ہو جائے اور اچھا سلوک شروع کر دے تو لوگ اس کے سابقہ رویے کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور اسے بھول جاتے ہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کے ساتھ معاملہ ہے لہذا جو بندہ بھی برائیوں سے توبہ کر کے نیکی کی زندگی اختیار کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی سابقہ برائیوں کو نظر انداز فرما دیتے ہیں اور اسے معاف کر دیتے ہیں۔

مشائخ نے لکھا ہے کہ برائیوں کا کفارہ یہ ہے کہ جس نوعیت کی برائیاں کی ہیں اسی نوعیت کی نیکیاں بھی زیادہ کرو تا کہ یہ نیکیاں ان برائیوں کو کھا جائیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ (ہود: ۱۱۴)

”اچھائیاں برائیوں کو کھا جاتی ہیں“

☆..... قیامت کے دن نیک اعمال کی حسرت:

جو لوگ دنیا میں نیک اعمال نہیں کریں گے کل قیامت کے دن وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ندامت اور شرمندگی کے ساتھ حسرت کریں گے کہ ہمیں اگر دوبارہ لوٹا دیا جائے تو ہم نیک اعمال کر کے آئیں گے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الْمُجْرِمُونَ نَاكِسُوا رُءُوسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ رَبَّنَا

أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا إِنَّا مُوقِنُونَ ﴿السجدة: ۱۲﴾

”اور کبھی تو دیکھے جب مجرم سر جکھائے ہوں گے اپنے رب کے سامنے اور کہیں اے ہمارے رب! ہم نے دیکھ لیا، سن لیا، پس اب ہمیں دنیا میں لٹا دے! اب ہم نیک اعمال کریں گے کیونکہ ہمیں یقین آ گیا ہے“

لیکن

اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چک گئی کھیت
آج ان کی یہ پشمانی ان کے کسی کام نہ آئے گی۔

☆..... صالحین میں شمولیت:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصَّالِحِينَ﴾ (العنکبوت: ۹)

”بے شک جن لوگوں نے ایمان لایا اور نیک اعمال کیے ہم انہیں صالحین میں شامل کر لیں گے“

بندہ نیک اعمال کرتا رہتا ہے، کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ ایک دن اللہ تعالیٰ اسے اپنے مقبول صالحین بندوں میں شامل فرما لیتے ہیں، اور اسے بھی اپنا بنا لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے مقبول بندوں میں شامل فرمائے۔ آمین

☆..... خیر الخلاق ہونے کا ایوارڈ:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَلَيْكَ هُمْ خَيْرُ

الْبَرِيَّةُ ﴿البینہ: ۶﴾

”جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے وہ مخلوق میں سب سے بہترین لوگ ہیں“

گویا نیک اعمال کرنے والے اللہ تعالیٰ کے نزدیک مخلوق میں سب سے بہتر ہونے کا ایوارڈ پانے والے ہیں۔

☆..... اللہ تعالیٰ کی لقا کا ذریعہ:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا﴾ (الكهف: ۱۰۵)

”جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنے کی امید رکھتا ہو اسے چاہیے کہ نیک اعمال کرے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے“

اللہ تعالیٰ سے ملنے کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا وصل اور لقا چاہتا ہو اسے چاہیے کہ نیک اعمال کرے ان کے ذریعے اسے اللہ تعالیٰ کا وصل نصیب ہو جائے گا۔

اور دوسرا مطلب یہ ہے جو شخص کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے کا یقین رکھتا ہو اس کو چاہیے کہ اخلاص کے ساتھ نیک اعمال کا توشہ جمع کر لے ورنہ اگر نامہ اعمال خالی رہا تو کس منہ سے اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہو گا؟

☆..... غم اور خوف سے نجات:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ
وَاتُوا الزَّكَاةَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ
يَحْزَنُونَ﴾ (البقرة: ۲۷۶)

”بے شک جن لوگوں نے ایمان لایا اور نیک اعمال کیے اور نماز قائم کی
اور زکوٰۃ ادا کی ان کے لیے ان کے رب کے پاس ان کا اجر ہے اور ان پر
نہ کوئی خوف ہے نہ کوئی غم“

☆..... اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سایہ:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِي رَحْمَتِهِ﴾ (البجائیہ: ۳۰)

”ان کا رب انہیں اپنی رحمت کے سائے میں داخل کر لے گا“

نیک اعمال کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ اس دنیا میں بھی اپنی رحمت کا سایہ عطا
کرتے ہیں آخرت میں بھی عطا فرمائیں گے۔

☆..... ہر چاہت پوری:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ﴾ (الزمر: ۳۴)

”ان کے لیے وہ سب کچھ ہے جو وہ چاہیں“

یعنی جو لوگ نیک اعمال کریں گے اللہ تعالیٰ ان سے ارشاد فرمائیں گے
میرے بندو تم نے مجھے خوش کیا ہے آؤ آج میں تمہیں خوش کروں گا، تم مانگو! جو
کچھ مانگو گے عطا کروں گا، جو چاہو گے میں ہر چاہت پوری کروں گا۔

☆..... بے حد نہ ختم ہونے والا اجر:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ﴾ (حم السجدة: ۷)

”بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے ان کے لیے نہ ختم ہونے والا اجر ہے“

☆.....عیش ہی عیش:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ طُوبَىٰ لَهُمْ وَحُسْنُ مَآبٍ﴾ (الرعد: ۲۸۰)

”بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے ان کے لیے عیش ہی عیش ہے اور اچھا ٹھکانا ہے“

”طوبی“ کے مفسرین کرام نے قریب قریب کئی معنی کیے ہیں، ان تمام کا حاصل یہ ہے کہ جس شخص نے ایمان اور عمل صالح کو اختیار کیا اس کے لیے جنت میں عیش ہی عیش ہے۔

☆.....کامیابی کی ایک ہی صورت:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ﴾ (العصر)

”قسم ہے زمانے کی، تمام انسان خسارے میں ہیں سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیے اور ایک دوسرے کو حق بات اور صبر کی تلقین

کی“

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو خسارے سے بچنے کے لیے چار اعمال کی نشاندہی کی ہے:

- ۱۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان کامل۔
- ۲۔ اس ایمان کا نیک اعمال کے ذریعے اظہار۔
- ۳۔ ہمیشہ سچے دین اور سچائی کی دعوت دینا۔
- ۴۔ دین کے راستے میں آنے والے تمام حالات اور آزمائشوں پر صبر کرنا۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر دین کے معاملے میں مزید ہدایات نہ بھی اترتیں تو ایک انسان کی فلاح و نجات کے لیے صرف یہ سورت بھی کافی تھی، مشائخ کرام کا یہ معمول تھا کہ جب دو افراد آپس میں ملتے تو جدا ہونے سے پہلے یہ سورت ایک دوسرے کو ضرور سناتے۔

☆..... ابدی فلاح کا ایک ذریعہ:

ان تمام آیات کا حاصل یہ ہے کہ ابدی نجات اور کامیابی کا دار و مدار نہ مال پر ہے، نہ جمال پر، نہ کسی کمال پر بلکہ کامیابی کا دار و مدار ایمان کے ساتھ نیک اعمال پر ہے یعنی ہماری فلاح صرف دو چیزوں پر ہے:

ایمان اور عمل صالح۔

جب ایمان یقین مضبوط ہوتا ہے تو اعمال خود ہی زندہ ہو جاتے ہیں، اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے ایمان کو مضبوط کریں اور نیک اعمال سے اپنے نامہ اعمال کی ٹوکری کو بھر لیں تاکہ کل قیامت کے دن پھر حسرت نہ ہو!

☆..... اللہ تعالیٰ کا دیدار:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لِّلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَ زِيَادَةٌ﴾ (یونس: ۲۶)

”جو لوگ نیکیاں کریں گے ان کے نیکوں کا اچھا بدلہ ہے اور اس علاوہ کچھ

اور بھی ہے“

یعنی اس کے لیے جنت اور دیدار الہی ہوگا۔

☆..... اعمال بھری زندگی کیسے ملتی ہے؟

نیک تقویٰ کا بیج اللہ تعالیٰ نے ہر انسان میں رکھا ہے لیکن اس بیج سے پودا تب ہی بنے گا جب اسے زرخیز ماحول ملے گا اور پھل تب لگے گا جب اس کی پوری پوری آبیاری ہو اور دیکھ بھال ہو، زرخیز ماحول سے مراد اللہ والوں کی صحبت ہے اور آبیاری سے مراد ذکر فکر کی پابندی ہے جب یہ دونوں کام ہوں گے تو یہ بیج پودا بنے گا پھر بڑا ہوگا اور اس کے ساتھ نیک اعمال کے پھل لگیں گے ورنہ جس طرح ایک بیج ہزار سال بھی شیشیوں میں سجا کر رکھا جائے اگر اسے زرخیز ماحول نہ ملے تو وہ ویسے کا ویسا ہی ہوتا ہے یا پھر بوسیدہ ہو کر ختم ہو جاتا ہے! اسی طرح انسان بھی ضائع ہو جاتا ہے۔

نمازِ تہجد

☆..... اندازِ عمل:

سالک کو چاہیے کہ رات کے آخری پہر میں جب ہر طرف سناٹا ہو،
بیدار ہونا اپنے اوپر لازم کر لے، اٹھے اور چپکے سے مسواک کرے،
وضو کرے اور یہ دعائیں مکمل یا جتنی یاد ہوں پڑھے:

(۱)..... ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ
الَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ الَّذِينَ
يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي
خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا
سُبْحَنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ رَبَّنَا إِنَّكَ مَن تَدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ
أَخْزَيْتَهُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ رَبَّنَا إِنَّنا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي
لِلْإِيمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا
سَيِّئَاتِنَا وَتَوَقَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدْتَنَا عَلَىٰ رُسُلِكَ
وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَمَةِ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ﴾

(مشکوٰۃ)

اگر ہو سکے تو یہ پورا رکوع ہی پڑھ لے۔

(۲)..... ﴿اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قِيَمُ السَّمَوَاتِ
وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ
وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ مَلِكُ السَّمَوَاتِ وَ
الْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ

لِقَائِكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّونَ
حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اَمَنْتُ وَعَلَيْكَ
تَوَكَّلْتُ وَالْيَاكُ اَتَيْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَالْيَاكُ حَاكَمْتُ
فَاَحْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا
اَنْتَ اَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ اَنْتَ الْمُقَدَّمُ وَاَنْتَ الْمُتَوَخَّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ
وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ))

(مشکوٰۃ، ص: ۱۰۷)

(۳)..... لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ
الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ
وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ
الْعَظِيْمِ۔ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ

(ابی داود، رقم: ۴۴۰۱)

اس کے بعد اپنی جانماز پر جائے اور دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ سے
دعا کرے کہ حق تعالیٰ خشوع خضوع اور خالص اپنی رضا والی نماز پڑھنے کی توفیق
دے، پھر مختصری دو رکعت پڑھے۔

مشائخ کا معمول ان دو رکعتوں میں آیۃ الکرسی والارکوع اور سورۃ
البقرۃ کا آخری رکوع پڑھنے کا تھا اور بعض سورۃ الاخلاص بھی پڑھتے تھے، اور ان
دو رکعت میں تہجد کے ساتھ تحیۃ الوضو کی نیت بھی شامل کر لے، نبی علیہ السلام کا
معمول بھی ایسا ہی تھا اماں عائشہؓ سے مروی ہے:

((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ لِيُصَلِّيَ افْتَتَحَ صَلَوَتَهُ
بِرَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ)) (ابی داود، ص: ۱۰۶)

”کہ آپ ﷺ جب رات کو نماز کے لیے بیدار ہوتے تو ہلکی سی دو رکعتوں سے شروع کرتے“

اس کے بعد وقت کی گنجائش اور اپنی ہمت کے مطابق چار، آٹھ یا بارہ رکعات پوری کرے اور قیام میں ٹھہر ٹھہر کر اپنی استطاعت کے مطابق خوب قرآن پڑھے، اگر زیادہ قرآن یاد نہ ہو تو کم از کم سورہ یس ہی پڑھ لے کیونکہ یہ قرآن مجید کا دل ہے اور رات کا آخری پہر رات کا دل ہے، مشائخ نے لکھا ہے کہ جب یہ تین دل مل کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرماتے ہیں،

اور نبی علیہ السلام تو کئی مرتبہ چار رکعت میں چار سورتیں، البقرۃ، ال عمران، النساء اور المائدہ پڑھ لیا کرتے تھے؛

اور آپ ﷺ کا قیام ایسا کہ گویا ساری رات قیام میں ہی گزرے گی، اور رکوع ایسا کہ گویا ساری رات رکوع میں ہی گزرے گی اور ایسے ہی سجدہ، دو سجدوں کے درمیان میں آپ ﷺ ”اللھم اغفر لی اللھم اغفر لی“ بار بار پڑھتے تھے، تہجد مکمل ہونے کے بعد اگر وتر ابھی تک نہ پڑھے ہوں تو وہ بھی پڑھ لے۔

☆..... اہمیت و فضیلت:

جھوٹا سالک:

یہ نماز اگرچہ فرض تو نہیں ہے، لیکن سالک کو اللہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے اس نماز کا اہتمام کرنا بہت ضروری ہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو وحی فرمائی:

”وہ شخص اپنے دعوے میں جھوٹا ہے جو کہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے محبت ہے اور پھر جب رات آئے تو وہ سو جائے کیونکہ رات تو اپنے محبوب سے ملنے کا وقت ہے۔“

کس قدر گراں تم پر شب بیداری ہے
ہم سے تمہیں کب پیار ہاں نیند تمہیں پیاری ہے
سالک بھی اس بات کا مدعی ہوتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنا چاہتا ہوں اب اگر یہ رات کو بیدار ہونے کا اہتمام نہیں کرتا تو یہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے نالاں ہیں، اس کو ایسا نہیں کرنا چاہیے۔

انبیاء کے ورثا کو شب بیداری کا حکم:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الْمُزْمَلُ لِمَ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيلًا نِصْفَهُ أَوْ نَقْصُ مِنْهُ قَلِيلًا أَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا﴾ (المزمل)

”اے کملی! والے رات کو (اللہ کی عبادت میں) کھڑے رہو مگر کچھ حصہ، آدھی رات یا اس سے بھی کم یا اس سے کچھ زیادہ، اور قرآن ٹھہر ٹھہر کر پڑھ۔“

خطاب اگرچہ آپ ﷺ کو ہے، مگر قرآن مجید کا حکم عام ہوا کرتا ہے، لہذا امت کے ہر فرد کی طرف، (گو فرض نہ سہی، مگر) یہ حکم متوجہ ہوتا ہے، خصوصاً جو لوگ نبی ﷺ کے ورثا کہلاتے ہیں یعنی علما و صلحا، جن کے ذمے انبیا والا کام ہے، ان کے لیے رات کو اٹھ کر اللہ تعالیٰ سے تعلق کی تار جوڑنا بہت ضروری ہے، ورنہ کامل وارث نہیں بنیں گے اور اللہ تعالیٰ کی وہ مدد نصرت جو ایک عالم دین کے ساتھ ہونی چاہیے نہ ہوگی۔

شب بیداری حصولِ مراتب کا ذریعہ:
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾ (بنی اسرائیل: ۷۸)

”اور رات کا کچھ حصہ جاگتارہ قرآن کے ساتھ یہ تیرے لیے اضافہ ہے (عمل میں) قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے مقامِ محمود عطا کرے“

اس آیت میں آپ ﷺ سے فرمایا گیا کہ آپ رات کو اٹھ کر تہجد پڑھا کریں یہ آپ کی نقلی عبادت ہوگی اس پر آپ سے مقامِ محمود کا وعدہ ہے، مقامِ محمود کا وعدہ تو صرف نبی ﷺ سے ہے، مگر یہ بعید نہیں کہ شب بیدار لوگوں کو ان کے مناسب بلند مرتبہ مل جائے، لہذا ہمیں چاہیے ہم اس سعادت کو حاصل کریں۔

رات کو جاگنے کا مجاہدہ اور انعام:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾ (السجدة: ۱۵، ۱۶)

”جدا رہتی ہیں ان کی کروٹیں ان کی سونے والی جگہ سے وہ پکارتے ہیں اپنے رب کو خوف اور امید کے ساتھ اور ہمارے دیے ہوئے رزق میں سے خرچ کرتے ہیں، سو کوئی جی نہیں جانتا کہ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے ہم نے کیا چھپا رکھا ہے“

چونکہ رات کو جاگنے میں انسان کی آنکھوں کا بڑا مجاہدہ ہوتا ہے اور بعض مرتبہ آنکھیں جلنا بھی شروع ہو جاتی ہیں اس لیے ”جزاء العمل بحسنہ“ کے طور پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی جی نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے کیا تیار کر رکھا ہے!!!

آج اگر نیند پوری نہ ہونے کی وجہ سے آنکھیں جل رہی ہیں تو کوئی بات نہیں ایک وقت آنے والا ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے شب بیدار بندوں کو ایسا انعام عطا فرمائیں گے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی، آنکھیں ٹھنڈی ہونا کنایہ ہے دل کی خوشی سے کہ ہم ان کو ایسی خوشی عطا کریں گے کہ ان کا دل خوش ہو جائے گا۔

بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ اس سے اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ شب بیدار لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا۔

نیک لوگوں کی صفت:

نیک لوگوں کی صفات بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا﴾ (الفرقان: ۶۳)

”اور وہ لوگ رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے سامنے سجدے میں اور قیام میں“

اور ارشاد فرمایا:

﴿كَانُوا قَلِيلًا مِنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ﴾ (الذاریات: ۱۶، ۱۷)

”کہ وہ رات کو بہت تھوڑا سوتے ہیں اور سحری میں استغفار کرتے رہتے ہیں“ ع

مَنْ طَلَبَ الْعَلَى سَهْرَ اللَّيْلِ

”جو بلند یوں کو چاہتا ہے وہ راتوں کو جاگتا ہے“

سحری کا استغفار اللہ والوں کا طریقہ ہے اور بیش بہا خزانہ ہے، جس نے بھی کوئی مقام حاصل کیا ہے وہ ضرور راتوں کو جاگا ہے یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک شخص غفلت میں سوتا ہی رہے اور اسے متقین کا امام بنا دیا جائے۔

مقامِ شکوریت کو پائیے!

مغیرۃ بن شعبہؓ سے مروی ہے:

((قَامَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ، وَقِيلَ لَهُ قَدْ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ: أَقَلَّا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا)) (النسائی)

”نبی علیہ السلام اتنا قیام فرماتے کہ آپ ﷺ کے قدموں پر ورم آجاتا، اور آپ ﷺ سے جب کہا جاتا کہ آپ کے تو اللہ تعالیٰ نے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دیے تو آپ ﷺ فرماتے: ”تو کیا پھر میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟“

بندے تو اللہ تعالیٰ کے سارے ہی ہیں مگر

﴿وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ﴾ (السبأ: ۱۳)

”شکور بندے بہت کم“

ایک شاکر ہوتا ہے اور ایک شکور ہوتا شاکر کا معنی شکر گزار ہے اور شکور کے معنی میں بہت مبالغہ ہے، بہت زیادہ یا یہ کہیں کہ شکر کا حق ادا کرنے والا، شاکر تو بہت ہوتے ہیں مگر شکور کوئی کوئی ہوتا ہے!

یہ ایک خاص مقام ہے جسے بہت کم لوگ ہی حاصل کرتے ہیں اس کے

حصول کا راستہ نبی ﷺ نے اپنے عمل سے بتلا دیا کہ اللہ تعالیٰ نے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف کیے ہوئے ہیں مگر اس کے باوجود بھی راتوں کو اٹھ کر آہ و زاری کرتے ہیں!

معلوم ہوا کہ جو بندہ بھی مقام شکوریت کو حاصل کرنا چاہتا ہوا سے چاہیے کہ رات کو بیدار ہو کر اللہ تعالیٰ کی خوب عبادت کیا کرے۔

تہجد کے چار فائدے:

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ دَابُّ الصَّالِحِينَ قَبْلُكُمْ وَهُوَ قُرْبَةٌ لَكُمْ إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَمُكَفَّرَةٌ لِلْسَيِّئَاتِ وَمِنْهَاةٌ لِلْإِثْمِ))

(ابی دائود، ص: ۱۰۹)

”شب بیداری کو لازم پکڑو! کیونکہ یہ تم سے پہلے صالحین کی نشانی ہے اور اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ ہے اور برائیوں کو ختم کرنے والی اور گناہوں سے روکنے والی چیز ہے۔“

تہجد کے چار فائدے بتائے گئے ہیں:

صالحین کی نشانی ہے، جس کے پاس ہوگی صالحین میں شمار ہوگا، اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ ہے جو پابندی کرے گا اللہ تعالیٰ کے قریب ہوگا، برائیوں کو ختم کرنے والی یعنی ان کا کفارہ بننے والی چیز ہے اگر گناہ بہت کیے ہیں تو کوئی بات نہیں اب رات کا قیام بھی زیادہ کرو! اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے سابقہ تمام گناہوں کا معاف فرمادیں گے، گناہوں سے روکنے والی چیز ہے واقعی اس بات کا مشاہدہ بھی ہے کہ جس کی تہجد پکی ہو جائے اس کی زندگی گناہوں سے پاک ہو جاتی ہے۔

رات کے آخری پہر میں حق تعالیٰ کا اعلان:

ارشاد فرمایا:

((يُنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرِ يَقُولُ مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبُ لَهُ مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرُ لَهُ))

(مشکوٰۃ، ص: ۱۰۹)

”رات کے آخری حصے میں اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور یہ اعلان فرماتے ہیں کہ کون ہے؟ جو مجھ سے دعا کرے اور میں قبول کروں اور کون ہے؟ جو مجھ سے مانگے اور میں اسے عطا کروں اور کون ہے؟ جو مجھ سے معافی مانگے اور میں اسے معاف کر دوں۔“

نزول سے مراد رحمت الہی کا متوجہ ہونا ہے اور ندا لگانے سے مراد مخلوق کو اپنی طرف متوجہ کرنا ہے، اور مسلم ہے کہ بادشاہ جب بلا تے ہیں تو کچھ دینے کے لیے ہی بلا تے ہیں معلوم ہوا اللہ تعالیٰ بھی اس خاص وقت میں اپنے خاص بندوں کو نوازا نا چاہتے ہیں۔

محروم ہیں وہ لوگ جو اس مقبول وقت میں غفلت کی نیند سوئے رہیں۔

تہجد گزار میاں بیوی کے لیے بشارت:

اور جو میاں بیوی رات کو اٹھ کر ایک دوسرے کو تہجد کے لیے اٹھائیں ان کے لیے نبی ﷺ نے فرمایا:

((رَحِمَ اللَّهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّى وَآيَقَظَ امْرَأَتَهُ فَصَلَّتْ فَإِنْ أَبَتْ نَضَحَ فِي وَجْهِهَا الْمَاءَ وَرَحِمَ اللَّهُ امْرَأَةً قَامَتْ مِنْ

اللَّيْلِ فَصَلْتُ وَأَيْقَضْتُ زَوْجَهَا فَصَلَّى فَإِنْ أَبِي نَضَحْتُ فِي
وَجْهِهِ الْمَاءِ)) (مشکوۃ، ص: ۱۰۹)

”اللہ تعالیٰ اس مرد پر رحم کریں جو رات کو اٹھے نماز پڑھے اور اپنی اہلیہ کو
بھی اٹھائے اور اگر وہ نہ اٹھ رہی ہو تو اس پر پانی کا چھڑکاؤ کرے یعنی
اصرار کے ساتھ اٹھائے اور اللہ تعالیٰ اس عورت پر بھی رحم کریں جو رات
کو اٹھے نماز پڑھے اور اپنے شوہر کو بھی اٹھائے اور اگر وہ نہ اٹھ رہا ہو تو
اس پر پانی کا چھڑکاؤ کرے یعنی اصرار کے ساتھ اٹھائے۔“
دیکھیں! یہ کتنا آسان اور مبارک عمل ہے کے ایسے میاں بیوی
کے لیے نبی علیہ السلام بھی دعائیں فرما رہے ہیں۔

☆..... قبولیت دعا کا وقت:

آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سی دعا جلدی قبول ہوتی ہے تو آپ
ﷺ نے فرمایا:

((جَوْفُ اللَّيْلِ الْآخِرِ وَذُبُرُ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَاتِ))

(مشکوۃ، ص: ۱۰۹)

”رات کے آخری پہر کی دعا اور فرض نمازوں کے بعد کی دعا“

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ مِنَ اللَّيْلِ سَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللَّهَ تَعَالَى

فِيهَا خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ)) (مسلم)

”رات میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ بندہ جب اس گھڑی کو پاتا ہے اور

اس میں دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو قبول فرماتے ہیں“

یہ قبولیت دعا کی گھڑیاں ہیں جسے نصیب ہو جائیں۔

چار کام اور جنت میں داخلہ:

آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَيُّهَا النَّاسُ أَفْشُوا السَّلَامَ وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصَلُّوا الْآرْحَامَ وَصَلُّوا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ يَوْمَ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِالسَّلَامِ))

(الترمذی)

”کہ چار کام کرو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے: ۱۔ سلام کو پھیلاؤ ۲۔ کھانا کھیلاؤ ۳۔ صلہ رحمی کرو ۴۔ اس وقت نماز پڑھو جب سب لوگ سو رہے ہوں یعنی تہجد کی نماز“

جب ساری دنیا سو رہی ہو، ہر طرف سناٹا ہو، جمعیت اور یکسوئی کامل ہو، دل میں محبت الہی کا سرور ہو، تمہے تنہا ساری دنیا سے منہ موڑ کر اللہ رب العزت کی دہلیز پر سر رکھنے کا مزہ ہی کچھ اور ہے!!!

اس کیفیت کو نہ لکھا جاسکتا ہے، نہ بولا جاسکتا ہے بس

ہم تم ہی آشنا ہیں اس ربطِ خفی سے
معلوم کسی اور کو یہ راز نہیں ہے

تہجد ضروری ہے چاہے دور کعتیں ہی ہوں:

آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَا بُدَّ مِنْ صَلَاةٍ بَلِيلٍ وَلَوْ حَلَبَ شَاةٌ وَمَا كَانَ بَعْدَ صَلَاةِ

الْعِشَاءِ فَهُوَ مِنَ اللَّيْلِ)) (رواہ الطبرانی)

”کہ رات کی نماز ضرور پڑھا کرو چاہے اتنی دیر ہو جتنی دیر میں بکری کا

دودھ دوا جاتا ہے، اور عشاء کے بعد جو کچھ پڑھا جائے وہ رات میں ہی

ہے

یعنی اگر رات اٹھنے کی امید نہ ہو تو عشاء کے بعد بھی تہجد کی نیت سے کچھ رکعتیں پڑھ سکتے ہیں۔

شب بیداروں کے لیے رحمت ہی رحمت:

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَتُرِيدُ أَنْ تَكُونَ رَحْمَةً اللَّهِ عَلَيْكَ حَيًّا وَمَيِّتًا وَمَقْبُورًا وَمَبْعُوثًا قَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْكَ وَأَنْتَ تُرِيدُ رِضَا رَبِّكَ.

(احیاء العلوم)

”اے ابو ہریرہ! اگر تم یہ چاہتے ہو کہ تم پر زندگی میں مرنے کے بعد، قبر میں، اور قبر سے اٹھائے جانے کے وقت اللہ کی رحمت رہے تو رات کو اٹھو اور نماز پڑھو۔“

جیتے مرتے، دبتے اٹھتے ہر حال میں مرحوم (جس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو) بننے کے لیے تہجد کی نماز محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے پڑھنا بہترین عمل ہے۔

ذاکرین، قارئین اور مقنطریں:

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ قَامَ بِعَشْرِ آيَاتٍ لَمْ يَكُتِبْ مِنَ الْغَافِلِينَ، وَمَنْ قَامَ بِمِائَةِ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْقَائِمِينَ، وَمَنْ قَامَ بِأَلْفِ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْمُقْنَطِرِينَ))

(ابی داؤد)

”کہ جس بندے نے رات کو دس آیتیں پڑھیں وہ غافلین میں نہیں لکھا

جائے گا اور جس نے سو پڑھیں وہ قارئین میں لکھا جائے گا اور جس نے ہزار پڑھیں اس کے لیے ایک قطار اجر لکھا جاتا ہے۔“
 قطار ز میں و آسمان کے سب خزانوں سے بہتر ہے، غافلین سے نکلنے کے لیے، ذاکرین میں شامل ہونے کے لیے، قارئین میں داخل ہونے کے لیے، مقتطریں میں نام لکھوانے کے لیے تہجد کی نماز میں قرآن پڑھیے، اس کے بغیر کچھ نہیں ملتا۔

رومی ہو، رازی ہوا غزالی
 کچھ ہاتھ آتا نہیں بدوں سحر گاہی

جو خالق سے لیتا نہیں وہ مخلوق کو کچھ نہیں دیتا:

ایک بزرگ فرماتے ہیں:

”جورات کی تاریکی میں اللہ تعالیٰ سے لیتا نہیں وہ دن کے اجالے میں مخلوق کو کچھ نہیں دے سکتا“

یاد رکھیں دن کے اجالوں کی کامیابیوں کے فیصلے رات کے اندھیروں میں ہوا کرتے ہیں، دور کا سفر کرنے والے ہمیشہ سویرے جاگا کرتے ہیں، ہم دنیا میں آخرت کے مسافر ہیں، ہمارا سفر بہت لمبا ہے سویرے اٹھنے والے ہی سلامتی کے ساتھ منزل تک پہنچیں گے۔

افسوس ناک حالت:

امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

”مجھے حیرت ہوتی ہے کہ ایک شخص طالب علم ہو اور وہ تہجد نہ پڑھے!“

مگر اس سے بھی زیادہ حیرت اس بات پر ہے کہ ایک طالب علم

اپنے آپ کو سالک بھی سمجھتا ہوا اور پھر بھی تہجد نہ پڑھے !!!
 آج کے زمانے میں بھی ایسے حضرات موجود ہیں جو راتوں کو
 آدھا آدھا گھنٹہ ایک سجدے میں گزار دیتے ہیں۔

﴿فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ﴾ (المطففين: ۲۵)

”کوشش کرنے والوں کو کوشش کرنی چاہیے“

ہمارے حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی صاحب نے ایک
 سالک سے پوچھا کیا تہجد پکی ہے؟
 وہ کہنے لگے نہیں حضرت کبھی کبھی ناغہ بھی ہو جاتا ہے، حضرت نے فرمایا:
 بڑے افسوس اور حیرت کی بات کہ مجنون کو لیلیٰ سے ملاقات کرنے میں ناغہ
 ہو جائے!

عاشقوں کی رات کا منظر:

امام رازی رحمہ اللہ فرماتے تھے:

”اللہ! دن اچھا نہیں لگتا مگر تیری یاد کے ساتھ اور رات اچھی نہیں لگتی مگر

تجھ سے راز و نیاز کے ساتھ“

اللہ والوں کو رات کے آنے کا اس طرح انتظار ہوتا ہے جیسے کسی
 دلہا کو دلہن سے ملنے کا انتظار ہوتا ہے۔
 کوئی شاعر کہتا ہے:

ہر وقت کا ہنسنا تجھے برباد نہ کر دے

رات کی تنہائیوں میں کبھی رو بھی لیا کرو

طالب علمی کے زمانے میں اس عاجز نے ایک ایسے دوست کو دیکھا جو رات
 ہر وقت سو جاتا اور جب بھی اس کی آنکھ کھل جائے چاہے ایک گھنٹے کے بعد ہی

کھل جائے دوبارہ وہ بستر پر نہیں لیٹتا تھا، بلکہ اٹھ کر نوافل میں مشغول ہو جاتا اور ساری رات عبادت میں ہی گزار دیتا، اس عاجز نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ وہ آدھا آدھا گھنٹہ رکوع اور سجدے میں پڑا رہتا یہ منظر دیکھ کر اس روایت کی کیفیت سمجھ میں آئی کہ

اماں عائشہؓ نبی ﷺ کے بارے میں فرماتی ہیں کہ رکوع میں جاتے تو ایسے لگتا شاید ساری رات رکوع میں ہی گزرے گی سجدے میں جاتے تو ایسے لگتا شاید ساری رات سجدے میں ہی گزرے گی! یہی وہ لوگ ہیں جو نبی کریم ﷺ کے وارث کہلانے کے حقدار ہیں۔

تہجد نہ پڑھنے پر وعیدیں

شیطان غافلوں کے کان میں پیشاب کر دیتا ہے:
آپ ﷺ کے سامنے ایک ایسے شخص کا ذکر کیا گیا جو ساری رات سوتا رہا حتیٰ کہ صبح ہو گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا:
(ذَالِكَ رَجُلٌ بَالَ الشَّيْطَانُ فِي أُذُنِهِ)
(مشکوٰۃ، ص: ۱۰۹)

”یہ ایسا شخص ہے کہ شیطان اس کے کان میں پیشاب کر گیا ہے۔“
معلوم ہوا جو شخص ساری رات غفلت میں سو کر گزار دیتا ہے شیطان اس کے کان میں پیشاب کر دیتا ہے۔

تہجد کے پابند کا تہجد چھوڑ دینا:

ایک شخص پہلے تہجد پڑھتا تھا پھر اس نے چھوڑ دی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((يَا عَبْدَ اللَّهِ لَا تَكُنْ مِثْلَ فَلَانٍ كَانَ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ)) (مشکوٰۃ، ص: ۱۰۹)

”فلاں شخص کی طرح نہ ہونا کہ اس نے تہجد چھوڑ دی ہے“

((فَانْخَيْرِ الْعَمَلِ مَا أَدْوَمَهُ وَإِنْ قُلْتَ)) (ابن ماجہ، رقم: ۴۲۳۰)

”بہترین عمل وہ ہوتا ہے جس پر ہمیشگی کی جائے چاہے وہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو“

باقاعدگی اور مداومت کو نبی ﷺ نے پسند فرمایا ہے اور نصیحت کی ہے کہ اپنے کسی نفلی معمول کو بھی ترک نہ کرو کیونکہ کسی عمل کو چھوڑنا اس بات کی دلیل ہے کہ اب تنزیلی کا سفر شروع ہو چکا ہے، آج اگر نفل چھوٹا ہے تو کل فرض بھی چھوٹ سکتا ہے۔

شیطان کے تین گراہ:

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ ثَلَاثَ عَقَدٍ يَضْرِبُ عَلَى كُلِّ عَقْدَةٍ عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيلٌ فَارُقَدَ فَإِنْ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللَّهَ انْحَلَّتْ عَقْدَةٌ فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عَقْدَةٌ فَإِنْ صَلَّى انْحَلَّتْ عَقْدَةٌ فَأَصْبَحَ نَشِيطًا طَيِّبُ النَّفْسِ وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيثُ النَّفْسِ كَسَلَانٌ)) (ابی دائود، ص: ۱۰۸)

”شیطان تم میں سے ہر ایک کے سر پر تین گراہ لگا دیتا ہے، اور جب کوئی شخص رات کو جاگ کر اللہ کا نام لیتا ہے تو ایک گراہ کھل جاتی ہے اور جب وضو کرے تو ایک گراہ اور کھل جاتی ہے اور نماز پڑھ لے تو تیسری گراہ بھی کھل جاتی ہے اور وہ بندہ چست اور پاکیزہ ہو کر صبح کرتا ہے ورنہ سست

اور خبیث ہو کر صبح کرتا ہے۔“

گرہ سے مراد غفلت کی گرہ ہے جو شخص رات کو بالکل بھی نہیں اٹھتا گویا اس کے اوپر غفلت کی تین گرہ لگ جاتی ہیں دیگر اعمال اور نیک کاموں میں بھی یہ ست ہی رہتا ہے اور نیکی کے بجائے اس کا میلان بدی کی طرف زیادہ ہوتا ہے۔

ساری رات سونے والا اللہ تعالیٰ کا ناپسندیدہ:

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ اللَّهَ يُغْضُ كُلَّ جَعْفَرِيٍّ جَوَاطٍ صَخَابٍ فِي الْأَسْوَاقِ جِيفَةً بِاللَّيْلِ حِمَارًا بِالنَّهَارِ عَالِمٌ بِأَمْرِ الدُّنْيَا وَجَاهِلٌ بِأَمْرِ الْآخِرَةِ)) (ابن حبان)

”وہ شخص اللہ تعالیٰ کو بہت برا لگتا ہے، جو بد مزاج ہو، کھانے میں آگے ہو، بازاروں میں چیختا ہو، رات کا مردار ہو اور دن کا گدھا ہو اور دنیا کی باتوں میں ماہر ہو اور آخرت کے معاملات میں جاہل۔“

یعنی بد اخلاق ہو، بازاروں میں چیخنے والا بازاری ہو شریف النفس نہ ہو، ساری رات سویا پڑھا رہے اور سارا دن گدھے کی طرح لدالدا پھرتا رہے اور اسے پیٹ بھرنے کے علاوہ کسی چیز کی فکر نہ ہو، دنیا کے نفع نقصان کو تو جانتا ہو مگر آخرت کے معاملے میں بالکل ناواقف ہو۔

تہجد کی توفیق کسے ملتی ہے؟

ایک روایت میں ہے:

”کہ جب رات کا آخری پہر ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کی دو

جماعتیں بنا کر بھیجتے ہیں ایک کے ذمے لگاتے ہیں کہ تم جا کر میرے مقبول بندوں کو جگا دو تا کہ اٹھ کر مجھ سے مانگیں اور میں عطا کروں، اور دوسری جماعت کے ذمے لگاتے ہیں کہ تم نے اس مقبول وقت میں ان لوگوں کو اٹھنے نہیں دینا جن سے میں ناراض ہوں کیونکہ اس مقبول وقت میں میں انہیں اپنے سامنے دیکھنا نہیں چاہتا!“

ہمیں بھی غور کرنا چاہیے کہ کہیں ہمارا شمار بھی ان مبغوض بندوں میں نہ ہو!

رات غفلت میں گزارنا انسانیت نہیں:

شیخ سعدی فرماتے ہیں:

کسی سفر میں ایک نوجوان ہمارے ساتھ تھا، رات کو ایک مقام پر قافلہ لنگر انداز ہوا، سب لوگ سو گئے، اس نوجوان کو میں نے دیکھا کہ اس نے وجد میں آ کر ایک چیخ ماری اور صحرا کی طرف نکل گیا اور ساری رات نہ سویا! صبح کو میں نے اس سے پوچھا کہ تم سوئے کیوں نہیں؟

اس نے جواب دیا:

”میں نے دیکھا کہ بلبل درختوں پر، چکوریں پہاڑ پر، مینڈک پانی میں اور چوپائے جنگل میں نلہ کر رہے ہیں، میں نے سوچا کہ یہ سب تو اللہ کی تسبیح کریں اور میں غفلت سے سویا رہوں یہ کوئی انسانیت نہیں“

اس لیے میں نے بھی صحرا کا راستہ اختیار کیا اور رات عبادت میں گزار دی۔

رات کو بیدار ہونے کی تدبیریں

شب بیداری بہت بڑا مجاہدہ ہے اور فضیلت بھی، اللہ تعالیٰ کا

ارشاد ہے:

﴿إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْأً وَأَقْوَمُ قِيْلًا﴾ (المزمل: ۵)

”بلاشبہ رات کو اٹھنا بہت سخت روندنا ہے“

یہ فضیلت اسی شخص کو ملتی ہے جس میں طلب ہو اور طلب کا تقاضا یہ ہے کہ انسان ان تمام اسباب اور تدبیروں کو اختیار کرے جن سے شب بیداری ممکن ہو اس لیے ان تدابیر کو یہاں ذکر کیا جاتا ہے:

(۱)..... فکر پیدا کرنا

نیک اعمال جو بھی ہوں، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے کے لیے تحفہ کی مانند ہوتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ جس بندے سے ناراض ہوں اسے یہ تحفے نہیں ملا کرتے، چنانچہ جب بھی کسی نیک عمل کی توفیق سے ہم محروم ہوتے ہیں ضرور وہ کسی نہ کسی گناہ کا نتیجہ ہوتا ہے۔

کرز بن وبرہ رحمہ اللہ ایک دن زار و قطار رو رہے تھے کسی نے پوچھا: کیا ہوا کوئی عزیز فوت ہو گیا؟

کہنے لگے اس سے بھی بڑا صدمہ آیا ہے، وہ کیا؟

فرمانے لگے:

”آج رات کے معمولات قضا ہو گئے!“

کاش ہمیں بھی معمولات قضا ہونے پر اتنا غم ہو تو بات ہی بن جائے۔

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”ایک گناہ کی وجہ سے میں پانچ ماہ تہجد کی نماز سے محروم رہا“

لوگوں نے اصرار کر کے پوچھا تو کہنے لگے: ایک شخص کو روتے

ہوئے دیکھا تو دل میں خیال آیا کہ یہ ریا کے آنسو ہیں۔

ایک صحابی کی تہجد قضا ہوئی تو وہ پورا دن اس غم میں روتے رہے، اگلے دن تہجد کے وقت شیطان نے آکر ان کو جگایا اور کہا کہ چلو نماز پڑھو!

یہ بڑے حیران ہوئے کہ شیطان تو سلایا کرتا ہے اس نے مجھے کیسے جگا دیا ہے، شاید مسلمان ہو گیا ہو! تو اس پر شیطان کہنے لگا کہ کل میں نے آپ کو سلایا تھا مگر آپ دن میں اتنا روئے کہ اس رونے نے میری کمر توڑ دی ہے، اس لیے میں نے سوچا کہ اس سے اچھا ہے کہ آپ نماز ہی پڑھ لیں!!!

(۲)..... کھانا معمول سے زیادہ نہ کھایا جائے، کیونکہ کھانا اگر ذرا بھی معمول سے زیادہ ہوگا تو پیٹ بوجھل ہو جائے گا اور رات کو بیدار ہونا بھی بوجھل ہو جائے گا، اور کھانا جتنا زیادہ کھایا جاتا ہے اتنی ہی پیاس لگتی ہے اور جتنا پانی پیا جائے اتنی ہی غشی اور مدہوشی زیادہ ہوتی ہے،

چنانچہ اکابر حضرات رات کو اٹھنے کی غرض سے مغرب کے بعد پانی نہیں پیا کرتے تھے تا کہ بدن ہلکا رہے اور اٹھتے وقت چستی ہو۔

(۳)..... دن میں معمول سے زیادہ تھکاوٹ والے کام بھی نہ ہوں کیونکہ جب کام معمول سے زیادہ ہو تو پھر آرام بھی معمول سے زیادہ ہوتا ہے۔

(۴)..... دن میں کچھ وقت نکال کر چاہے وہ چند منٹ ہی کیوں نہ ہوں سنت کی نیت سے قیلولہ کرنا چاہیے، اس مبارک عمل سے بھی شب بیداری آسان ہو جاتی ہے۔

(۵)..... خوف کا ہونا

ایک غلام ساری رات اللہ کی عبادت کرتا تھا، ایک دن مالک نے کہا کہ آپ ساری رات کیوں جاگتے ہیں؟ کام کا حرج ہوتا ہے!

وہ کہنے لگا میں کیا کروں؟ جہنم کے خوف اور جنت کے شوق نے میری نیند اڑا دی ہے!

حضرت ذالنون مصری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

”قرآن کے وعدہ و وعید نے ہماری آنکھوں کو سونے سے روک دیا ہے“

جاگنا ہے تو جاگ لے افلاک کے سائے تلے

حشر تک سوتا رہے گا خاک کے سائے تلے

(۶)..... شب بیداری کی فضیلت میں جو احادیث یا آیات وارد ہیں ان کا

مطالعہ کرتے رہنا، ان میں سے اکثر احادیث اس کتاب میں جمع کر دی گئی ہیں۔

(۷)..... الارم لگانا اور جاگنے والے ساتھیوں سے کہہ کر سونا کہ مجھے بھی

جگا دیں۔

(۸)..... ہر رات تہجد کے عزم بالجزم کے ساتھ سونا

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((مَا مِنْ أَمْرٍ تَكُونُ لَهُ صَلَاةٌ بِاللَّيْلِ فَغَلَبَتْ عَلَيْهَا النَّوْمُ إِلَّا

كُتِبَ لَهُ أَجْرُ صَلَاتِهِ وَكَأَن نَوْمَهُ صَدَقَةٌ)) (نسائی)

جس شخص کا رات کو نماز پڑھنے کا معمول ہو مگر وہ اٹھ نہ سکے تو اللہ

تعالیٰ اس کی نماز کا اجر اسے عطا فرماتے ہیں اور یہ نیند اس کے لیے صدقہ

ہوتی۔

(۹)..... آغاز میں اگر شب بیداری کا ناغہ ہو جائے تو دن میں اتنی ہی

رکعات تلافی کے طور پر پڑھی جائیں، نبی علیہ السلام سے بھی جب کبھی کسی وجہ

سے تہجد رہی تو آپ ﷺ نے دن میں اتنی رکعات پڑھیں، اس سے سنت بھی

زندہ ہو جائے گی اور ناغہ بھی شمار نہ ہوگا۔

(۱۰)..... جب تک تہجد کا معمول پکا نہ ہوا احتیاطاً رات سونے سے پہلے ہی تہجد کی نیت سے کچھ رکعتیں پڑھ لے لیکن دوبارہ اٹھنے کی بھی کوشش کرے اگر اٹھ گیا تو بہت اچھا ورنہ کم از کم ناغہ تو نہیں ہوگا۔

استغفار

☆..... اندازِ عمل:

تہجد کی نماز کے بعد اسی جگہ بیٹھ کر اپنے شیخ کی بتائی ہوئی مقدار، یہ استغفار کرے: ”استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ“

دل میں اپنی کوتاہیوں، کمزوریوں اور غفلتوں پر نادم ہو اور یہ تصور کرے کہ استغفار کی ہر تسبیح کے ساتھ میرے گناہ اس طرح جھڑ رہے ہیں جس طرح خزاں کے موسم میں درختوں سے پتے جھڑتے ہیں اور میرے دل کی صفائی ہو رہی ہے، اور مجھ سے بڑا گنہگار کوئی نہیں اور اللہ تعالیٰ سے بڑا گفار کوئی نہیں۔ استغفار کے اس صابن کے ساتھ اگر چشم کا صاف پانی بھی شامل ہو جائے تو ”نور علی نور“ ہوگا وگرنہ ندامت کے گہرے کنویں سے بھی کام چل جائے گا۔

استغفار مکمل ہونے کے بعد ایک مرتبہ اپنے والدین بزرگوں بلکہ تمام مومنین کے لیے بھی استغفار کر لے، اگر یہ تصور بھی کر لے کہ جو استغفار میں نے کیا ہے اس کی برکت ان تمام ہستیوں کو ملے تو یہ بھی کافی ہے۔

نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

((أَنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ لَيَرْفَعُ الدَّرَجَةَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِي الْجَنَّةِ
فَيَقُولُ: يَا رَبِّ ائْتِنِي هَذِهِ فَيَقُولُ: بِاسْتِغْفَارٍ وَلَدِكَ
لَكَ)) (مشکوٰۃ، ص: ۲۰۶)

”اللہ تعالیٰ جنت میں نیک بندے کا درجہ بڑھائیں گے تو وہ حیران ہو کر کہے گا کہ یا اللہ! یہ مقام مجھے کیسے ملا؟ تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے

تیرے بیٹے کے تیرے لیے استغفار کرنے کی وجہ سے“

☆..... اہمیت و فضیلت:

استغفار صاف کرے دل کا غبار:

جس طرح مادی اشیاء میں ہر چیز پر ایک وقفے کے بعد گرد و غبار آ جاتا ہے اور اسے جھاڑ پونچھ کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح اگر دل کی نگہداشت نہ ہو تو اس پر بھی گرد آ جاتی ہے، اور اسے بھی جھاڑ پونچھ کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ یہی استغفار ہے، نبی علیہ السلام نے فرمایا:

”کہ کبھی کبھی مجھے اپنے دل پر غبار محسوس ہوتا ہے تو میں سو مرتبہ استغفار کر لیتا ہوں اور بعض روایات میں ستر کا بھی ذکر ہے۔“

جب نبی علیہ السلام کا یہ حال ہے تو پھر ہم تو اس استغفار کے بہت زیادہ محتاج ہیں!

سحری کا استغفار عارفین کا شیوہ ہے:

نیک لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ

يَسْتَغْفِرُونَ﴾ (الذاریات: ۱۶، ۱۷)

”کہ وہ راتوں کو بہت کم سوتے ہیں اور سحری میں استغفار کرتے ہیں“
یعنی ساری رات عبادت کرتے ہیں اور سحری کے وقت استغفار کرتے ہیں

کہ جیسے عبادت کا حق تھا ہم سے وہ حق ادا نہ ہوا۔

شیخ سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عذرِ تقصیر خدمت آوردم کہ ندارم بطاعت استظہار

عاصیاں از گناہ توبہ کنند عارفاں از عبادت استغفار
 ”کہ میں عبادت کی کمی کا عذر لایا ہوں، کیونکہ میں اپنی عبادت پر بھروسہ
 نہیں رکھتا، گنہگار گناہ سے توبہ کرتے ہیں اور عارفین عبادت پر استغفار
 کرتے ہیں۔“

سوچنے کی بات یہ ہے کہ عارفین تو عبادت پر بھی استغفار کرتے ہیں اور ہم
 گناہوں پر بھی استغفار نہیں کرتے!

ہر نیکی کے بعد استغفار:

دیکھا جائے تو شریعت نے گناہ تو گناہ، ہر نیکی کے بعد بھی استغفار کی
 ترغیب دی ہے تاکہ اس میں ہونے والی کمی کو تاہی کی تلافی ہو جائے مثلاً:
 مثلاً وضو کے بعد کی دعا:

((سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ

أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ)) (النسائی، رقم: ۹۹۱۱)

اس میں بھی استغفار کے الفاظ ہیں۔

نماز کے بعد سنت یہ ہے کہ

ایک مرتبہ ”اللہ اکبر“ اور تین مرتبہ ”أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ، أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ،
 أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ“ کہا جائے، یہاں بھی استغفار کے الفاظ موجود ہیں۔

حج کے بعد حکم ہے:

﴿ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ﴾

(البقرة: ۱۹۸)

یہاں بھی استغفار کے الفاظ ہیں۔

اپنے گناہوں کی معافی مانگتے رہو!

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاسْتَغْفِرْ لِدُنْبِكَ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ
وَالْإِبْكَارِ﴾ (المومن: ۵۵)

”اپنے گناہوں کی معافی مانگتے رہیں اور صبح شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کرتے رہیں“

استغفار کوئی ایک دن یا ایک مرتبہ کا کام نہیں ہے کہ بس مہینہ پہلے کر لیا تھا اب کیا ضرورت ہے؟ بلکہ جس طرح گھر میں جھاڑو لگانے کی روزانہ ضرورت محسوس ہوتی ہے اسی طرح خانہ دل کو صاف کرنے کے لیے بھی روزانہ استغفار کی تسبیح کرنے کی ضرورت ہے، بلکہ نبی ﷺ تو بعض مرتبہ ایک ایک مجلس میں ستر ستر مرتبہ استغفار فرمالیا کرتے تھے، حالانکہ آپ ﷺ امام المعصومین تھے یہ محض امت کی تعلیم کے لیے تھا۔

استغفار عذاب سے بچاؤ کا ذریعہ:

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَ
هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ﴾ (الانفال: ۳۳)

”اللہ تعالیٰ اس وقت تک ان کو عذاب نہ دیں گے جب تک آپ ان کے درمیان ہیں اور اس وقت تک کہ یہ استغفار کرتے رہیں“

مفسرین نے لکھا ہے: کہ عذاب سے بچنے کی دو صورتیں تھیں ایک

نبی علیہ السلام کا وجود، دوسرا استغفار کی کثرت

نبی علیہ السلام تو دنیا سے تشریف لے گئے اب صرف استغفار باقی ہے اگر ہم اس کا اہتمام کریں گے تو عذاب سے محفوظ رہیں گے، لیکن بعض بزرگوں کا قول ہے کہ

”اگر آج ہم نبی علیہ السلام کی سنتوں پر عمل کر لیں پھر بھی عذاب سے مامون ہو سکتے ہیں اگرچہ نبی علیہ السلام دنیا سے تشریف لے گئے۔“

استغفار ہر بیماری کا علاج:

ایک مرتبہ حضرت حسن بصریؒ کے پاس کوئی بندہ آیا اور گناہوں کی کثرت کی شکایت کی،

حضرت نے فرمایا: استغفار کرو

ایک شخص آیا اور اس نے قحط سالی کی شکایت کی۔

حضرت نے فرمایا: استغفار کرو

ایک شخص آیا اس نے تنگدستی کی شکایت کی۔

حضرت نے فرمایا: استغفار کرو

ایک شخص آیا اس نے اولاد نہ ہونے کی شکایت کی۔

حضرت نے فرمایا: استغفار کرو

ایک شخص آیا اس باغات میں پھل نہ ہونے کی شکایت کی۔

حضرت نے فرمایا: استغفار کرو

اس پر کسی دوست نے سوال کیا: کہ کیا ہر بیماری کا علاج استغفار ہے؟

حضرت نے فرمایا: ہاں اور یہ میں نہیں کہہ رہا بلکہ اللہ تعالیٰ کا قرآن

کہہ رہا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا يُرْسِلُ السَّمَاءَ

عَلَيْكُمْ مَذْرَارًا وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّتٍ
وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا مَالِكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلَّهِ
وَقَارًا ﴿(نوح: ۹۰-۱۲۰)﴾

”تم استغفار کرو اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا اور موسلا
دھار بارش برسائے گا اور مال اور بیٹوں کے ذریعے تمہاری مدد کرے گا
اور تمہارے لیے باغات پیدا کرے گا اور ان میں نہریں جاری کرے
گا۔“

لاکیرۃ بعد الاستغفار:

کبیرہ گناہ توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے جب کہ صغیرہ گناہ
صرف استغفار سے بھی معاف ہو جاتے ہیں لیکن علما نے لکھا ہے کہ صغیرہ گناہوں
پر اگر اصرار ہو تو وہ بھی کبیرۃ بن جاتے ہیں اور نبی ﷺ کا ارشاد ہے:
(مَا أَصْرُ مَنْ اسْتَغْفَرَ وَإِنْ عَادَ فِي الْيَوْمِ سَبْعِينَ مَرَّةً)

(مشکوٰۃ، ص: ۲۰۶)

”جس نے گناہ پر استغفار کر لیا وہ اصرار کرنے والا شمار نہیں ہوتا چاہے

دن میں ستر مرتبہ بھی اس سے گناہ سرزد ہو جائے“

یعنی اصرار کرتا رہے گا تو ہر گناہ کبیرہ ہو جائے گا اور اگر استغفار کرتا رہے گا
تو صغیرہ گناہ کبیرہ نہیں بنیں گے۔

استغفار کے تین بڑے فائدے:

اور نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

((مَنْ لَزِمَ الْإِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللَّهُ لَهُ مِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا، وَمِنْ كُلِّ

ضَیْقُ مَخْرَجًا، وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ)) (ابی دائود)
 ”جو شخص استغفار کو اپنے اوپر لازمی کر لے، اللہ تعالیٰ اسے ہر غم سے
 نجات دیتے ہیں، ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ بنا دیتے ہیں اور ایسی جگہ سے
 رزق دیتے ہیں کہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا“
 اس روایت میں استغفار کے تین عظیم فائدے بتائے گئے ہیں:

۱۔ ہر غم سے نجات،

۲۔ ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ،

۳۔ بے حساب اور بے گمان رزق کا وعدہ!

عام طور پر بندہ جب بھی کسی مصیبت پریشانی یا رزق کی تنگی میں مبتلا ہوتا
 ہے تو کسی نہ کسی گناہ کے سبب ہی ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ﴾

(الشوری ۲۹)

”تمہیں جو بھی مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے ہاتھوں کی کمائی ہے“
 اگر توبہ استغفار کر لے تو اللہ تعالیٰ نجات عطا فرما دیتے ہیں۔

اعمال نامہ مبارک نامہ:

اور نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

((طُوبَى لِمَنْ وَجَدَ فِي صَحِيفَتِهِ اسْتِغْفَارًا كَثِيرًا))

(ابن ماجہ)

”مبارک ہے اس شخص کے لیے جس کے نامہ اعمال میں استغفار زیادہ
 پایا جائے گا“

فائدہ: طوبی جنت کے ایک خاص درخت کا نام بھی ہے، جسے اللہ تعالیٰ

نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے، اس کی جڑ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی، اس کا پانی تسنیم کا، اس کی ٹھنڈک کا فور کی، ذائقہ زخمیل کا اور خوشبو مشک کی ہے جس نے اس میں سے ایک گھونٹ پی لیا اسے کبھی پیاس نہ لگے گی۔

اور نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

((مَنْ أَحَبَّ أَنْ تُسَرَّهُ صَحِيفَتُهُ فَلْيُكْثِرْ فِيهَا مِنَ الْإِسْتِغْفَارِ))

(بیہقی)

”جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کا نامہ، اعمال اس کو خوش کرے اسے چاہیے کہ اس میں استغفار کی کثرت کرے“

فرشتے تین پہر بندے کے استغفار کا انتظار کرتے ہیں:

اور نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعْمَلُ ذَنْبًا إِلَّا وَقَفَ الْمَلِكُ ثَلَاثَ سَاعَاتٍ فَإِنْ اسْتَغْفَرَ مِنْ ذَنْبِهِ لَمْ يَكُتُبْهُ عَلَيْهِ وَلَمْ يُعَذِّبْهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ)) (الحاکم)

”کوئی بھی مسلمان جب گناہ کرتا ہے تو فرشتے تین پہر اس کا انتظار کرتے ہیں اگر توبہ کر لے تو اس کا گناہ نہیں لکھتے اور اسے قیامت کے دن عذاب بھی نہ ہوگا“

یعنی فرشتے یہ سوچ کر کہ شاید یہ توبہ استغفار کر لے گناہوں کو نامہ اعمال میں تین پہر تک لکھتے ہی نہیں ہیں، پھر اگر بندہ اس دورانیے میں توبہ کر لے تو لکھنے کی ضرورت ہی نہیں اور اگر نہ کرے تو لکھ دیئے جاتے ہیں۔

شیطان کی قسم اور رحمن کی قسم:

اور نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

((إِنَّ الشَّيْطَانَ قَالَ: وَبِعِزَّتِكَ يَا رَبِّ لَا أَبْرَحُ أَغْوَى عِبَادَكَ مَا دَامَتْ أَرْوَاحُهُمْ فِي أَجْسَادِهِمْ فَقَالَ الرَّبُّ: وَعِزَّتِي وَجَلَالِي وَإِزْفَاعَ مَكَايِي لَا أَزَالُ أَغْفِرُ لَهُمْ مَا اسْتَغْفَرُونِي)) (مشکوٰۃ، ص: ۲۰۶)

شیطان نے کہا: اے اللہ تیری عزت کی قسم جب تک تیرے بندوں کی روح ان کے بدن میں رہے گی میں انہیں گمراہ کروں گا، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: مجھے میری عزت، جلال اور مرتبے کی قسم جب تک یہ استغفار کرتے رہیں گے میں انہیں معاف کرتا رہوں گا۔

اگر انسان کے گناہ ریت کے ذرات سے، آسمان کے ستاروں سے، درختوں کے پتوں سے جانوروں کے بالوں سے بھی زیادہ ہو جائیں اور زندگی بھر گناہ کیے ہوں لیکن موت سے چند لمحے پہلے توبہ کر کے اللہ تعالیٰ سے صلح کر لے تو اللہ تعالیٰ پھر بھی اس کے گناہ معاف فرمادیں گے، اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی معافی کے لیے توبہ کا دروازہ موت تک کھلا رکھا ہوا ہے۔

دلوں کی صفائی استغفار سے ہوتی ہے:

اور نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا أَخْطَا خَطِيئَةً نَكَتَتْ فِي قَلْبِهِ نُكْثَةً فَإِذَا هُوَ نَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ وَتَابَ صَقَلَ قَلْبَهُ فَإِنْ عَادَ زِيدَ فِيهَا حَتَّى تَعْلُوَ قَلْبُهُ فَذَلِكَ الرَّأُّ الَّذِي ذَكَرَ اللَّهُ تَعَالَى)) ﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾ (الترمذی)

”جب بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے اگر توبہ کر

لے تو وہ نقطہ مٹ جاتا ہے اور اگر دوبارہ گناہ کرے تو یہ نقطہ بڑھ جاتا ہے
 حتیٰ کہ پورا دل سیاہ ہو جاتا ہے، یہی وہ ران یعنی زنگ ہے جس کے
 بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ذکر کیا: ﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَىٰ
 قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾

اور ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا رو رہا تھا اور کہہ رہا تھا
 ،ہائے میرے گناہ! ہائے میرے گناہ! تو نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ کہو:
 ((اَللّٰهُمَّ مَغْفِرَتُكَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوبِي وَرَحْمَتُكَ اَرْجٰى
 عِنْدِي مِنْ عَمَلِي)) (شعب الایمان، رقم: ۷۱۲۶)

”اے اللہ تیری مغفرت میرے گناہوں سے بہت زیادہ وسیع ہے اور
 مجھے اپنے عملوں سے زیادہ تیری رحمت پر امید ہے“

اس نے یہ کلمات کہے آپ ﷺ نے فرمایا: دوبارہ کہو اس نے دوبارہ کہے
 ، آپ ﷺ نے فرمایا:

پھر کہو! اس نے پھر کہے ، تو آپ ﷺ نے فرمایا:
 ”جاؤ اللہ نے تمہارے گناہوں کو معاف کر دیا۔“

درود شریف

☆..... اندازِ عمل:

استغفار کے بعد شیخ کی بتائی ہوئی مقدار یہ درود شریف پڑھے،
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ
 بَارِكْ وَسَلِّمْ

یہ تصور کرے کہ گویا میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں
 ہدیہ پیش کر رہا ہوں، اور استغفار کے صابن سے نہانے کے بعد اب درود شریف
 کی خوشبو میں اپنے آپ کو معطر کر رہا ہوں۔

درود شریف مکمل کرنے کے بعد یہ کلمات پڑھے:
 ((اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ))

نبی علیہ السلام نے فرمایا: جو بندہ درود شریف پڑھے اور یہ کلمات
 پڑھے تو ((وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي)) اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو
 جاتی ہے۔

☆..... اہمیت و فضیلت:

رابطہ محمد ﷺ:

حصولِ فیض کے لیے رابطہ شیخ، محبت شیخ اور تعلق شیخ بہت ضروری ہے اور
 ہمارے سب سے بڑے شیخ سیدنا و مرشدنا حضرت محمد ﷺ ہیں، کیونکہ تمام
 فیوض کے اصل منبع اور مرکز وہی ہیں، اس لیے جب تک ان سے کامل محبت اور
 تعلق نہیں ہوگا حصولِ فیض ناممکن ہے،

چنانچہ مشائخ کا یہ تجربہ ہے کہ درود شریف پڑھنے سے بندے کا آپ ﷺ سے گہرا تعلق، محبت، مناسبت اور ربط پیدا ہوتا ہے، نیز ”محبت کا جواب محبت“ کی بنا پر فیض کی بھی بارش ہوتی ہے،

بلکہ بعض مشائخ کا قول ہے کہ

”جب تک بندے کا کسی شیخ کامل سے تعلق نہ ہو وہ اگر درود شریف

اور سورہ اخلاص کی کثرت کرتا رہے تو اسے پھر بھی فیض ملتا رہتا ہے“

اللہ تعالیٰ کا محبانہ ارشاد مبارک:

اللہ تعالیٰ کا محبانہ ارشاد مبارک ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (الاحزاب: ۵۵)

”تحقیق اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی علیہ السلام پر درود بھیجتے ہیں، اے

ایمان والو! تم بھی ان پر درود و سلام بھیجو!“

درود شریف کے علاوہ کوئی عمل ایسا نہیں ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ

نے ارشاد فرمایا ہو کہ یہ عمل میں بھی کرتا ہوں اور تم بھی کرو!

سبحان اللہ نبی علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کو کس قدر محبت ہے کہ ارشاد فرمایا

میں بھی درود بھیجتا ہوں تم بھی درود بھیجو!

درود نہ پڑھنے والا بخیل ہے:

نبی علیہ السلام نے درود شریف نہ پڑھنے والے شخص کو بخیل فرمایا ہے

، چنانچہ ارشاد ہے:

((الْبَخِيلُ الَّذِي مَنْ ذَكَرْتُ عَنْدهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ)) (مشکوۃ)

”بخیل وہ شخص ہے جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے“

علمائے لکھا ہے کہ کسی مجلس میں نبی ﷺ کا تذکرہ ہو رہا ہو اور کوئی شخص ایک مرتبہ بھی اس مجلس میں نبی ﷺ کے نام پر درود شریف نہ پڑھے تو وہ گنہگار ہوگا،

لیکن یہ قول علی سبیل الفتویٰ ہے ورنہ مشائخ نقشبند کا طرز اور طریقہ یہ ہے کہ کسی بھی تقریر یا تحریر میں اگر نبی ﷺ کا تذکرہ ہو رہا ہو تو ہر مرتبہ نبی ﷺ کا نام آنے پر پورا درود شریف پڑھنا اور لکھنا ضروری ہے، چاہے آپ ﷺ کا نام و مرتبہ کیوں نہ لیا جائے، صرف ”ص“ لکھ کر اشارہ کر کے آگے چلے جانا ان حضرات کے مسلک میں بہت بڑی بے مروتی ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ اگر مشائخ نقشبند کی قدیم کتب اٹھا کر کوئی بھی صفحہ دیکھیں گے تو ایک ہی صفحہ پر کئی مرتبہ ”ﷺ“ لکھا ہوا اثر انگیز منظر پیش کر رہا ہوتا ہے۔

دس رحمتیں، دس درجے اور دس گناہ معاف:

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ صَلَّى عَلَى صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَيَحُطُّ عَنْهُ بِهَا

عَشْرَ سَيِّئَاتٍ وَرَفَعَهُ بِهَا عَشْرَ دَرَجَاتٍ)) (النسائی)

”جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل کریں گے اور اس کے دس گناہ معاف کریں گے اور دس درجات بلند کریں گے“

ویسے تو گناہوں کو معاف کرانے کے لیے ہم استغفار کرتے ہیں لیکن نامعلوم ایک مرتبہ استغفار کرنے پر کتنے گناہ معاف ہوں جب کہ درود شریف

کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ دس گناہ تو لازماً معاف ہوں گے اس سے دل میں یہ آتا ہے کہ درود شریف ایسی دوا ہے کہ اسے استغفار کی جگہ بھی استعمال کر سکتے ہیں!

اور صرف ایک مرتبہ درود شریف پڑھنے پر اگر اتنی بڑی دولت حاصل ہو رہی ہے تو پھر روزانہ سینکڑوں مرتبہ پڑھنے والوں کا کیا مقام ہوگا!

درود پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایت:

ایک مرتبہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ جِبْرَائِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامَ قَالَ لِي: أَلَا أَبْشُرُكَ أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: مَنْ صَلَّى عَلَيْكَ صَلَّيْتُ عَلَيْهِ وَمَنْ سَلَّمَ عَلَيْكَ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ)) (مسند احمد، رقم: ۱۵۷۴)

”جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا: کیا میں آپ کو خوشخبری نہ دوں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: جو آپ پر درود بھیجے گا میں اس پر درود بھیجوں گا، اور جو آپ پر سلام بھیجے گا میں اس پر سلام بھیجوں گا“

سبحان اللہ! کتنی بڑی سعادت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ایسے بندے

پر میں درود و سلام بھیجتا ہوں!

بلکہ ایک اور روایت میں نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ صَلَّى عَلَى النَّبِيِّ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ مَلَائِكَتُهُ سَبْعِينَ صَلَاةً)) (مسند احمد، رقم: ۶۳۱۷)

”جس نے نبی ﷺ پر درود بھیجا اس پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ستر مرتبہ درود بھیجتے ہیں“

ہم اس قابل کہاں ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے بارے میں بھی ایسے ہی ارشاد فرمائیں جیسے نبی ﷺ کے بارے میں ارشاد فرمایا: میں بھی ان پر درود بھیجتا ہوں؟ لیکن یہ آپ ﷺ کی ہی برکت ہے ان پر درود پڑھنے والا بھی اللہ تعالیٰ کو اتنا محبوب ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں میں اس پر بھی درود بھیجتا ہوں۔ سبحان اللہ!

نبی ﷺ کی عنایت:

اور ایک روایت میں نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:
 ((مَنْ صَلَّى عَلَيَّ بَلَّغْتَنِي صَلَاتَهُ وَصَلَّتْ عَلَيْهِ وَكُتِبَتْ لَهُ
 سِوَى ذَلِكَ عَشْرُ حَسَنَاتٍ))

(المعجم الاوسط، رقم: ۱۶۴۲)

”جو مجھ پر درود بھیجتا ہے اس کا درود مجھ تک پہنچتا ہے اور میں بھی اس پر درود بھیجتا ہوں اور اس کے علاوہ اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں“
 اس سے معلوم ہوا کہ جو بندہ نبی علیہ السلام پر درود بھیجے گا اس پر اللہ تعالیٰ، نبی علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کے فرشتے درود بھیجتے ہیں۔ سبحان اللہ کتنی بڑی سعادت کی بات ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو نصیب فرمائے۔

دعا کے دو پر:

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((كُلُّ دُعَاءٍ مَحْجُوبٌ حَتَّى يُصَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ)) (کنز

العمال، رقم: ۲۱۵۳)

”ہر دعا اس وقت تک رکی رہتی ہے جب تک مجھ پر درود نہ پڑھا جائے“

دعا مانگنے کا یہ ادب ہے کہ اس کے شروع اور آخر میں درود شریف پڑھا جائے، یوں سمجھیں کہ جس دعا میں درود شریف نہ پڑھا جائے اس کی مثال بغیر پروں کے پرندہ اور جب درود شریف پڑھ لیا جائے تو گویا اب اس دعا کو دو پر لگ گئے ہیں جن کے ذریعے سے یہ دعا پرواز کرتی ہے اور بہت جلدی حق تعالیٰ کے حضور پیش ہو جاتی ہے۔

جمعہ کے دن درود شریف کی کثرت:

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((اَكْثَرُوا مِنَ الصَّلَاةِ عَلَى يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَإِنَّ صَلَاةَ أُمَّتِي تُعْرَضُ عَلَىٰ فِي كُلِّ يَوْمٍ جُمُعَةٍ فَمَنْ كَانَ أَكْثَرُهُمْ عَلَى صَلَاةٍ كَانَ أَقْرَبُهُمْ مِنِّي مَنْزِلَةً)) (الزواجر)

”جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھو، کیونکہ میری امت کا درود مجھ پر ہر جمعہ کو پیش کیا جاتا ہے سو جس کا درود زیادہ ہوگا وہ مرتبے کے اعتبار سے مجھ سے زیادہ قریب ہوگا“

جمعہ کے دن درود شریف کثرت سے پڑھنا چاہیے اب کثرت کیا ہے؟ کتنی پڑھنا چاہیے؟ اس بارے میں کئی اقوال ہیں:

بعض نے فرمایا: تین ہزار مرتبہ پڑھنا کثرت ہے۔

بعض نے فرمایا: ایک ہزار مرتبہ

اور بعض نے فرمایا: جمعہ کے دن فرصت کے تمام لمحات کو درود شریف پڑھنے میں صرف کرنا کثرت ہے۔

تاہم کوئی بھی قول لیا جائے یہ کوشش ضرور ہو کہ جمعہ کے دن عام معمول سے کئی گنا زیادہ درود شریف پڑھا جائے۔

نبی ﷺ کا قرب:

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((أَوْلَى النَّاسِ بِي يَوْمَ الْقِيَمَةِ أَكْثَرُهُمْ صَلَاةً)) (الترمذی، رقم: ۴۴۶)

”قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر درود زیادہ پڑھے گا“

ہمارا درود نبی ﷺ تک پہنچتا ہے:

اور نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ لِلَّهِ مَلَكَةً سَيَّا حِينَ يُبَلِّغُونَنِي عَنْ أُمَّتِي السَّلَامَ)) (الدارمی، رقم: ۱۷۷۴)

”اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو پھرتے رہتے ہیں اور میری امت کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں“

روزہ مبارک پر درود پڑھا جائے تو نبی ﷺ سنتے ہیں:

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ صَلَّى عَلَى عِنْدِ قَبْرِی سَمِعْتَهُ وَمَنْ صَلَّى عَلَى نَائِبِیْ

ابلفته)) (کنز العمال، رقم: ۲۱۶۵)

”جو مجھ پر میری قبر کے پاس درود شریف پڑھتا ہے میں اسے سنتا ہوں

اور جو مجھ پر دور سے درود شریف پڑھتا ہے وہ مجھے پہنچایا جاتا ہے“

حضور ﷺ سے مصافحہ:

((من صلی علی فی یوم خمسين مرة صافحته یوم

القیامة)) (الجامع الصغير)

”جس نے مجھ پر کسی ایک دن میں پچاس مرتبہ درود پڑھا میں قیامت کے دن اس سے مصافحہ کروں گا“

درود شریف لکھنے کی فضیلت:

((من صلی علی فی کتاب لم تنزل الملائكة یستغفرون له

مادام اسمی فی ذلک الكتاب)) (سعاة الدارين)

”جس نے کسی کتاب میں درود شریف لکھا جب تک میرا نام اس کتاب میں رہے گا فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے رہیں گے“

دن رات درود شریف کی کثرت:

((اکثروا الصلوة علی فی اللیلة الخراء والیوم الازھر فان

صلاتکم تعرض علی)) (الجامع الصغير)

((میرے اوپر چمکتی رات میں اور روشن دن میں کثرت سے درود پڑھو!

کیونکہ تمہارا درود مجھے پیش کیا جاتا ہے“

درود شریف سے غفلت کا نقصان:

((من نسی الصلوة علی نسی طریق الجنة)) (القول البدیع)

”جو مجھ پر درود شریف پڑھنا بھول گیا گویا وہ جنت کا راستہ بھول گیا“

اللہ تعالیٰ کی لقا اور رضا:

((من سرہ ان یلقى اللہ راضیا فلیکثر الصلوة علی))

(سعاة الدارین)

”جو شخص چاہے کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کر کے ان سے ملے تو اس کو چاہیے
میرے اوپر درود کثرت سے پڑھے“

ہر مجلس میں درود ضرور ہو:

زینوا مجالسکم بالصلوة علی فان صلوتکم علی نور لکم

یوم القيامة (الجامع الصغير)

”اپنی مجالس کو میرے اوپر درود پڑھنے سے مزین کرو! کیونکہ یہ تمہارے
لیے قیامت کے دن نور ہوگا“

دعا

☆..... اندازِ عمل:

درود شریف مکمل کرنے کے بعد اپنی فکر کو جمع کرے، دوزانو بیٹھے اور انتہائی عاجزی و انکساری کے ساتھ گڑ گڑا کر حق تعالیٰ سے دعائیں مانگے،
اولا سربہ کی مسنون دعائیں جتنی یاد ہوں وہ مانگے، اس کے بعد اپنی زبان میں اپنی تمام جائز حاجات طلب کرے، سب سے بڑھ کر دعا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اللہ تعالیٰ کو ہی مانگا جائے، جس نے دنیا آخرت کی تمام دعائیں مانگیں مگر یہ دعا نہ مانگی تو گویا اس نے کچھ نہ مانگا اور جس نے صرف یہ دعا مانگی باقی کچھ نہ مانگا تو اس نے سب کچھ مانگ لیا۔

اگر دعا میں رونا نہ آئے تو نہ رونے پر بھی روئے کیوں کہ یہ بہت بڑا وبال ہے اور اللہ تعالیٰ سے مناجات کی لذت طلب کرے اور جب تک رونا میسر نہ ہو رونے والی شکل ہی بنا لے اللہ تعالیٰ اس کو بھی قبول فرمائیں گے۔

☆..... اہمیت و فضیلت:

سب سے بڑے سے رابطہ:

انسان کو اس دنیا میں بہت ساری حاجات اور ضروریات کا سامنا ہوتا ہے، عام طور پر دیکھا یہ گیا ہے کہ لوگ اپنے کام نکلوانے کے لیے بڑوں سے رابطہ رکھتے ہیں؛ کسی کا وزیر سے، کسی کا مشیر اور کسی کا کسی سے۔

لیکن اللہ والوں کو دیکھا کہ ان کا براہِ راست اللہ تعالیٰ سے رابطہ ہوتا ہے اور جس طرح دنیا کے وڈیرے اپنے متعلقین کی لاج رکھتے ہیں اسی طرح

بلکہ اس سے کہیں زیادہ اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ رابطہ رکھنے والوں کی لاج رکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اللہ والوں کو دنیا داروں کی خوشامد نہیں کرنی پڑتی بلکہ وہ ان سے مستغنی ہوتے ہیں، اس لیے اچھا ہے کہ انسان در در کی ٹھوکریں کھانے کے بجائے ایک اللہ کے در کا راستہ معلوم کر لے، ہمارے شیخ حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی فرماتے ہیں:

”جو در در پہ جاتا ہے اسے دُر در ہوتی ہے“

اور اللہ کے در کا راستہ یہی دعا ہے، جسے اللہ سے مانگنا آگیا اسے

سب کچھ مل گیا۔

☆..... روحانی ترقی اور قبولیت کا دار و مدار:

یاد رکھیں! روحانی ترقی اور اللہ کے ہاں قبولیت کا دار و مدار بھی ان دعاؤں پر ہے، چنانچہ کئی مرتبہ آپ نے مشائخ کرام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہوگا کہ ”اللہ تعالیٰ سے اپنے آپ کو قبول کرواؤ!“
تو یہ قبولیت اللہ تعالیٰ سے مانگنی ہوتی ہے، جس شخص کو بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت کا مقام ملا زندگی کے کسی حصے میں کہیں نہ کہیں ضرور اس نے حق تعالیٰ سے گڑ گڑا کر مانگا ہوتا ہے۔

☆..... دعا مانگنے کا حکم:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿أَدْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الدِّیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ

سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ﴾ (المومن: ۵۹)

”مجھ سے مانگو! میں تمہاری دعا قبول کروں گا، بے شک جو لوگ اللہ کی

عبادت یعنی دعا مانگنے سے تکبر کرتے ہیں عنقریب وہ جہنم میں جائیں گے ذلیل ہو کر۔“

فائدہ: اس آیت کے تین معنی ہیں:

میری وحدانیت کا اقرار کرو! میں تمہارے گناہ معاف کروں گا۔

میری عبادت کرو! میں اسے قبول کروں گا۔

مجھ سے مانگو! میں تمہیں عطا کروں گا۔

اور فرمایا کہ جو اس حکم سے انکار کرے گا یعنی وحدانیت کا اقرار نہ کرے، عبادت نہ کرے یا دعائے مانگے تو وہ جہنم کا ایندھن بنے گا۔

☆..... انبیاء علیہم السلام والی سعادت:

ایک صحابی فرماتے ہیں:

اس امت کو اللہ تعالیٰ نے تین ایسی چیزیں دی ہیں جو پہلی امتوں کے انبیاء کو ملی ہیں:

۱۔ پہلے انبیاء کو اپنی امت پر گواہ بنایا گیا اور اس امت کو انبیاء پر گواہ بنایا جائے گا۔

۲۔ پہلے انبیاء کو فرمایا گیا:

﴿مَا جَعَلَ عَلَيْكَ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ﴾

”دین کے معاملے میں تمہارے اوپر کوئی مشقت نہیں ڈالی گئی“

اور اس امت کو بھی فرمایا گیا:

﴿مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ﴾ (الحج: ۷۸)

”دین کے معاملے میں تمہارے اوپر کوئی مشقت نہیں ڈالی گئی“

۳۔ پہلے انبیاء کو فرمایا گیا: اُدْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ

”مجھ سے مانگو! میں تمہاری دعا قبول کروں گا“
 اور اس امت کو بھی فرمایا گیا: اذْعُونِي اَسْتَجِبْ لَكُمْ
 ”مجھ سے مانگو! میں تمہاری دعا قبول کروں گا“
 الحمد للہ علی ذالک۔

☆..... اللہ تعالیٰ دعا قبول فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ
 إِذَا دَعَانِ﴾ (البقرة: ۱۸۵)

”اے نبی! جب تجھ سے میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں تو
 میں قریب ہوں، دعا مانگنے والا جب مجھ سے دعا مانگے تو میں اس کی دعا
 قبول کرتا ہوں“

مفسرین نے اس آیت کے شان نزول کے بارے میں لکھا ہے کہ
 نبی ﷺ سے لوگوں نے دعا اور اللہ تعالیٰ سے متعلق مختلف سوال کیے مثلاً:

اللہ تعالیٰ قریب ہیں یا دور ہیں؟

ہم آہستہ دعا کریں یا بلند آواز میں؟

اللہ تعالیٰ کو کب پکارا جائے؟

اللہ تعالیٰ کو کیسے پکارا جائے؟

اور اللہ تعالیٰ کو کہاں پکارا جائے؟

تو ان تمام سوالوں کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی کہ

”اے نبی! جب تجھ سے میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں تو
 میں ان کے قریب ہوں، دعا مانگنے والا جب مجھ سے دعا مانگے تو میں اس

کی دعا قبول کرتا ہوں“

یعنی کوئی کہیں بھی ہو، جب بھی پکاریں گے اور جیسے بھی پکاریں گے میں ان کی دعا کو قبول کروں گا۔

☆..... عبادت اور اس کا نچوڑ:

نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

((الدُّعَاءُ مُخُ الْعِبَادَةِ)) (الترمذی، رقم: ۳۲۹۳)

”دعا عبادت کا مغز ہے“

فائدہ: مخ ہر چیز کے مغز، نچوڑ اور خالص چیز کو کہتے ہیں، درحقیقت جب بندہ اللہ تعالیٰ کے ماسوا ہر ایک سے ناامید ہوتا ہے تو پھر اسے دعا کی حقیقت نصیب ہوتی ہے، اور وہ انتہائی اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے تو اس اخلاص بھری پکار جیسی کوئی عبادت نہیں اس لیے دعا کو عبادت کا مغز اور مکھن کہا گیا ہے کہ اصل تو یہ ہے!

بلکہ بعض مرتبہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ)) (ابی داؤد، رقم: ۱۲۶۴)

”دعا ہی عبادت ہے“

یعنی دعا کی جو کیفیت اور حقیقت ہے اسی کیفیت میں دیگر عبادات بھی ہونی چاہیں کیونکہ اس کے اندر اخلاص ہی اخلاص ہے۔

☆..... اللہ تعالیٰ دعا مانگنے والے سے خوش ہوتے ہیں:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ لَمْ يَسْأَلِ اللَّهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ)) (الترمذی، رقم: ۳۲۹۵)

”جو اللہ تعالیٰ سے مانگتا نہیں اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتے ہیں“
دنیا والوں کا دستور ہے کہ ان سے کوئی مانگے تو ناراض ہوتے ہیں اور نہ مانگے تو خوش ہوتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ کی عادت یہ ہے کہ دے کر خوش ہوتے ہیں اور جو نہ مانگے، اس سے ناراض ہوتے ہیں۔

مومن کا اسلحہ:

نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

((الدُّعَاءُ سَلَاخُ الْمُؤْمِنِ وَعِمَادُ الدِّينِ وَنُورُ السَّمَوَاتِ
وَالْأَرْضِ)) (ابی یعلیٰ، رقم: ۴۳۹)

”دعا مومن کا اسلحہ ہے، اور دین کا ستون ہے اور زمین و آسمان کا نور ہے“

جس طرح اسلحہ سے بندہ بلاؤں کو ٹالتا ہے، اسی طرح دعا کے بارے میں بھی فرمایا کہ یہ مومن کا اسلحہ ہے اس کے ذریعے مصیبتیں اور پریشانیوں کو انسان دور کر سکتا ہے،

لیکن جس طرح دشمن سے مقابلہ کے لیے صرف اسلحہ کافی نہیں ہوتا بلکہ مضبوط اور توانا باز و کی بھی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح صاحب دعا کا بھی روحانی طور پر صحت مند ہونا ضروری ہے۔

عماد ستون کو کہتے ہیں، یعنی جس پر عمارت قائم ہوتی ہے اور نور السموات والارض کا مطلب یہ ہے کہ اس کے ذریعے بندے کو نور حاصل ہوتا ہے۔

☆.....دعا اور بلا کا تقابل:

اسلحہ کی طرح بلا کے مقابلے میں دعائیں طرح کی ہوتی ہے:

بعض مرتبہ دعا اتنی قوی ہوتی ہے کہ بلا پر حاوی ہو جاتی ہے اور کبھی اتنی کمزور ہوتی ہے کہ وہ بلا کو نہیں ٹال سکتی اور کبھی بلا اور دعا دونوں برابر کی ہوتی ہیں اور ایک دوسرے کو روکے رکھتی ہیں۔

اور اس قوت و ضعف کا دار و مدار دعا مانگنے والے کے اخلاص اور دلجمعی پر ہوتا ہے۔

☆..... خالی ہاتھ لوٹنا اس در کے مناسب نہیں:

نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

((إِنَّ اللَّهَ حَتَّىٰ كَرِيمٌ يَسْتَحْيِي إِذَا رَفَعَ الرَّجُلُ إِلَيْهِ يَدَيْهِ أَنْ يُرَدَّ هُمَا صِفْرًا خَائِبَتَيْنِ)) (کنوز السنۃ)

”اللہ تعالیٰ بڑے حیا شعار اور مہربان ہیں، اللہ تعالیٰ کو اس بات سے حیا آتی ہے کہ بندہ اللہ کے سامنے ہاتھ اٹھائے اور اللہ تعالیٰ اسے خالی لٹا دیں“

ایک عام صاحب منصب انسان بھی ہرگز اس بات کو برداشت نہیں کرتا کہ اس کے در سے لوگ خالی واپس لوٹیں تو پھر بادشاہوں کے بادشاہ حق تعالیٰ اپنے در پر آنے والوں کو کیسے خالی دامن بھیج سکتے ہیں !!!

☆..... دعا کے دروازے، رحمت کے دروازے:

نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

((مَنْ فُتِحَ لَهُ مِنْكُمْ بَابُ الدُّعَاءِ فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ)) (الترمذی، رقم: ۳۴۷۱)

”جس کے لیے دعا کا دروازہ کھل گیا گویا اس کے لیے رحمت کا دروازہ

کھل گیا“

کوئی صاحب خانہ اگر کسی شخص کو اپنا مہمان بنالے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ مہمان اس گھر کی تمام آسائشوں سے فائدہ اٹھا سکتا ہے بالکل اسی طرح جس شخص پر اللہ تعالیٰ دعا کے دروازے کھول دیں اور اسے دعا کی توفیق عطا فرمادیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اب اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے اس کی طرف متوجہ ہو گئے ہیں،

در اصل دعا ایک ایسی چیز ہے کہ اس کے ذریعے بندہ اللہ تعالیٰ سے ہر حاجت طلب کر سکتا ہے، اور یہ بہت مرتبہ محسوس کیا کہ جب کبھی اللہ تعالیٰ کو کوئی کام مصلحت کے خلاف ہونے کی وجہ سے منظور نہیں ہوتا تو چاہتے ہوئے بھی اس کام کے لیے دعا کی توفیق نہیں ملتی، ایسی حالت میں لگتا ہے کہ اب دعا کے دروازے بند ہیں لہذا یہ کام فی الحال نہیں ہوگا۔

☆..... خوش حالی کی دعا بد حالی میں کام آتی ہے:

نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَسْتَجِيبَ اللَّهُ لَهُ عِنْدَ الشَّدَائِدِ وَالْكَرْبِ

فَلْيُكْثِرِ الدُّعَاءَ فِي الرَّخَاءِ)) (الترمذی، رقم: ۳۳۰۴)

”جو شخص چاہتا ہو کہ مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کریں

اسے چاہیے کہ خوشی کے وقت اللہ سے دعا کیا کرے“

عام طور پر خوش حالی میں توجہ الی اللہ اور انا بت کم ہوتی ہے، جب ذرا

مصیبت پریشانی آئے تو بندہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے، اس لیے نبی

ﷺ نے فرمایا کہ اگر چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تنگی اور عسرت کے وقت ہماری دعا

قبول کریں تو پھر خوش حالی میں بھی اللہ تعالیٰ کو یاد کر لیا کرو!

اور خوش حالی کی دعا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے، کیونکہ تنگدستی میں تو ہر کوئی مانگتا ہے مگر خوش حالی میں کوئی کوئی مانگتا ہے، نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

((لَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَمَ عَلَى اللَّهِ مِنَ الدُّعَاءِ فِي الرَّخَاءِ)) (ابن ماجہ

رقم: ۳۸۱۹)

”اللہ تعالیٰ کے نزدیک خوشی کی حالت میں دعا کرنے سے زیادہ محبوب چیز کوئی نہیں“

☆..... جیسا گمان ویسا معاملہ:

نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے، حدیث قدسی ہے:

((أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي وَأَنَا مَعَهُ إِذَا دَعَانِي))

(مسند احمد، رقم: ۱۲۷۱۵)

”میں اپنے بندے کے ساتھ اس کے گمان کے مطابق فیصلہ کرتا

ہوں اور جب وہ مجھے پکارتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں“

اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ اچھی امید رکھنی چاہیے اور جب دعا کی جائے تو اس کی قبولیت کا پورا یقین ہو، کچے یقین کے ساتھ دعا نہ مانگی جائے، اللہ تعالیٰ بہت کریم ذات ہیں وہ اپنے بندے کو ہرگز خالی ہاتھ نہیں لوٹانا چاہتے۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

((ادْعُوا اللَّهَ وَأَنْتُمْ مُوقِنُونَ بِالْإِجَابَةِ وَعَلِمُوا أَنَّ اللَّهَ لَا

يَسْتَجِيبُ دُعَاءَ مَنْ قَلَبٌ غَافِلٌ لَاهٍ)) (الترمذی، رقم: ۳۴۰۱)

”اللہ تعالیٰ کو پکارو! اس طرح کے تمہیں قبولیت کا یقین ہو اور جان لو کہ اللہ

تعالیٰ غافل دل کی دعا قبول نہیں کرتے“

☆.....دعا میں کمزوری نہ دکھاؤ:

نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

((لَا تَعْجِزُوا عَنِ الدُّعَاءِ فَإِنَّهُ لَنْ يَهْلِكَ مَعَ الدُّعَاءِ

أَحَدٌ)) (کنز العمال، رقم: ۳۱۴۷)

”دعا میں کمزوری نہ دکھاؤ کیونکہ دعا کے ساتھ کوئی ہلاک نہیں ہوتا“

یعنی دعا جب ساتھ ہو تو پھر ہلاکت کا خطرہ نہیں، دعا مانگتے رہیں

گے تو اللہ تعالیٰ خیر کا ہی معاملہ فرمائیں گے۔

☆.....غیر اللہ سے حاجت مانگنے کا نقصان:

نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

((مَنْ نَزَلَتْ بِهِ فَاَقَّةٌ فَأَنْزَلَهَا بِالنَّاسِ لَمْ تُسَدِّ فَاَقَتُهُ وَمَنْ نَزَلَتْ

بِهِ فَاَقَّةٌ فَأَنْزَلَهَا بِاللَّهِ فَيُوشِكُ اللَّهُ لَهُ بِرِزْقٍ عَاجِلٍ أَوْ

أَجَلٍ)) (الترمذی، رقم: ۲۲۴۸)

”جس بندے پر فاقہ آئے اور وہ لوگوں کے سامنے بیان کرے تو

اس کا فاقہ کبھی ختم نہیں ہوتا، اور جس پر فاقہ آئے اور وہ اللہ سے دعا

کرے قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو رزق عطا کرے فوراً یا کچھ دیر میں۔“

بعض مرتبہ ایک چیز کا فوراً ملنا بندے کے حق میں بہتر نہیں ہوتا اس لیے اللہ

تعالیٰ اس وقت اس دعا کو قبول نہیں فرماتے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ معاذ اللہ

اللہ تعالیٰ تغافل فرماتے ہیں، دعا ایسی چیز ہے کہ یہ قبول نہ ہو پھر بھی فائدہ ہی

ہے۔

☆.....دعا سے تقدیر بدلنا:

نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

((لَا يَرْزُقُ الْقَدْرَ إِلَّا الدُّعَاءُ وَلَا يَزِيدُ فِي الْعُمْرِ إِلَّا الْبِرُّ وَإِنَّ
الرَّجُلَ لَيُحْرَمَ الرِّزْقَ بِالدُّنْبِ يَصِيبُهُ)) (کنز

العمال، رقم: ۳۱۵۸)

”تقدیر کو دعا کے سوا کوئی چیز نہیں ٹال سکتی، اور عمر میں نیکی کے سوا کوئی چیز
اضافہ نہیں کرتی، اور بندہ کسی گناہ کی وجہ سے اپنے رزق سے محروم ہو جاتا
ہے“

اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ دعا کے ذریعے تقدیر میں جو کچھ لکھا ہے وہ بدل
جائے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے سے ہی یہ لکھا ہوتا ہے کہ دعا کے
ذریعے اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے شر کو رفع کریں گے۔

☆..... بہترین دعا:

نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

((وَمَا سَأَلَ اللَّهُ شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يُسَالَ

الْعَافِيَةَ)) (الترمذی، رقم: ۳۴۳۷)

”جتنی دعائیں اللہ تعالیٰ سے مانگی جائیں ان میں اللہ تعالیٰ کو سب سے

زیادہ عافیت کی دعا پسند ہے“

دنیا کی دعا بھی عبادت ہے:

دعا ایسی چیز ہے کہ اگر دنیا کے لیے مانگیں پھر بھی عبادت ہے۔

قبولیت دعا کی صورتیں:

کوئی بھی دعا رد نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ ہر دعا کو قبول فرماتے ہیں البتہ

ہماری مصلحت کے پیش نظر قبولیت دعا کی صورتیں مختلف ہوتی ہیں:
۱۔ جو دعا مانگی من و عن قبول ہوگئی۔

مثلاً بیٹا مانگا اللہ تعالیٰ نے عطا کر دیا، یا بارش مانگی فوراً بارش ہوگئی۔

۲۔ وہ دعا قبول ہونا ہمارے حق میں بہتر نہ تھا لہذا اللہ تعالیٰ اس دعا کو تو قبول نہیں فرماتے لیکن اس کے بدلے کئی آنے والی مصیبتیں ہم سے ٹال دیتے ہیں جن کی ہمیں خبر بھی نہیں ہوتی۔

۳۔ کئی دعاؤں میں ہماری عافیت کی خاطر تاخیر مقصود ہوتی ہے۔

۴۔ اگر دنیا میں دعا کسی بھی صورت قبول نہ ہو تو اس کا اجر آخرت میں ملے گا

اور اتنا اجر ملے گا کہ بندہ حسرت کرے گا کاش دنیا میں کوئی بھی دعا قبول نہ ہوتی
ساری دعاؤں کا اجر آج ملتا۔

مراقبہ و اسباق

☆..... اندازِ عمل:

دعا کے بعد چار زانو ہو کر، قبلہ رخ بیٹھ جائے، سر کو جھکا لے، ہو سکے تو اوپر کپڑا بھی ڈال لے، اپنے آپ کو شیخ کے رو برو سمجھے اور لطیفہ قلب سے اپنے اسباق پر مراقبہ شروع کرے، وقت کی گنجائش کے مطابق ہر سبق کو دہراتا ہوا اپنے آخری سبق پر پہنچے اور آخری سبق پر خوب محنت کرے، تاکہ وہ کمال تک پہنچ جائے،

ذکر مراقبہ کے لیے یہ بہت خاص وقت ہوتا ہے، اکثر مشائخ کو واردات اسی وقت میں پیش آتی ہیں، دوران اسباق اگر کوئی حالات و کیفیات پیش آئیں تو انہیں اپنے شیخ تک پہنچائے کیونکہ کئی مرتبہ یہ نقشے اور حالات شیطانی چکر بھی ہوتے ہیں جنہیں مشائخ ہی سمجھتے ہیں،

اور اگر کوئی حالات و کیفیات نہ ہوں تو اس سے پریشان نہ ہو کیونکہ یہ کوئی مقصودی چیز نہیں ہے، اور نہ ترقی و تنزل کا دار و مدار اس پر ہے، بلکہ جس قدر اسباق پر محنت اور مداومت کرے گا اسی قدر ترقی پائے گا،

اگر وقت کم ہو تو اسباق پر صرف عبور بھی فائدے سے خالی نہیں ہے، اور اگر ذکر مراقبہ میں خیال نہ جمتا ہو، تو چند بار زبانِ حال سے اس شعر کو پڑے اللہ تعالیٰ خیر کا معاملہ فرمائیں گے

الہی کرم فرما بڑے عذاب میں ہوں

تیرے سامنے بیٹھا ہوں پر حجاب میں ہوں

☆.....اہمیت و فضیلت:

☆.....مراقبہ کی حقیقت:

مراقبہ کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ (النساء: ۱)

”بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں دیکھ رہے ہیں“

یہ اللہ تعالیٰ کا مراقبہ ہے، اور بندے کا مراقبہ یہ ہے کہ بندے کو یہ یقین اور استحضار حاصل ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ ہر لمحے میری طرف متوجہ رہتے ہیں اور میرے ہر کام کو دیکھ رہے ہوتے ہیں، لہذا مجھے کبھی اس کی یاد سے غافل نہیں رہنا چاہیے اور کوئی کام اس کی رضا کے خلاف نہیں کرنا چاہیے، اور یہ کیفیت مروجہ مراقبہ (دل سے اللہ اللہ کرنا یعنی ذکر قلبی) کی صورت اختیار کرنے سے بطریق اتم حاصل ہو جاتی ہے، اس لیے کہا جاتا ہے کہ مراقبہ کی کثرت کرو!

☆.....مراقبہ سے مقام احسان تک:

حدیث جبرائیل میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نبی ﷺ سے

سوال کیا:

((مَا الْإِحْسَانُ؟))

”احسان کیا ہے“

آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ

يَرَاكَ)) (البخاری، رقم: ۴۸)

”آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسے کریں گویا آپ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہیں اگر آپ ایسا نہیں کر سکتے تو پھر ایسے کریں کہ گویا وہ تمہیں دیکھ رہا ہے“ احسان کی یہ کیفیت مراقبہ کی مشق سے ہی پیدا ہوتی ہے۔

☆..... مراقبہ سے اخلاص پیدا ہوتا ہے:

مشائخ نے لکھا ہے کہ مراقبہ کی مشق سے یادِ الہی کا استحضار حاصل ہوتا ہے اور اس استحضار سے للہیت یعنی اخلاص نصیب ہوتا ہے، جو شخص مراقبہ کرے گا اور اسے اللہ تعالیٰ کا استحضار رہے گا تو وہ شخص اتنا ہی مخلص بھی ہوگا کیونکہ استحضار کی وجہ سے اس کا ہر فعل خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہوگا۔

☆..... ذکرِ قلبی یعنی مراقبہ کا حکم ہے:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ﴾ (الاعراف: ۲۰۵)

”اپنے رب کا ذکر کرو اپنے دل میں“

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ذکرِ قلبی یعنی مراقبہ کا حکم فرمایا ہے۔

اب دل اللہ تعالیٰ کا کیا ذکر کریں؟ اور کیسے کریں؟ تو اس پر دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

﴿وَاذْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتَلًا﴾ (المزمل: ۷)

اپنے رب کے نام کا ذکر کرو اور دنیا و مافیہا سے ہٹ کٹ کر اس کی طرف

متوجہ ہو جاؤ!

یعنی دل میں اللہ کا ذکر کرو اور دنیا و مافیہا سے ہٹ کٹ کر اس کی طرف

متوجہ ہو جاؤ! یہ آیت بھی کیفیت مراقبہ کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔

مراقبہ کا انکار:

مراقبہ کا انکار کرنے والے حضرات سے یہ سوال ہے کہ سابقہ دو آیات میں جس ذکر کا حکم ہے اس کا طریقہ کیا ہے؟

☆..... مشائخ سے مستفید ہونے کا طریقہ:

☆..... مشائخ سے مستفید ہونے کا اصل طریقہ یہی ہے کہ ان کے بتائے ہوئے اعمال پابندی سے کیے جائیں اور انوار و برکات کو سمیٹا جائے، ایک شخص اگر کسی عالم کے ساتھ چالیس سال تک گھومتا پھرتا رہے، مگر اس سے تعلیم حاصل نہ کرے، تو کوئی بھی شخص اس کو عالم نہیں کہتا، اس کے برعکس اگر وہی شخص اس عالم کے سامنے آٹھ سال زانوئے تلمذ بچھائے تو سب اس کو عالم کہتے ہیں۔

بالکل اسی طرح مشائخ سے جڑنے کا مقصد بھی تب حاصل ہوگا جب ہم ان کی تعلیمات کو اپنائیں گے اور انہیں سیکھیں گے،

عام طور پر جب ایک نعمت آسانی سے میسر ہو تو اس کی قدر کم ہوتی ہے، لیکن اس نعمت کا احساس اس وقت ہوتا ہے جب وہ ہاتھوں سے چلی جائے۔

☆..... مراقبہ روحانی غذا ہے:

☆..... مراقبہ و اسباق اس راستے میں غذا کی مانند ہیں، جس طرح غذا کے بغیر جسمانی تربیت و ترقی ممکن نہیں اسی طرح روحانی تربیت بھی ممکن نہیں ہے، مشائخ کرام کا فرمان ہے:

”مَنْ لَا وَرْدَ لَهُ لَا وَارِدَ لَهُ“

”جو ور نہیں کرتا اس پہ واردات نہیں ہوتیں“

☆..... ہمارے حضرت (مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب) فرماتے ہیں:

دیگر تسبیحات تو سالاد اور چٹنی کی مانند ہیں، جبکہ مراقبہ اصل خوراک کی مانند ہے، لہذا اس کے بغیر گزارہ نہیں۔

☆..... مشائخ تو بہت شفیق ہیں:

ہمارے حضرت (مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب) فرماتے ہیں: مشائخ تو بہت شفیق ہوتے ہیں، مگر اس دور میں محنت کرنے والے بہت کم ہیں، سو میں سے جو دس فیصد محنت کرتے ہیں وہ بھی کئی مرتبہ اپنی مہینوں کی محنت لمحوں میں ضائع کر دیتے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت نے ساتھیوں سے پوچھا کہ کتنا مراقبہ کرتے ہو؟ کسی نے کہا: پانچ منٹ کسی نے کہا: دس منٹ! حضرت نے فرمایا: بھائی یہ پانچ پانچ منٹ کے مراقبے سے ملے ولے گا کچھ نہیں، پانچ منٹ کا مراقبہ باعث برکت ضرور ہے مگر جو اصل مقصد ہے دل کی صفائی اور تزکیہ اس کے لیے کافی نہیں ہے۔

☆..... پانچ معمولات اور پانچ انگلیاں:

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں مبتدی سالک کو پانچ معمولات بتائے جاتے ہیں، گویا جس طرح ہاتھ کی پانچ انگلیاں ہوتی ہیں اسی طرح یہ پانچ اعمال ہیں اور باقی معمولات تو انگلیوں کی مانند ہیں جبکہ مراقبہ انگوٹھے کی مانند ہے، یعنی جس طرح دوسری انگلیاں کام کرنے میں انگوٹھے کی محتاج ہوتی ہیں اور اس کا سہارا لیتی ہیں، یا پھر انگوٹھے کو سہارا دیتی ہیں، اسی طرح مراقبہ بھی مرکزی حیثیت رکھتا ہے اور اس کے بغیر کام مکمل نہیں ہوتا۔

ہمارے اس سلسلے میں مبتدی سالک کے لیے فرائض اور واجبات کی ادائیگی

کے بعد بہترین راس المال مراقبہ ہی ہے، لہذا فارغ اوقات میں خوب خوب مراقبہ کرنا چاہیے۔

☆.....روحانی امراض کی دوا:

ہمارے مشائخ مہلک روحانی امراض مثلاً شہوت، غصہ، کینہ، حسد، بخل، حرص اور تکبر وغیرہ کا علاج اسی مراقبہ ہی کے ذریعے ہی کرتے ہیں۔ جس طرح ڈاکٹر اور طبیب جسمانی مریض کو دوا دیتے ہیں اور باقاعدگی سے استعمال کرنا ضروری ہوتا ہے اسی طرح مشائخ کرام بھی روحانی مریضوں کو دوا دیتے ہیں اور اس کو بھی باقاعدگی سے استعمال کرنا ضروری ہوتا ہے ورنہ فائدہ نہیں ہوتا۔

☆.....مراقبہ کی باقاعدگی اور علم و حکمت کے پھول:

جیسے ایک مرغی اگر باقاعدگی سے بیس دن انڈوں پر بیٹھے تو چوزے نکل آتے ہیں، اسی طرح اگر کوئی شخص باقاعدگی سے ذکر مراقبہ کرے تو اس کے دل میں بھی علم و حکمت اور معرفت کے پھول کھلنا شروع ہو جاتے ہیں۔

☆.....دنوں اور گھنٹوں کے مراقبہ:

ایک وقت تھا کہ ہمارے مشائخ دنوں کا مراقبہ کیا کرتے تھے، پھر ایک وقت آیا کہ گھنٹوں کا مراقبہ کیا کرتے تھے اور آج ایسا وقت آ گیا ہے کہ منٹوں کا مراقبہ کرنے والے بھی بہت کم ملتے ہیں!

کھویا گیا ہے تیرا جذب قلندرانہ

☆.....روح کو دنیا سے نکالے!

انسان کی روح اس دنیا میں آنے کے بعد دنیاوی اشیاء سے مانوس ہو کر انہیں میں الجھ جاتی ہے، اور مشائخ کرام نے اسے دنیا سے خلاص کرنے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغول کرنے کے لیے مراقبہ کو بطور ٹانک کے تجویز کیا ہے، مراقبہ کی کثرت سے قلب و روح غیر اللہ سے خلاصی پا کر اللہ تعالیٰ سے واصل ہو جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے وصل کے طالبوں کو چاہیے کہ اس مراقبہ کی اہمیت کو سمجھیں اور اس میں خوب محنت کریں۔

نبی ﷺ ہر وقت ذکر کی کیفیت میں رہتے تھے:

حدیث شریف میں آتا ہے:

((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَذْكُرُ اللَّهَ فِي كُلِّ أَحْيَانِهِ))

(ابی یعلیٰ، رقم: ۴۹۳۹)

”نبی ﷺ ہر گھڑی ذکر کرتے تھے“

ظاہری بات ہے کہ نبی ﷺ ہر وقت ذکر لسانی تو نہیں فرماتے تھے کیونکہ آپ ﷺ خاموش بھی رہتے تھے اور کلام بھی فرماتے تھے لہذا الاحوالہ اس سے مراد ذکر قلبی ہی ہے۔

دل کے مراقبہ سے ظاہر کی اصلاح:

مشائخ کرام کا قول ہے:

مَنْ رَاقَبَ اللَّهَ فِي خَوَاطِرِهِ، عَصَمَهُ اللَّهُ فِي جَوَارِحِهِ

”جس نے اپنے خیالات میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھا اللہ تعالیٰ اس کے جوارح

(اعضاء) میں اس کی حفاظت فرمائیں گے“

یعنی مراقبہ کرنے سے وقوف قلبی کی کیفیت حاصل ہوتی ہے اور وقوف قلبی

کی وجہ سے اللہ تعالیٰ انسان کو گناہوں سے اور برے کاموں سے بچا لیتے ہیں۔

بہترین عبادت:

ابن عطار رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَفْضَلُ الطَّاعَاتِ مُرَاقَبَةُ الْحَقِّ عَلَى دَوَامِ الْأَوْقَاتِ

”بہترین عبادت ہر وقت اللہ تعالیٰ کا مراقبہ کرنا ہے“

یعنی استحضار کی کیفیت حاصل کرنا، جسے تصوف کی اصطلاح میں وقوفِ قلبی سے تعبیر کرتے ہیں۔

کیفیت مراقبہ کا اثر:

عَلَامَةُ الْمُرَاقَبَةِ: إِثَارُ مَا آثَرَ اللَّهُ، وَتَعْظِيمُ مَا أَعْظَمَ

اللَّهُ، وَتَصْغِيرُ مَا أَصْغَرَ اللَّهُ

”مراقبہ کی علامت یہ ہے کہ انسان اس چیز کو ترجیح دے جس کو اللہ تعالیٰ

نے ترجیح دی ہے، اور اس چیز کی تعظیم کرے جس کی اللہ تعالیٰ نے تعظیم کی اور اس

چیز کی تحقیر کرے جس کی اللہ تعالیٰ نے تحقیر کی ہے“

نماز فجر

اندازِ عمل:

ذکر مراقبہ سے فارغ ہونے کے بعد فجر کے دوست اپنی رہائش گاہ پر پڑھے، نبی ﷺ ان دوستوں کو بہت مختصر پڑھتے تھے اور اس کے بعد اگر جماعت کے وقت میں گنجائش ہو تو دائیں کروٹ پر ایک آدھ منٹ کے لیے لیٹ کر اپنی کمر بھی سیدھی کر لے اور نبی ﷺ کی مبارک سنت پر عمل کی سعادت بھی حاصل کر لے، مگر ایسا نہ لیٹے کے پھر وضو اور فرض بھی جاتے رہیں!

پھر مسجد میں نماز کے لیے جائے، گھر سے نکلتے وقت مسنون دعا پڑھے:

((بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا

بِاللّٰهِ)) (النسائی، رقم: ۹۹۱۷)

اور راستے میں یہ دو دعائیں پڑھے:

(۱)..... اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ فِيْ قَلْبِيْ نُورًا وَفِيْ سَمْعِيْ نُورًا وَفِيْ

بَصَرِيْ نُورًا وَفِيْ يَمِيْنِيْ نُورًا وَفِيْ شِمَالِيْ نُورًا وَفِيْ خَلْفِيْ

نُورًا وَفِيْ اَمَامِيْ نُورًا وَفِيْ بَشَرِيْ نُورًا وَفِيْ لِسَانِيْ نُورًا وَفِيْ

لَحْمِيْ نُورًا وَفِيْ دَمِيْ نُورًا وَفِيْ شَعْرِيْ نُورًا وَفِيْ جَسَدِيْ

نُورًا اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِيْ نُورًا وَاَعْظِمْ لِيْ نُورًا وَاَجْعَلْ فِيْ نَفْسِيْ

نُورًا وَاَجْعَلْنِيْ نُورًا. (المسلم، رقم: ۱۸۲۴)

(۲)..... اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ السَّائِلِيْنَ عَلَيْكَ، وَبِحَقِّ

مُمْشَايْ هَذَا فَاِنِّيْ لَمْ اَخْرُجْ اَشْرًا وَلَا بَطْرًا وَلَا رِيَاءً وَلَا

سُمْعَةً وَخَرَجْتُ اِتِّقَاءً سَخَطِكَ وَابْتِغَاءً مَرْضَاتِكَ

وَأَسْأَلُكَ أَنْ تَعِيدَنِي مِنَ النَّارِ وَأَنْ تَغْفِرَ لِي ذُنُوبِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ)) (کنز العمال، رقم: ۴۱۵۳۵)

اہمیت و فضیلت:

فجر کے دو سنت:

اماں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ
 ((إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَدْعُ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ
 الْغَدَاةِ.)) (ابی داود، رقم: ۱۰۶۲)
 ”نبی ﷺ ظہر سے پہلے چار رکعتیں اور فجر سے پہلے دو رکعتیں کبھی نہیں
 چھوڑتے نہیں“

چنانچہ سفر میں بھی یہ حکم ہے جہاں تک ممکن ہو ان دو رکعتوں کو نہ
 چھوڑو، بلکہ یہاں تک فرمایا گیا کہ تم فجر کی سنتیں پڑھو چاہے تمہیں دشمن
 کے گھوڑوں کے روندنے کا خطرہ بھی ہو۔

دوسری روایت میں فرمایا:

((رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا
 فِيهَا)) (الترمذی، رقم: ۳۸۱)

”فجر کی دو رکعتیں دنیا و ما فیہا سے بہتر ہیں“

اور ان دو رکعتوں کی کیفیت کے بارے میں فرماتی ہیں:

((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ بَيْنَ النَّدَاءِ
 وَالْإِقَامَةِ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ)) (النسائی، رقم: ۱۷۴۸)

”نبی ﷺ فجر کی اذان اور اقامت کے درمیان مختصر سی دو رکعتیں

پڑھتے تھے“

اور ان کی قراءت کے بارے میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ (قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ) وَ (قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ). (ابی داود، رقم: ۱۰۶۵)

”نبی ﷺ فجر کی دو رکعتوں میں (قل یا ایہا الکافرون) اور (قل هو اللہ احد) پڑھتے تھے۔“

اور گھر میں پڑھنے کے لیے نبی ﷺ کا یہ فرمان ہے:

((صَلُّوا أَيُّهَا النَّاسُ فِي بُيُوتِكُمْ فَإِنَّ أَفْضَلَ الصَّلَاةِ صَلَاةُ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ.)) (البخاری)

”اے لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھو، کیونکہ بہترین نماز آدمی کی گھر کی نماز ہے سوائے فرائض کے (کہ انہیں باجماعت مسجد میں پڑھنا چاہیے)“

فجر کے سنت گھر میں پڑھنے سے فراخی:

استراحت:

نبی ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَلْيُضْطَجِعْ عَلَى يَمِينِهِ.)) (الترمذی، رقم: ۳۸۵)

”جب تم میں سے کوئی شخص فجر کی دو رکعتیں پڑھ لے تو اسے چاہیے کہ دائیں کروٹ پر تھوڑا لیٹ جائے“

اس لیٹنے سے مراد کوئی نیند کرنا نہیں ہے بلکہ صرف کمر وغیرہ سیدھی کر کے اسراحت حاصل کرنا مقصود ہے۔

جماعت کی اہمیت:

نبی ﷺ نے فرمایا:

((صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ عَلَى صَلَاةِ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً)) (النسائی، رقم: ۹۱۱)

”جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس درجہ زیادہ افضل ہے“

نبی ﷺ کے پاس کوئی نابینا شخص آیا کہنے لگا:

((يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَيْسَ لِي قَائِدٌ يُقَوِّدُنِي إِلَى الْمَسْجِدِ فَسَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُرَخِّصَ لَهُ فَيُصَلِّيَ فِي بَيْتِهِ فَرَخَّصَ لَهُ فَلَمَّا وَلَّى دَعَاهُ فَقَالَ لَهُ هَلْ تَسْمَعُ النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاجِبُ.)) (المسلم، رقم: ۱۰۴۴)

”یا رسول اللہ مجھے مسجد لیجانے والا کوئی نہیں لہذا اگر اجازت ہو تو میں گھر میں ہی نماز پڑھ لیا کروں؟ آپ ﷺ اجازت مرحمت فرمادی جب وہ جانے لگا تو آپ ﷺ نے اسے بلایا اور پوچھا: کیا آپ اذان کی آواز سنتے ہیں؟ وہ کہنے لگا جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: پھر اس کا جواب دو یعنی جماعت میں حاضر ہوا کرو“

نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ بِصَفِّ اللَّيْلِ وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ))

(کُلُّهُ) (المسلم، رقم: ۱۰۴۹)

”جس نے عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی گویا اس نے آدھی رات قیام کیا اور جس نے فجر کی نماز بھی جماعت سے پڑھی گویا اس نے پوری رات قیام کیا“

اور نبی ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّهُ لَيْسَ مِنْ صَلَاةٍ اَثْقَلُ عَلَى الْمُنَافِقِينَ مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَالْعِشَاءِ وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا لَا تَوَهُمَا وَلَوْ حَبَوًّا))

(ابن ابی شیبہ، رقم: ۳۳۷۱)

”منافقین پر فجر اور عشاء کی نماز سے زیادہ مشکل نماز کوئی نہیں اگر اہیں علم ہو جائے کہ اس میں فوائد ہیں تو وہ ذرا سستی نہ کریں“

دعائیں:

نبی ﷺ نے فرمایا:

جو شخص نماز کو جاتے وقت یہ دعا پڑھ لے، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ستر ہزار فرشتے اس کی دعائے مغفرت کرنے کے لیے مقرر ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی اپنی خاص نظر کے ساتھ اس کے نماز پڑھ لینے تک اس کی طرف متوجہ رہتے ہیں! اور وہ دعا یہ ہے:

(۲)..... ((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ السَّائِلِیْنَ عَلَیْكَ ، وَبِحَقِّ

مُمْشَاۤیْ هٰذَا فَاِیُّیْ لَمْ اَخْرُجْ اَشْرًا وَّلَا بَطْرًا وَّلَا رِیَآءًا وَّلَا

سَمْعًا وَّخَرَجْتُ اِتِّقَاءَ سَخَطِكَ وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِكَ

وَاسْئَلُكَ اَنْ تَعِیْذَیْیَ مِنَ النَّارِ وَاَنْ تَغْفِرَ لِیْ ذُنُوْبِیْ فَاِنَّهٗ لَا

یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ)) (کنز العمال، رقم: ۴۱۵۳۵)

اور یہ دعا پڑھنے سے بندے کو نورِ نسبت کی نعمت میسر ہوتی ہے:

(۱)..... اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ فِيْ قَلْبِيْ نُورًا وَفِيْ سَمْعِيْ نُورًا وَفِيْ
بَصَرِيْ نُورًا وَفِيْ يَمِيْنِيْ نُورًا وَفِيْ شِمَالِيْ نُورًا وَفِيْ خَلْفِيْ
نُورًا وَفِيْ اَمَامِيْ نُورًا وَفِيْ بَشَرِيْ نُورًا وَفِيْ لِسَانِيْ نُورًا وَفِيْ
لَحْمِيْ نُورًا وَفِيْ دَمِيْ نُورًا وَفِيْ شَعْرِيْ نُورًا وَفِيْ جَسَدِيْ
نُورًا اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِيْ نُورًا وَاَعْظِمْ لِيْ نُورًا وَاَجْعَلْ فِيْ نَفْسِيْ
نُورًا وَاَجْعَلْنِيْ نُورًا. (المسلم، رقم: ۱۸۲۴)

تلاوت

اندازِ عمل:

نمازِ فجر کے بعد اگر اسباق و مراقبات میں سے کچھ باقی ہوں تو پہلے ان کو مکمل کرے، اس کے بعد ایک پارہ، نصف پارہ یا پاؤ پارہ قرآن مجید کی تلاوت کرے اور حفاظ اپنی منزل کے حساب سے پڑھیں، مگر تلاوت محض تلاوت نہ ہو بلکہ تدبیر کے ساتھ قرآن مجید پڑھے اور تمام آداب کا لحاظ رکھے، آداب کی تفصیل حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم کی کتاب ”باادب بانصیب“ میں موجود ہے اس کا کچھ خلاصہ ہم یہاں بھی ذکر کر دیتے ہیں:

☆..... با وضو ہو

☆..... قبلہ رخ ہو

☆..... قرآن مجید کو رحل تپائی یا اونچی جگہ پر رکھے

☆..... ایسی جگہ نہ بیٹھے جہاں سے گذرنے والوں کو تکلیف ہو

☆..... تلاوت کا آغاز تعوذ و تسمیہ سے کرے

☆..... دورانِ تلاوت کوئی سورت آجائے تو صرف بسم اللہ پڑھے

☆..... سورۃ توبہ پر بسم اللہ نہ پڑھے

☆..... تجوید کے اصولوں کے مطابق پڑھے

☆..... ٹھہر ٹھہر کر پڑھے

☆..... گانے کی طرز میں نہ پڑھے

☆..... تدبیر کے ساتھ پڑھے

☆..... آیاتِ رحمت پر دعا کرے، آیاتِ وعید پر استغفار کرے، آیاتِ

سجدہ پر سجدہ کرے

☆..... جب قرآن مجید مکمل ہو تو دعا کرے

☆..... جہاں دوسرے لوگ اپنے کاموں میں مشغول ہوں وہاں آہستہ

پڑھے۔

اہمیت و فضیلت:

تلاوت کا حکم قرآن مجید میں:

قرآن مجید کی آیت ہے:

﴿وَأْمُرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَأَنْ أَتْلُوَ

الْقُرْآنَ﴾ (النمل: ۹۲)

”اور مجھے حکم ہے کہ میں قرآن کی تلاوت کروں“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الدِّينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ﴾ (فاطر: ۲۹)

”بے شک وہ لوگ قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے

ہیں“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَافْرُقُوا مَا تيسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾ (المزمل: ۱۹)

”سو تم پڑھو قرآن میں سے جتنا آسانی سے پڑھ سکو“

مذکورہ تین آیات میں صراحتاً تلاوت قرآن کا حکم ہے، اگرچہ منشاء اور مقصد معنی کی دعوت و تبلیغ ہے لیکن اس کے تحت تلاوت قرآن کا حکم لازم ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَإِذَا قَرَأْتَهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾

(القیامۃ: ۱۷-۱۸)

”پس جب ہم اس قرآن کی قرات کریں تو آپ ہماری اس قراءت کو

دہرائیں پھر اس کا معنی سمجھنا ہمارے ذمہ ہے“

مقصد یہ ہے پہلے قرات ہوتی ہے پھر معنی سمجھا یا سمجھایا جاتا ہے۔

بہترین شخص کون؟

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ)) (ابی داؤد، رقم: ۱۲۴۰)

”تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے“

دنیا کے کسی علم و فن کو سیکھنے والے کو بہترین نہیں فرمایا بلکہ قرآن سیکھنے اور

سکھانے والوں کو بہترین فرمایا ہے، لہذا خوش نصیب ہیں اور قابل تحسین ہیں

وہ لوگ جو روکھی سوکھی پر گزارہ کر لیتے ہیں، دنیا کی آسائشوں اور لذات کی

طرف التفات نہیں کرتے، سیم و زر کی ہوس ان کے دلوں میں نہیں آتی بلکہ وہ ہر

دم اپنے اللہ کے قرآن کو سیکھنے سکھانے میں مگن رہتے ہیں، اور اسی طرز زندگی میں

اپنا متاع حیات صرف کر کے دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔

بہترین کلام:

نبی علیہ السلام کے ارشاد کا مفہوم ہے:

((خَيْرُ الْكَلَامِ كَلَامُ اللَّهِ))

”بہترین کلام اللہ تعالیٰ کا کلام ہے“

اس سے بڑھ نہ کوئی کلام ہے نہ کتاب ہے، دنیا والوں نے بڑے بڑے کلام لکھے مگر قرآن کے مقابلے میں کوئی بھی نہ آسکا، چاہے کتنا ہی کسی کا اچھا کلام ہو مگر چند مرتبہ پڑھنے کے بعد طبیعت اس سے اکتا جاتی ہے دوبارہ پڑھنے کو دل نہیں چاہتا، مگر قرآن وہ عظیم الشان اور واحد کلام ہے جسے جتنا زیادہ پڑھیں، اور جتنا توجہ سے پڑھیں یہ طبیعت میں اتنا ہی رچتا اور بستا ہے، طبیعت کبھی اس سے اکتاتی نہیں ہے۔

بہترین عبادت:

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((أَفْضَلُ عِبَادَةِ أُمَّتِي قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ نَظْرًا)) (کنز، رقم: ۲۳۵۸)

”میری امت کی سب سے افضل عبادت دیکھ کر قرآن پڑھنا ہے“

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کو دیکھ کر پڑھنا یہ ایک مستقل امر جس کی ترغیب دی گئی ہے۔

قابل رشک عمل:

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((لَا حَسَدَ إِلَّا عَلَى اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُومُ بِهِ

النَّاءُ اللَّيْلِ وَالنَّاءُ النَّهَارِ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ أَنَا

اللَّيْلِ وَالنَّاءُ النَّهَارِ)) (مسند احمد، رقم: ۴۶۸۸)

”حسد جائز نہیں مگر دو شخصوں پر، ایک وہ جسے اللہ تعالیٰ قرآن مجید عطا کریں اور وہ دن میں اور رات میں اسے پڑھتا رہے، دوسرا وہ جسے اللہ تعالیٰ مال عطا کریں اور وہ دن رات اسے خرچ کرتا رہے“

حسد کا مطلب ہوتا کسی کے پاس نعمت دیکھ کر یہ تمنا کرنا کہ یہ نعمت اس سے چھن جائے اور میرے پاس آجائے، یہ تو کسی بھی نعمت کے بارے میں جائز نہیں،

اسی سے ملتی جلتی ایک اور کیفیت ہے جس کا نام غبطہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ تمنا تو نہ کی جائے کہ اس شخص سے یہ نعمت چھن جائے بلکہ صرف اتنی تمنا ہو کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اس جیسی نعمت عطا فرمادیں، اردو زبان میں اسے رشک کہتے ہیں۔

ذکر کردہ حدیث شریف میں جس حسد کا فرمایا گیا اس سے مراد حسد حقیقی نہیں ہے بلکہ غبطہ مراد ہے اور مطلب یہ کہ اگر کسی نے رشک کرنا ہو تو ان دو نعمتوں میں کرے!

اللہ تعالیٰ سے باتیں کرنا:

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((إِذَا أَحَبَّ أَحَدُكُمْ أَنْ يُحَدِّثَ رَبَّهُ فَلْيَقْرَأْ

الْقُرْآنَ)) (کنز، رقم: ۲۲۵۷)

”تم میں سے جب کوئی چاہے کہ میں اپنے رب سے بات کروں تو اسے

چاہیے کہ قرآن پڑھے“

جس طرح کسی دوست سے محبت ہو تو دل چاہتا ہے کہ اپنے دوست سے

بات کی جائے چنانچہ کئی نوجوان گھنٹوں سل فون پر اپنے دوستوں سے باتیں

کرتے ہیں، بالکل اسی طرح جب دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت ہو تو دل چاہتا ہے کہ اب اللہ تعالیٰ سے باتیں کروں! چنانچہ عاشقین کی رات اللہ تعالیٰ کے ساتھ راز و نیاز میں گزرتی ہے،

تو نبی ﷺ نے محبین کو یہ ایک قیمتی تحفہ عنایت فرما دیا ہے کہ اگر اپنے رب سے بات کرنے کو دل چاہے تو قرآن کھول لیا کرو! کیونکہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو اس کلام کو پڑھے گا گو یا وہ اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہو جائے گا۔

سب سے بڑا عابد:

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((اعْبُدُ النَّاسَ أَكْثَرُهُمْ تِلَاوَةً لِلْقُرْآنِ))

(جامع الاحادیث، رقم: ۳۶۶۷)

”سب سے زیادہ عبادت کرنے والا وہ ہے جو قرآن کثرت سے پڑھے“

مقصد یہ ہے کہ کثرت تلاوت بہت بڑی عبادت ہے، ہم نے اپنے اس دور میں بھی کئی دوستوں کو دیکھا جن کی زبان پر ہر وقت قرآن مجید کی تلاوت ہوتی ہے کئی تو دن میں یا رات میں قرآن ختم کر لیتے ہیں اور کئی دن میں دس پارے یا کم از کم ایک منزل پڑھ ہی لیتے ہیں! ہاں جب اللہ تعالیٰ دل میں قرآن مجید پڑھنے کی لذت عطا فرما دیتے ہیں تو پھر اس کے بغیر چین نہیں آتا، وہ اس طرح قرآن پڑھ کر مزے لیتے ہیں جس طرح چھوٹے بچے چینگم چبا چبا کر مزے لیتے ہیں!

امت کے شرفاء:

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((أَشْرَفُ أُمَّتِي حَمَلَةُ الْقُرْآنِ وَأَصْحَابُ الْقُرْآنِ وَأَصْحَابُ

اللَّيْلِ)) (کنز، رقم: ۲۲۵۹)

”میری امت کے معزز لوگ وہ ہیں جو حامل قرآن، صاحب قرآن اور صاحب لیل ہوں“

حامل قرآن سے مراد حفاظ ہیں چاہے مکمل حافظ ہوں یا جس قدر بھی ہو، صاحب قرآن سے مراد قرآن مجید کے معنی کو سمجھنے والے اور اس کی تبلیغ کرنے والے ہیں اور صاحب لیل سے مراد وہ لوگ ہیں جو راتوں کو اٹھتے ہیں اور قرآن پڑھتے ہیں۔

ختم قرآن کی برکت:

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((إِذَا خَتَمَ الْعَبْدُ الْقُرْآنَ صَلَّى عَلَيْهِ عِنْدَ خَتْمِهِ سِتُونَ أَلْفَ

مَلَكٍ)) (کنز، رقم: ۲۲۵۸)

جب بندہ قرآن ختم کرتا ہے تو اس وقت ساٹھ ہزار فرشتے اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں“

ختم قرآن کا موقع بہت ہی مقبولیت کا موقع ہوتا ہے، اس وقت اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت متوجہ ہوتی ہے، فرشتے بھی قرآن مکمل کرنے والوں کے لیے دعا کرتے ہیں اور بندہ خود جو دعا کرے وہ بھی قبول ہوتی ہے۔

آنکھوں کی عبادت:

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((أَعْطُوا عَيْنَكُمْ حَظَّهَا مِنَ الْعِبَادَةِ النَّظْرُ فِي الْمَصْحَفِ

وَالْتَفَكُّرُ فِيهِ وَالْإِعْتِبَارُ عِنْدَ عَجَائِبِهِ)) (کنز، رقم: ۲۲۶۲)

”اپنی آنکھوں کو عبادت میں سے ان کا حصہ دو! یعنی قرآن میں دیکھنا اس میں غور کرنا اور اس کے عجائب سے سبق حاصل کرنا“

تین چیزوں کو آنکھوں کی عبادت فرمایا گیا ہے:

۱۔ قرآن مجید میں دیکھنا،

۲۔ اس میں غور و فکر کرنا،

۳۔ اس کے نتیجے میں اس سے سبق حاصل کرنا۔

تین آیتیں تین اونٹنیاں:

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((أَيُّحِبُّ أَحَدُكُمْ إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ أَنْ يُجِدَ فِيهِ ثَلَاثَ خَلَفَاتٍ

عِظَامِ سِمَانٍ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ فَثَلَاثُ آيَاتٍ يَقْرَأُ بِهِنَّ أَحَدُكُمْ فِي

صَلَاتِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ ثَلَاثِ خَلَفَاتٍ عِظَامِ

سِمَانٍ)) (المسلم، رقم: ۱۳۳۵)

”کیا تم میں سے کوئی بندہ یہ چاہتا ہے کہ جب وہ گھر لوٹے تو گھر میں اس

کے لیے تین بڑی، موٹی اونٹنیاں ہوں صحابہ کرام نے عرض کیا جی! آپ ﷺ

نے فرمایا: نماز میں تمہارا تین آیتیں پڑھنا تین موٹی اونٹیوں سے بہتر ہے“

اتک اٹک کر پڑھنے والے کو دوہرا اجر:

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((الْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَّةِ وَالَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهُ أَجْرَانِ))

(ابن ماجہ، رقم: ۳۷۶۹)

”جو قرآن پڑھنے میں ماہر ہو وہ معزز اور نیک فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور جو اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اور قرآن پڑھنا اس کے لیے دشوار ہے تو اسے دوہرا اجر ملے گا“

صاحب قرآن و ایمان کی مثالیں:

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((مَثَلُ الْمُتَوَكِّلِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مِثْلَ الْأُتْرُجَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا طَيِّبٌ وَمَثَلُ الْمُتَوَكِّلِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ التَّمْرَةِ لَا رِيحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلُوٌّ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ لَيْسَ لَهَا رِيحٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الرِّيحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ)) (البخاری، رقم: ۵۰۰۷)

”قرآن پڑھنے والے مومن کی مثال ترنج کی طرح ہے جس کی خوشبو بھی پاکیزہ اور ذائقہ بھی پاکیزہ اور قرآن نہ پڑھنے والے مومن کی مثال ایسے کہ نہ اس کی خوشبو نہ ذائقہ، اور قرآن نہ پڑھنے والے منافق کی مثال حنظل درخت کی طرح ہے کہ خوشبو تو اس کی ہے نہیں اور ذائقہ کڑوا

ہے اور اس منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے ریحانہ کی طرح ہے کے
اس کی خوشبو تو اچھی ہے مگر ذائقہ کڑوا ہے“

بلندیاں اور پستیاں قرآن کے ذریعے:

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((إِنَّ اللَّهَ يَرْفَعُ بِهَذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ الْآخَرِينَ))

(الدارمی، رقم: ۳۳۶۵)

”اللہ تعالیٰ اس کلام کی وجہ سے کئی لوگوں بلندیاں عطا کرتے ہیں اور کئی
لوگوں کو پستیاں“

مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اس پر عمل کرتے ہیں قرآن انہیں عزتیں اور
بلندیاں عطا کرتا ہے اور جو اس پر عمل نہیں کرتے انہیں پستیاں ملتی ہیں۔

ہر حرف پر دس نیکیاں:

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ فَلَهُ حَسَنَةٌ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ

أَمْثَالِهَا لَا أَقُولُ الْم حَرْفٌ وَلَكِنْ أَقُولُ أَلِفٌ حَرْفٌ وَلَا م حَرْفٌ

وَمِيمٌ حَرْفٌ.)) (شعب الایمان، رقم: ۱۹۸۳)

”جس نے کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھا اسے ایک نیکی ملتی ہے اور ایک

نیکی دس نیکیوں کے برابر ہے اور میں یہ نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ

الف ایک حرف ہے لام دوسرا حرف ہے اور میم تیسرا حرف ہے۔“

بعض اعمال میں عمل کا اجر کامل عمل پر ملتا ہے مثلاً وضو کا ثواب تب ملے گا

جب چاروں فرض پورے ہوں، لیکن قرآن مجید کی تلاوت کے معاملے ایسا نہیں

ہے کہ کوئی ایک پارہ یا سورت مکمل کرے گا تب ہی اسے ثواب ملے گا بلکہ اگر تلاوت کی نیت سے ایک حرف بھی زبان سے ادا کرے گا تو اسے اس پر اجر عطا کیا جائے گا۔

صاحب قرآن کے والدین کا اعزاز:

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَعَمِلَ بِمَا فِيهِ الْبَسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَوْمَ الْقِيَمَةِ
ضَوْءُهُ أَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِي بُيُوتِ الدُّنْيَا لَوْ كَانَتْ
فِيكُمْ فَمَا ظَنُّكُمْ بِالَّذِي عَمِلَ بِهِذَا))

(کنز، رقم: ۲۳۳۵)

”جس نے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کیا اس کے والدین کو قیامت کے دن ایسا تاج پہنایا جائے گا کہ اس کی روشنی سورج کی روشنی سے زیادہ ہو گی، تو پھر پڑھنے والے کے بارے میں آپ کا کیا گمان ہے“
یعنی جب قرآن پڑھنے والے کے والدین کو اتنا اعزاز ملتا ہے تو پھر خود پڑھنے والے کو کتنا اعزاز ملے گا؟ ہم اس کا اندازہ نہیں کر سکتے!

اس روایت میں دو چیزیں سمجھ آرہی ہیں: پہلی تو کہ اس سعادت کو حاصل کرنے کے لیے حفظ کی شرط نہیں ہے بلکہ صرف قرآن پڑھنے والے کو بھی یہ اعزاز مل سکتا ہے، دوسری یہ کہ یہ اعزاز صرف باعمل کو ملے گا بے عمل کو نہیں ملے گا۔

دلوں کا رنگ اتاریں:

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((أَنَّ هَذِهِ الْقُلُوبُ تَصِدُّ كَمَا تَصِدُّ الْحَدِيدُ إِذَا أَصَابَهُ الْمَاءُ
قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا جَلَّاهَا قَالَ كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَتِلَاوَةُ
الْقُرْآنِ)) (شعب الایمان، رقم: ۲۰۱۴)

”بے شک ان دلوں پر بھی زنگ لگ جاتا ہے جیسے لوہے کو زنگ لگتا ہے
پانی سے، صحابہ کرام نے پوچھا: یا رسول اللہ! اترتا کیسے ہے؟ فرمایا: موت
کو کثرت سے یاد کرنے اور قرآن پڑھنے سے“

لوہے کو زنگ لگتا ہے تو اس کی چمک دھمک ختم ہو جاتی ہے اور بدنما سا لگتا
ہے، اور دل کو زنگ لگتا ہے تو اس کی کیفیات خراب ہو جاتی ہیں اور بے سرور سا
ہو جاتا ہے، لوہے کو صیقل کیا جائے تو دوبارہ چمک جاتا ہے اسی طرح دل کو بھی
اگر ذکر اللہ، قرآن مجید کی تلاوت اور موت کی یاد سے صیقل کیا جائے تو دوبارہ
کیفیات بحال ہو جاتی ہیں،

تجربہ یہ ہے کہ کچھ دیر اگر آداب کی رعایت رکھتے ہوئے جہرا تلاوت کی
جائے تو بہت جلد حال اچھا ہو جاتا ہے۔

اہل قرآن ہی اہل اللہ ہیں:

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((إِنَّ لِلَّهِ أَهْلِينَ مِنَ النَّاسِ قَالُوا مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَهْلُ
الْقُرْآنِ هُمْ أَهْلُ اللَّهِ وَخَاصَّتُهُ))

(مسند احمد، رقم: ۱۱۸۳۱)

”لوگوں میں کچھ اہل اللہ یعنی اللہ والے ہیں، پوچھا: وہ کون ہیں یا رسول

اللہ؟ فرمایا: اہل قرآن اہل اللہ ہیں اور اللہ کے خاص لوگ ہیں“

اللہ والے وہی ہو سکتے ہیں جن کا اللہ تعالیٰ کے احکامات یعنی قرآن کے

ساتھ رشتہ گہرا ہو، قرآن کثرت سے پڑھتے ہوں معنی مفہوم کو سمجھتے ہوں اور اس پر عمل کرتے ہوں۔

غافلوں سے نکلو!

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((مَنْ قَرَأَ عَشْرَ آيَاتٍ فِي لَيْلَةٍ لَمْ يَكُتَبْ مِنَ الْغَافِلِينَ))

(الدارمی، رقم: ۳۴۴۲)

”جس نے ایک رات میں دس آیات پڑھیں وہ غافلوں میں نہیں لکھا جاتا“

دیکھا جائے تو ہم رات کا اکثر حصہ سو کر غفلت میں گزار دیتے ہیں، اور یہ بعید نہیں ہے کہ ہمارا نام غافلین میں لکھا ہوا ہو، اس لیے اگر ہم تھوڑی سی کوشش سے کم از کم دس آیات رات کے کسی حصہ میں پڑھ لیا کریں تو غافلین کی فہرست سے ہمارا نام مٹ سکتا ہے!

آسمان کے فرشتے قرآن سننے کے لیے زمین پر آگئے:

حدیث شریف میں آتا ہے:

أَنَّ أَسِيْدَ ابْنِ حُضَيْرٍ بَيْنَمَا هُوَ يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ سُورَةَ
الْبَقَرَةِ وَفَرَسُهُ مَرْبُوطَةٌ عِنْدَهُ إِذْ جَالَتْ الْفَرَسُ فَسَكَتَ
فَسَكَنَتْ فَقَرَأَ فَجَالَتْ فَسَكَتَ فَسَكَتَتْ ثُمَّ قَرَأَ فَجَالَتْ
الْفَرَسُ فَأَنْصَرَفَ وَكَانَ ابْنُهُ يَحْيَى قَرِيبًا مِنْهَا فَأَشْفَقَ أَنْ تُصِيبَهُ
وَلَمَّا أَخْرَهُ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَإِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فِيهَا مِثَالُ
الْمَصَابِيحِ فَلَمَّا أَصْبَحَ حَدَّثَ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ اقْرَأْ يَا ابْنَ

حُضِيرُ اقْرَا يَا ابْنَ حُضَيْرٍ فَقَالَ اَشْفَقْتُ اَنْ تَطَا يَحْيٰ وَكَانَ مِنْهَا قَرِيْبًا فَانْصَرَفْتُ اِلَيْهِ وَرَفَعْتُ رَاسِيْ اِلَى السَّمَاءِ فَاِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فِيْهَا اِمْثَالُ الْمَصَابِيْحِ فَخَرَجْتُ حَتّٰى لَا اَرَاهَا قَالَ وَتَدْرِى مَا ذَاكَ قَالَ لَا قَالَ تِلْكَ الْمَلَائِكَةُ ذَنُتُ مِنْ صَوْتِكَ وَلَوْ قَرَأْتَ لَا صُبْحْتَ يَنْظُرُ النَّاسُ اِلَيْهَا لَا تَتَوَارٰى مِنْهُمْ)) (البخارى)

”اسید ابن حضیر رضی اللہ عنہ رات کو سورۃ بقرہ کی تلاوت کر رہے تھے، اور ان کا گھوڑا ان کے قریب باندھا ہوا تھا، اچانک وہ بدکنے لگا آپ خاموش ہو گئے، وہ بھی رک گیا، آپ نے پھر پڑھا وہ پھر بدکنے لگا، آپ خاموش ہوئے وہ بھی رک گیا، آپ پھر پڑھنے لگے وہ پھر بدکنے لگا، آپ ادھر کو ہو گئے کیونکہ ان کا بیٹائیگی قریب میں سویا ہوا تھا، آپ کو خطرہ تھا کہ کہیں گھوڑا اسے نقصان نہ دے، جب آپ نے تلاوت ختم کی تو آسمان کی طرف سر اٹھایا، کیا دیکھتے ہیں کہ بادل کی طرح ایک چیز ہے اور اس میں تین چراغ چمک رہے ہیں، جب صبح ہوئی تو یہ معاملہ نبی ﷺ سے بیان کیا، آپ ﷺ نے فرمایا:

اے ابن حضیر پڑھتے رہتے! اے ابن حضیر پڑھتے رہتے! اے ابن حضیر پڑھتے رہتے! آپ نے عرض کیا: مجھے ڈر لگا کہ گھوڑا یہی کونہ کچل دیتا اس لیے میں اس کی طرف گیا، جب آسمان کی طرف دیکھا تو یہ نظر آیا!

آپ ﷺ نے فرمایا: آپ کو معلوم ہے یہ کیا تھا؟ آپ نے عرض کیا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ فرشتے تھے جو آسمان سے آپ کا قرآن سننے کے لیے آئے تھے اگر آپ صبح تک پڑھتے رہتے تو سب لوگ ان کو

دیکھ لیتے“

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسا قرآن پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

قیامت کے روز قرآن سفارشی ہوگا:

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((اقْرَأُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيعًا لِأَصْحَابِهِ))

(المسلم، رقم: ۱۳۳۷)

”قرآن پڑھو! کیونکہ یہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کی سفارش کرے گا“

ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ قرآن مجید قیامت کے دن یا تو بندے کے حق میں گواہی دے گا یا پھر اس کے خلاف گواہی دے گا، اگر اس نے دنیا میں قرآن کے حقوق ادا کیے ہوں گے تو اس کے حق میں گواہی دے گا اور اس کی سفارش کرے گا اور اگر حقوق ادا نہیں کیے ہوں گے تو پھر اس کے خلاف گواہی دے گا۔

پڑھتا جا اور چڑھتا جا:

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ اقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي

الدُّنْيَا مَنْزِلَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ تَقْرَأُ)) (ابی داؤد، رقم: ۱۲۵۲)

”صاحب قرآن سے کہا جائے گا پڑھتا جا اور چڑھتا جا اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھ

جس طرح تو دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا تھا، تیرا مقام وہاں ہے جہاں تو

قرآن کی آخری آیت پڑھے“

یعنی جس قدر قرآن زیادہ پڑھنے والا ہوگا اسی قدر اس کے درجات بھی بلند ہوں گے۔

جس سینے میں قرآن نہ ہو وہ ویرانہ ہے:

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((إِنَّ الرَّجُلَ الَّذِي لَيْسَ فِي جَوْفِهِ شَيْءٌ مِنَ الْقُرْآنِ كَالْبَيْتِ الْخَرَابِ)) (الدارمی، رقم: ۳۳۰۶)

”جس سینے میں بالکل بھی قرآن نہ ہو وہ ویران گھر کی طرح ہے“

جس سینے میں ذرا بھی قرآن نہ ہو وہ ویران گھر کی طرح ہے، گویا دل کی آبادی اور رونق قرآن سے ہے جتنا سینے میں قرآن ہوگا اتنا ہی دل آباد ہوگا۔

بن مانگے سب سے بڑھ کر:

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((يَقُولُ الرَّبُّ مَنْ شَغَلَهُ الْقُرْآنُ وَ ذِكْرِي عَنْ مَسْئَلَتِي أُعْطِيَتْهُ

أَفْضَلَ مَا أُعْطِيَ السَّائِلِينَ)) (الترمذی، رقم: ۲۸۵۰)

”اللہ رب العزت فرماتے ہیں: جس شخص کو قرآن پڑھنے کی وجہ سے ذکر کرنے اور دعا مانگنے کی فرصت نہ ملے میں اسے دعا مانگنے والوں سے بڑھ کر عطا کروں گا“

جو بندہ قرآن پڑھنے پڑھانے میں اتنا مصروف ہو کہ اسے دعا کرنے اور ذکر کرنے کا موقع بھی نہ ملتا ہو تو اللہ تعالیٰ دعا مانگنے اور ذکر کرنے والوں سے بھی زیادہ عطا فرماتے ہیں۔

بادشاہوں کا کلام، کلاموں کا بادشاہ:

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((وَفَضَّلُ كَلَامَ اللَّهِ عَلَى سَائِرِ الْكَلَامِ كَفَضْلِ اللَّهِ عَلَى خَلْقِهِ)) (الترمذی، رقم: ۲۸۵۰)

”اللہ تعالیٰ کے کلام کو باقی کلاموں پر ایسے ہی فضیلت حاصل ہے جیسے اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق پر فضیلت حاصل ہے“

آپ ﷺ نے اس حدیث شریف میں تین باتیں ارشاد فرمائی ہیں:

”کلام المملوک ملوک الکلام“ اللہ تعالیٰ چونکہ بادشاہوں کے بادشاہ ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ کا کلام کلاموں کا بادشاہ ہے۔

قرآن کی تلاوت کرلو! قبل اس کے۔۔۔۔۔

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: أَكْثِرُوا تِلَاوَةَ الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ يُرْفَعَ

قرآن کی تلاوت کرلو! قبل اس کے کہ قرآن اٹھالیا جائے“

ہمارے اوپر اللہ تعالیٰ کا کتنا احسان ہے؟ اس کا اندازہ ان لوگوں کو ہے جو قرآن پڑھنا چاہتے ہیں مگر نہ ان کے پاس کوئی نسخہ نہ استاذ ہے اور نہ پڑھنے کی اجازت ہے۔

اشراق

اندازِ عمل:

اشراق کے وقت تک اسی طرح ذکر فکر میں مشغول رہے، اس کے بعد دو رکعت نماز اشراق کی نیت سے پڑھے پھر اپنی جمیع حاجات کے لیے دو رکعت نماز صلوٰۃ الحاجت پڑھے خصوصاً یہ نیت کرے کہ اللہ تعالیٰ آج کے دن کے تمام کام آسان فرمادیں، اور اپنے آپ کو دین کے کام کے لیے پیش کرنا چاہیے کہ اے اللہ! آپ جیسے چاہیں، جہاں چاہیں دین کا کام لے لیں!

بعض مشائخ ان دو رکعتوں میں دن کے کاموں کے لیے استخارہ کی نیت بھی شامل فرما لیتے تھے اور اس کے بعد کچھ دیر لیٹ جاتے تھے اللہ تعالیٰ منامی اشاروں سے ان کے کاموں میں ان کی راہنمائی فرما دیتے تھے۔

اہمیت و فضیلت:

اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت کا وعدہ:

حدیث قدسی ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

((اِنَّهُ قَالَ يَا ابْنَ اٰدَمَ اِرْكَعْ لِيْ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ مِنْ اَوَّلِ النَّهَارِ

اَكْفِكَ اٰخِرَهُ)) (مسند الشامیین، رقم: ۸۹۰)

”اے ابن آدم تو دن کے شروع میں میرے لیے چار رکعت پڑھ لیا کرو

میں پورا دن تمہارے لیے کافی رہوں گا“

کافی رہنے کا مطلب یہ ہے کہ پورے دن میں بندہ جو بھی اچھا کام کرتا ہے

اس میں اللہ تعالیٰ کی خصوصی مدد شامل حال رہتی ہے۔

نبی ﷺ کا معمول:

اماں عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((وَكَانَ لَا يَقُومُ مِنْ مُصَلَّاهُ الَّذِي صَلَّى فِيهِ الْغَدَاءُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَإِذَا طَلَعَتْ قَامَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.))

(ابی داؤد، رقم: ۱۱۰۲)

”آپ ﷺ فجر کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد مصلے سے اٹھتے نہیں جب تک سورج طلوع نہ ہو جائے جب سورج طلوع ہو جاتا تو آپ پھر قیام فرماتے“

حج و عمرے کا ثواب:

نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ صَلَّى الْفَجْرَ فِي جَمَاعَةٍ ثُمَّ قَعَدَ بِذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ كَانَتْ لَهُ كَأَجْرِ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَامَّةٌ تَامَّةٌ.))

(الترمذی، رقم: ۵۳۵)

”جس نے فجر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی پھر اللہ تعالیٰ کی یاد (ذکر) میں بیٹھ گیا یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا پھر اس نے دو رکعتیں پڑھیں تو اس کو ایک حج اور عمرے کا ثواب ملے گا صحابی فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا مکمل حج اور عمرے کا ثواب ملے گا“

سمندر کی جھاگ سے زیادہ گناہ معاف:

نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَعَدَ فِي مُصَلَّاهُ حِينَ يَنْصَرِفُ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتَّى يَسْبَحُ رَكْعَتَيِ الصُّحَى لَا يَقُولُ إِلَّا خَيْرًا غُفِرَ لَهُ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ أَكْثَرَ مِنْ زَبَدِ الْبَحْرِ)) (ابی داود، رقم: ۱۰۹۵)

”جو شخص فجر کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد اپنے مصلے پر بیٹھا رہا یہاں تک کہ اس نے اشراق کی دو رکعتیں پڑھیں اور اس نے خیر کے علاوہ بات نہیں کی اس کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں چاہے وہ سمندر کی جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں“

مناجات مقبول

اندازِ عمل:

اشراق کے بعد اپنی دعا مانگنے کے بجائے اگر مناجات مقبول کی ایک منزل دیکھ کر یا زبانی پڑھ لی جائے بہت تو مفید ہے۔

اہمیت و فضیلت:

مناجات کی جولذت قرآنی دعاؤں میں یا نبی ﷺ کی زبانی دعاؤں میں ہے وہ کہیں بھی نہیں ہے، قرآن و حدیث شریف میں بہت ساری ایسی دعائیں ہیں جو نہ کبھی ہمیں مانگنے کا اتفاق ہوتا ہے نہ ہمیں وہ مانگنی آتی ہیں اور نہ ہی روزانہ انہیں مانگنا ممکن ہے۔

مناجات مقبول حضرت تھانویؒ کی ایک مقبول اور بہت ہی قابلِ قدر کوشش ہے، جس میں حضرت نے تمام مسنون دعائیں جو نبی ﷺ نے کسی بھی موقع پر مانگی ہیں ان کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے، اور ان کو سات حصوں میں تقسیم کر دیا ہے تاکہ تھوڑی تھوڑی کر کے ایک ہفتے میں یہ مکمل ہو جایا کریں، اور پھر ہر دن کی مناسبت سے ان کو ترتیب دیا ہے جس سے افادیت میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ ایک سالک اگر ان دعاؤں کو روزانہ پڑھنے کا معمول بنالے تو آہستہ آہستہ اسے کئی مسنون دعائیں یاد بھی ہو جاتی ہیں، نبی ﷺ نے جس کیفیت سے جو دعا مانگی اس کا بھی کچھ نہ کچھ ذائقہ محسوس ہو جاتا ہے اور مستقل طور پر دعاؤں کا معمول بھی بن جاتا ہے، اس لیے اس کی پابندی ایک بہت بڑی سعادت ہے دیکھیے کس کس کے نصیب آتی ہے!

کسبِ حلال اور صدقِ مقال

اندازِ عمل:

اس کے بعد سالک کو چاہیے رزقِ حلال کے حصول کے لیے اپنا کام کاروبار جو بھی ہو عبادت کی نیت سے اس کی طرف روانہ ہو جائے، اور حرام آمدنی والے کاروبار اور معاملات سے بالکل اجتناب ہو تا کہ حق تعالیٰ کی رضا ممکن ہو، اور علمائے کرام اپنے درس و تدریس یا جو بھی دینی شغل ہو اس میں مصروف ہو جائیں۔

پورا دن یہ نگرانی ہو کہ زبان سے کوئی عبث بات نہ نکلے، عام طور پر کاروباری طبقہ جھوٹ، وعدہ خلافی اور دھوکہ دہی جیسے گناہوں میں مبتلا ہوتا ہے، جبکہ علمائے کرام غیبت اور بلا تحقیق بات کرنے سے نہیں بچ پاتے! خوب سمجھ لیں! جب تک کسبِ حلال اور صدقِ مقال کا اہتمام نہیں ہوگا کوئی باطنی ترقی نہ ہوگی۔

اہمیت و فضیلت:

☆..... طلبِ حلال فرض ہے:

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((طَلَبُ الْحَلَالِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ))

(کنز، رقم: ۹۲۰۶)

”رزقِ حلال کی طلب ہر مسلمان پر فرض ہے“

شریعتِ مطہرہ نے اس بات کو پسند نہیں کیا کہ انسان ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر بیٹھ

جائے، کچھ نہ کمائے اور پھر دوسروں کی جیبوں پر نظر رکھے، اس لیے حکم دیا کہ رزقِ حلال کی طلب یعنی اس کے حصول کی کوشش کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

☆..... اہل و عیال کے لیے کمانے والا اللہ کے راستے میں ہے:

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((مَنْ سَعَى عَلَى عِيَالِهِ فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ))

(کنز، رقم: ۹۲۵۲)

”جس نے اپنے اہل و عیال کے لیے کمایا وہ اللہ کے راستے میں ہے“ گویا شریعت نے اس بات کی اتنی ترغیب دی کہ جو بندہ اپنے اہل و عیال کے نان نفقے کی فکر کرے گا، اس کو اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا کہ ایک دوسرے شخص کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں نکل کر ملتا ہے،

اس حدیث مبارکہ سے اس بات کی بھی وضاحت ہو گئی کہ کوئی بندہ یہ نہ سمجھے کہ میں اپنے اہل و عیال کے لیے بے فائدہ تھکتا ہوں اور مجھے تو اس کا کچھ نہیں ملنا! بلکہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا ایک حکم ہے اور اس پر اجر کا وعدہ ہے۔

☆..... سچے تاجر کا مقام:

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الْأَمِينُ مَعَ الصَّادِقِينَ وَالشُّهَدَاءِ))

(الترمذی، رقم: ۱۱۳۰)

”سچے تاجر قیامت کے دن صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوں گے“

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((مَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا حَلَالًا اسْتَعْفَا عَنِ الْمَسْئَلَةِ وَسَعَى عَلَى

عِيَالِهِ وَتَعَطُّفًا عَلَى جَارِهِ لَقِيَ اللَّهَ وَوَجْهَهُ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ))

(شعب الایمان، رقم: ۲۰۳۷۴)

”جو شخص سوال سے بچنے، اہل و عیال کی فراخی اور پڑوسیوں پر مہربانی کی نیت سے حلال طریقے سے روزی کمائے تو وہ شخص اللہ تعالیٰ سے چودویں رات کے چاند کی طرح حسین چہرے کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا۔“

☆..... رزق حلال سے دل منور ہوتا ہے:

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((مَنْ أَكَلَ الْحَلَالَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا نَوَّرَ اللَّهُ قَلْبَهُ وَأَجْرِي يَنَابِيعَ

الْحِكْمَةِ مِنْ قَلْبِهِ عَلَى لِسَانِهِ))

(تخریج احادیث الاحیاء، رقم: ۱۶۴۰)

”جس نے چالیس دن تک حلال کھایا اللہ تعالیٰ اس کے دل کو منور فرما دیتے

ہیں اور اس کے دل سے زبان پر حکمت کے چشمے جاری فرما دیتے ہیں“

روحانیت کی دنیا میں لقمہ حلال کو بڑی اہمیت حاصل ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ ہر ہر لقمے نے انسانی وجود کا جزو بننا ہوتا ہے، اس لیے لقمہ اگر حلال کا ہو تو وجود میں پاک تو انائی کا اضافہ ہوتا ہے اور نیکی کی توفیق ملتی ہے، جس کے نتیجے میں دل روشن ہوتا ہے اور دل و زبان پر حکمت کے چشمے جاری ہوتے ہیں،

اس کے برعکس اگر رزق حلال نہ ہو تو جسم میں ناپاک اجزاء کا اضافہ ہوتا ہے، غفلت بڑھتی ہے نیکی کی توفیق ملنا تو درکنار گناہوں کی رغبت ہونے لگتی ہے،

آج کے دور میں جو روحانی زندگی کا ماتم نکلا ہوا ہے اس کا سب سے بڑا سبب لقمہ حلال کا فقدان ہے، غذاؤں میں حرام اشیاء کی آمیزش یا پھر خرید فروخت کے اصولوں میں بے قاعدگی و بے احتیاطی نے ہمیں روحانیت سے

بہت دور کر دیا ہے،
تاہم جو لوگ پرہیز کرتے ہیں اور احتیاط کا دامن تھامے ہوئے وہ اس
توشے سے حظ وافر رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی یہ نعمت عطا فرمائے
- آمین

☆..... حلال کمائی عبادت کا دسواں جز ہے:

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((الْعِبَادَةُ عَشْرَةٌ أَجْزَاءُ فِتْسَعَةٌ مِنْهَا فِي الصَّوْمِ وَالْعَاشِرُ
كَسْبُ الْيَدِ مِنْ طَلَبِ الْحَلَالِ)) (کنز، رقم: ۶۸۹۱)
”عبادت کے دس اجزاء میں سے نواجزا خاموشی میں ہیں اور دسواں حلال
کمائی میں ہیں“

یہ روایت بھی اس بات کی بشارت دیتی ہے کہ حلال کمائی عبادت کا ایک
جزء ہے، لہذا اسے عبادت ہی کی نیت سے سرانجام دینا چاہیے۔

انفاق فی سبیل اللہ

اندازِ عمل:

سالک کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے مال میں سے موقع بموقع اللہ تعالیٰ کے نام پر خرچ کرتا رہے، بہتر یہ ہے کہ اپنی آمدن کا ایک حصہ خواہ دسواں ہو، بیسواں یا چالیسواں اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کے لیے متعین کر لے اور جیسے ہی آمدن ہو تو یہ حصہ علیحدہ کر کے رکھ لے پھر جب خرچ کرنے کا موقع ہو تو خرچ کر لے اس ترتیب سے اسے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے کا ثواب ملتا رہے گا۔

اہمیت و فضیلت:

محبوب چیز اللہ کے نام پر خرچ کرنا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تَحِبُّونَ﴾ (عمران: ۹۱)

”تم اس وقت تک نیکی کو حاصل نہیں کر سکتے جب تک اپنی پسندیدہ چیز خرچ

نہ کرو“

سب سے بڑھ کر نیکی یہ ہے کہ بندے کو ہر چیز سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے محبت ہو، اللہ تعالیٰ کے نام پر اپنی پسندیدہ چیزوں کو خرچ کرنا اس بات کا ثبوت اور اظہار ہے کہ ہمیں ان چیزوں سے محبت ضرور ہے، مگر اللہ تعالیٰ کی محبت سے بڑھ کر نہیں ہے، بلکہ ان جیسی ہزاروں اشیاء ہم اللہ تعالیٰ کے راستے میں قربان کرنے کے لیے تیار ہیں۔

جب ایک سالک اس حد تک اللہ تعالیٰ سے محبت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور اپنے مقربین میں شامل فرمائیں گے۔

یہ مال ہمارا نہیں:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَمَا رَزَقْنَهُمْ يُنْفِقُونَ﴾ (البقرة: ۲)

”اور ہمارے دیے ہوئے رزق میں سے خرچ کرتے ہیں“

اگر ہم اس بات کو سوچیں کہ یہ رزق ہمارا نہیں ہے اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے راستے میں اسے خرچ کرنا کوئی دشوار نہیں ہے۔

خرچ کرلو! اس دن سے پہلے:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا انْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ

لَا بَيْعَ فِيهِ وَلَا خِلَّةَ وَلَا شَفَاعَةَ﴾ (البقرة: ۳۳)

”اے ایمان والو! ہمارے دیے ہوئے رزق میں سے خرچ کرو قبل اس

کے کہ وہ دن آجائے جس دن نہ بیع ہوگی نہ دوستی اور نہ سفارش“

دنیا میں بھی انسان پر ایسے حالات آجاتے ہیں کہ انسان خرچ کرنا چاہتا ہے

مگر کر نہیں سکتا! اور آخرت میں تو خرچ کرنے کا کوئی فائدہ ہی نہ ہوگا، اس لیے

اس دن کے آنے سے پہلے پہلے جتنا کتنا ہو سکے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ

کرتے رہنا چاہیے!

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَالْفُقُورَ مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ

فیقول رب لولا اخرتني اجل قريب فاصدق واكن من
الصلحين ولن يثو خر الله نفسا اذا جاء اجلها ﴿

(المنافقون: ۹)

ہمارے دیے ہوئے رزق میں سے خرچ کر و قبل اس کے کہ تم میں سے کسی کو
موت آئے پھر وہ کہے اے میرے رب اگر آپ تھوڑی سی مہلت دے دیتے کہ
میں صدقہ کر لیتا اور نیک لوگوں میں سے ہو جاتا، اور اللہ تعالیٰ کسی کو بھی مہلت
نہیں دیں گے جب اس کا مقررہ وقت آجائے گا۔“

جب مقررہ وقت آجائے پھر ایک گھڑی آگے نہ پیچھے بلکہ عین اسی وقت پر
موت آئے گی اور ہماری تمام جمع پونجی ادھر کی ادھر دھری رہ جائے گی اس لیے
قبل اس کے کہ موت آئے ہمیں اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کر لینا چاہیے۔

ہر خرچ کا بدل ملتا ہے:

نبی ﷺ نے فرمایا:

((ما من يوم يصبغ العباد فيه الا ملكان ينزلان فيقول

احدهما: اللهم اعط منفقا خلفا ويقول الاخر اللهم اعط

ممسكا تلفا)) (البخاری، رقم: ۱۳۵۱)

”ہر صبح دو فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ایک کہتا اے اللہ! خیر کرنے
والے کو اس کا بدل دے اور دوسرا کہتا ہے اے اللہ! خرچ کرنے سے بچنے والے
کو نقصان دے۔“

ایک کے بدلے سات سو:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿مِثْلَ الَّذِينَ يَنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمِثْلِ حَبَّةِ انْبَتَتْ
سَبْعَ سَنَابِلٍ فِي كُلِّ سَنبَلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ
يَشَاءُ﴾ (البقرة: ۲۶۵)

”ان لوگوں کی مثال جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں
ایک بیج کی طرح ہے جس سے سات بالیں نکلتی ہیں اور ہر بال میں سودا نے
ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتے ہیں اس سے بھی زیادہ دیتے ہیں“
یعنی اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنا ایسے ہے جیسے گویا اپنے لیے بیج
کاشت کرنا جس سے انسان کو کئی گنا نفع ملتا ہے۔

صدقے سے مال کم نہیں ہوتا:

نبی ﷺ نے فرمایا:

((ما نقصت صدقة من مال)) (الترمذی، رقم: ۱۹۵۲)

”صدقے سے مال کم نہیں ہوتا“

بلکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يُمِخُّ اللَّهُ الرِّبَىٰ وَيَرْبِي الصَّدَقَاتِ﴾ (البقرة: ۲۷۶)

”اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتے ہیں اور صدقات کو بڑھاتے ہیں“

یہ حقیقت ہے کہ جو شخص جتنا زیادہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرتا ہے
اللہ تعالیٰ اسے اتنی ہی فراوانی عطا فرماتے ہیں۔

اوپر والا ہاتھ بہتر ہے:

نبی ﷺ نے فرمایا:

((اليد العليا خير من اليد السفلى)) (الدارمی، رقم: ۱۶۵۲)

”اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے“

اوپر والے ہاتھ سے مراد دینے والا ہاتھ ہے یعنی دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

جیب اور غیب:

مشائخ کا مقولہ ہے:

انفق ما فی الجیب یا تیک من الغیب

”جو کچھ جیب میں ہے وہ خرچ کرو اللہ تعالیٰ غیب سے عطا کریں گے“

دس دنیا ستر آخرت:

جب انسان اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک روپیہ خرچ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے دس تو دنیا میں عطا فرماتے ہیں اور ستر آخرت میں عطا فرمائیں گے اس پر ہمارے حضرت بہت ہی دلچسپ واقعہ سناتے ہیں؛

ایک مرتبہ کوئی حاجت مند آیا، اور تعاون کی درخواست کی، اس عاجز نے جیب میں دیکھا تو ایک ہزار روپے تھے، سوچا کہ پانچ سو اسے دے دیتے ہیں پانچ سو اپنے لیے خرچ رکھ لیتے ہیں۔

لیکن جب وہ جانے لگا تو دل میں خیال آیا کہ مجھے اللہ اور دے دے گا اس وقت اس کی ضرورت ہے سارے ہی اس کو دے دیتے ہیں، چنانچہ ہزار روپے اسے دے دیے۔

ابھی وہ گیا ہی تھا کہ ایک نووارد شخص آئے اور کہنے لگے میری آپ سے ایک درخواست آپ نے رد نہیں کرنی! جی کیا؟

وہ کہنے لگے: مجھے معلوم ہے کہ آپ کسی نئے شخص سے ہدیہ قبول نہیں کرتے

لیکن برائے کرم میرا ہدیہ قبول کر لیجیے گا!

حضرت فرماتے ہیں: اس کے اس انداز سے مجھے ہدیہ لینا پڑا۔

جب کھول کر دیکھا تو لفافے میں دس ہزار روپے تھے! واہ میرے مالک میں سمجھ گیا دنیا کے دس تو مل گئے اور یقین ہو گیا کہ آخرت کے ستر بھی ملیں گے!

انشاء اللہ

مفتی محمد شفیع صاحب کا معمول:

آپ کا معمول یہ تھا کہ جو بھی آمدن آتی اسے دیکھتے یہ محنت سے آئی ہے یا بغیر محنت کے جیسے ہدیے وغیرہ۔

پھر محنت سے آنے والی کمائی کا دسواں اور بغیر محنت والی کا پانچواں حصہ نکال کر ایک تھیلے یا ڈبے میں ڈال لیتے اس پر لکھا ہوتا ”مبرات“ یعنی نیکیاں مطلب یہ ہے کہ اس رقم کو کسی بھی نیکی کے کام میں خرچ کر کے نیکیاں کمائی ہیں۔

اور فرماتے کہ ہر وقت جیب میں رقم موجود نہیں ہوتی اور جب رقم موجود ہو تو لازمی نہیں کہ خرچ کرنے کا موقع بھی سامنے ہو اس لیے کبھی خرچ کر لیا اور کبھی نہ کیا۔ اس طرح بندہ مستقل طور پر اس حکم کو زندہ نہیں کر سکتا اس کے برعکس یہ جو ترتیب ہے اس میں آسانی بھی ہے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ خرچ کرنے والوں میں شمار فرمائیں گے۔

آپ کے نواسے حضرت مولانا مفتی بدر عالم صدیقی صاحب کا بیان کہ ایک سال بقرہ عید کے موقع پر ہمارے والد محترم انتقال فرما گئے تھے، نانا جان نے سوچا کہ اس مرتبہ ان کے والد نہیں ہیں نا معلوم یہ لوگ قربانی کر سکیں گے یا نہیں! چلیں دیکھتے ہیں مبرات کے تھیلے میں کتنی گنجائش ہے؟ آپ نے دیکھا تو رقم کافی تھی، وہ اٹھائی اور اس سے خود بکرا خریدا اور عید کے دن صبح سویرے بکرا

ہاتھ میں لیے ہمارے دروازے پر پہنچ گئے! دستک دی، دروازہ کھولا، نانا جان یہ کیا؟

بس بچہ آپ یہ قبول کریں اور قربانی کر لیں میں نے سوچا کہ آپ کے والد نہیں ہیں، وہ ہوتے تو خود قربانی کا انتظام کرتے! اب میرے مبرات کے تھیلے میں اتنی گنجائش بھی تھی، مجھے کوئی تکلف بھی نہیں کرنا پڑا، بس آپ یہ قبول کر لیں! اللہ اکبر

وقوف قلبی

اندازِ عمل:

دورانِ کامِ وقوفِ قلبی کا اہتمام لازمی ہے، وقوفِ قلبی سے مراد یادِ الہی ہے کہ ہر گھڑی ہر آن رکھنا ہے یہ دھیان کہ میرا دل کہہ رہا ہے اللہ اللہ اللہ۔ یعنی کسی لمحہ بھی حق تعالیٰ کا دھیان دل سے محو نہ ہو، چاہے اللہ اللہ کی آواز محسوس ہو یا نہ ہو بس یہ گمان بلکہ یقین ہو کہ میرا دل کہہ رہا ہے اللہ اللہ ”گویا دست بکار دل بیار“ ہاتھ کام کی طرف دل یار کی طرف“ کا عملی مصداق ہو۔

اہمیت و فضیلت:

دنیا کی چہل پہل میں گم نہ ہوں:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ

اللَّهِ﴾ (انفاقون: ۸)

”اے ایمان والو! تمہارے اموال اور اولادیں تمہیں اللہ تعالیٰ کی یاد

سے غافل نہ کریں“

دنیا کے کاموں میں ایسا مشغول ہونا کہ اپنے خالق و مالک کی یاد بھی بھول

جائے، یہ مومن کی شان کے خلاف ہے! اس لیے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ اپنے

مال اور اولاد کی محبت میں ایسے مستغرق نہ ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی یاد نہ رہے بلکہ ہر

ہر وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے رہیں۔

☆..... جوان مرد لوگ:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿رَجَالٌ لَا تُلْهِهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ﴾
(النور: ۳۰)

”کچھ ایسے مرد ہیں جو سودا کرتے اور بیچتے بھی اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہیں ہوتے“

جس طرح ہم کسی شخص کی ہمت اور کارکردگی پر اس کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں: ”یہ جوان مرد“ ”یہ نرچہ ہے“ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ جوان مرد لوگ ہیں جو مارکیٹ میں، دفتر میں اور اپنے تمام کاموں ذرا بھی اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہیں ہوتے۔

لیٹے بیٹھے، چلتے پھرتے اللہ تعالیٰ کا دھیان:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿فَاذْكُرُوا اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِكُمْ﴾
(النساء: ۱۰۲)

”سو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو! کھڑے، بیٹھے اور لیٹے“

﴿الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ﴾
(ال عمران: ۱۹۰)

”جو لوگ کھڑے بیٹھے اور لیٹے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں وہ عقلمند ہیں“

اگر ہم سوچیں تو معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی تین ہی حالتیں ہیں:

یا تو وہ کھڑا ہوتا ہے، یا بیٹھا ہوتا ہے، یا لیٹا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

کہ ان تینوں حالتوں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو، تو مطلب یہ کہ ہر حال

میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو!

اور ظاہر ہے کہ ہر حال میں بندہ زبان سے یا جسم سے تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح نہیں کر سکتا لہذا الاحوالہ اس سے مراد ذکر قلبی ہی ہوگا جو سونے کی حالت میں بھی نہیں رکتا، نبی ﷺ نے فرمایا:

”میں سوتا ہوں مگر میرا دل جاگتا ہے“

یعنی وہ یادِ الہی سے غافل نہیں ہوتا، اسی چیز کو حاصل کرنے کا نام وقوف قلبی ہے۔

☆..... غفلت کا سانس:

مشائخ کرام نے لکھا ہے:

”ہو دَم غافل سو دَم کافر“

یعنی جو گھڑی اللہ تعالیٰ کی یاد کے بغیر غفلت میں گزر جائے وہ ایسے ہی ہے گویا وہ کفر میں گزر گئی۔

اور حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ

قیامت کے دن بندے کو سب سے زیادہ افسوس اس گھڑی پر ہوگا جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کی یاد کے بغیر گزری!

غافل نہ بنو!

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ﴾ (الاعراف: ۲۰۵)

”غافل نہ بنو!“

یعنی ذاکر اور مشاغل بنو! جتنے بھی انسان سے گناہ ان سب کی جڑ غفلت ہی ہے، جب انسان اپنے رب سے غافل ہوتا ہے تو پھر گناہوں پر جرات کرتا ہے

یہ ہمارا تجربہ ہے جو سالک ذکر فکر کا جتنا اہتمام کرتا ہے اتنا ہی گناہوں سے پاک ہوتا ہے اور جو ذکر فکر کی زندگی نہیں گزارتے وہ کسی نہ کسی خفیہ گناہ میں ضرور ملوث ہوتے ہیں۔

☆..... غافل دل پر شیطان کا حملہ:

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((الشَّيْطَانُ جَائِمٌ عَلَى قَلْبِ ابْنِ آدَمَ فَإِذَا ذَكَرَ اللَّهُ تَعَالَى

خَسَّ وَإِذَا غَفَلَ وَسَّوَسَ)) (ابن ابی شیبہ، رقم: ۳۵۹۱۹)

”شیطان آدمی کے دل پر تاڑ لگا کر بیٹھتا ہے جب بندہ ذکر کرتا ہے یہ خوار ہو کر پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب بندہ غافل ہوتا ہے تو یہ وسوسے ڈالتا ہے“

مطلب یہ ہے کہ وسوسے ڈال کر اسے گناہ میں ملوث کرتا ہے۔

☆..... ذکر کثیر کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا

كَثِيرًا﴾ (الاحزاب: ۴۰)

”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرو!“

ذکر کثیر کیا ہے؟ اس میں مختلف اقوال ہیں:

بعض نے کہا: دن کا اکثر حصہ ذکر میں لگے،

بعض نے کہا: فرصت کا اکثر حصہ ذکر میں لگے،

بعض نے کہا: زندگی کا اکثر حصہ ذکر میں لگے، لیکن صحیح یہ ہے کہ

”الذِّكْرُ الْكَثِيرُ اَنْ لَا يَنْسَاهُ بِحَالٍ“

”ذکرِ کثیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی حال میں بھی نہ بھولا جائے“
اور اسی کا نام وقوف قلبی ہے۔

☆..... اللہ تعالیٰ بھی بندے کو یاد کرتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَاذْكُرُونِي اَذْكُرْكُمْ﴾ (البقرة: ۱۵۱)

”تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا“

اللہ تعالیٰ کے یاد کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ بندہ بندہ کریں گے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کا خیال رکھیں گے، اس کے کاموں میں اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت شامل حال ہوگی۔

☆..... عشاق کا ذکر:

عشاق کا ذکر یہی ہوتا ہے کہ وہ دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے

جن کا عشق ہو صادق وہ کب فریاد کرتے ہیں

لبوں پہ مہر خاموشی دلوں میں یاد کرتے ہیں

شیخ سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

میانِ عاشق و معشوق رمزیت

کراما کاتبین را ہم خبرے نیست

”عاشق اور معشوق کے درمیان کچھ ایسے راز ہوتے ہیں کہ کراما کاتبین کو

بھی اس کی خبر نہیں ہوتی!“

اللہ تعالیٰ سے غفلت محرومی کا سبب ہے:

جو شخص باقاعدگی سے کسی بادشاہ کی خدمت میں دو دن حاضری دے تو تیسرے دن ضرور وہ اسے مہربانی کی نظر سے دیکھتا ہے، اسی طرح جو شخص روزانہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہو تو کسی نہ کسی دن تو اللہ تعالیٰ اس پر مہربانی کی نظر فرما ہی لیتے ہیں، اس لیے ایک لمحہ بھی اس کی یاد سے محبین کو غافل نہیں ہونا چاہیے ورنہ محرومی بھی ہو سکتی ہے، کسی عارف نے کیا خوب کہا:

یک لمحہ از آں شاہ غافل نباشی

شاید کے نگاہ کند و آگاہ نباشی

”ایک لمحہ بھی اس بادشاہ سے غافل نہ رہنا، شاید کہ وہ نگاہ کرے اور آپ آگاہ نہ ہوں“

وقوف قلبی کی مثالوں سے وضاحت:

☆..... جس طرح ایک شوہر اپنی بیوی کو ڈانٹ کر ڈیوٹی پے چلا جائے تو پورا دن وہ عورت اپنا کام کاج بھی کرتی ہے اور اس کے دل میں یہ خیال بھی جما ہوتا ہے کہ آج میرا میاں مجھ سے ناراض ہے، بالکل اسی طرح بندہ پورا دن اپنا کام کاج بھی کرے اور دل میں یہ خیال بھی جما رہے کہ میرا دل کہہ رہا ہے اللہ اللہ اللہ۔

☆..... ایک شخص چولہے پر دودھ رکھ کر آتا ہے اور باتوں میں مشغول ہو جاتا ہے، جتنی دیر بھی یہ باتیں کرے مگر اپنے دل میں یہ خیال جمائے رکھتا ہے کہ دودھ رکھ کر آیا ہوں کہیں گرنے جائے اس لیے وہ مناسب وقت پر دوبارہ وہاں پہنچتا ہے اور اپنے دودھ کو چولہے سے اتار لیتا ہے، بالفرض اگر غلطی سے یہ شخص دودھ کا خیال بھول جائے تو پھر کیا ہوتا ہے؟ دودھ جیسا قیمتی سرمایہ ضائع ہو جاتا ہے،

بالکل اسی طرح بندہ جتنا بھی دنیا کے کاموں اور باتوں میں مشغول ہوا سے دل کے پیالے کو نہیں بھولنا چاہیے ورنہ دل کا نور ضائع ہوگا۔

☆..... جن لوگوں کو کسی فانی محبوبہ سی عشق ہو وہ بھی بتاتے ہیں کہ ہر وقت اس کا خیال رہتا ہے بھلانا بھی چاہتا ہوں مگر بھولتا نہیں ہے،

اسی طرح جس کو باقی رہنے والے محبوب یعنی اللہ تعالیٰ سے عشق ہو جاتا ہے اسے بھی ایک لمحہ اللہ تعالیٰ سے غفلت نہیں ہوتی!

وقوف قلبی کی تدبیریں:

با وضو رہنا، مسنون دعاؤں کا اہتمام، لایعنی باتوں باتوں سے پرہیز کرنا، خاموش رہنا، پاکیزہ غذا کھانا مشتبہ سے بچنا اور ہمت کر بار بار دھیان جمانے سے وقوف قلبی مضبوط ہو جاتا ہے۔

اہتمام نماز

اندازِ عمل:

سالک کو چاہیے کہ نماز کی ادائیگی کا خوب اہتمام کرے، جب نماز کا وقت ہو جائے تو تمام کاموں کو موقوف کر کے پہلے باجماعت فرض نماز ادا کرے، مصروفیت کی وجہ سے اگر نوافل میں کمی بھی ہو جائے تو زیادہ حرج نہیں مگر فرض نماز میں کوتاہی ہرگز نہ کرے کیونکہ اس کی معافی نہیں۔

اہمیت و فضیلت:

نماز قائم کرو:

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

﴿وَأَقِمْ الصَّلَاةَ﴾ (البقرة: ۴۳)

”اور نماز قائم کرو“

اور دوسری جگہ ایمان والوں کی صفات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ﴾ (البقرة: ۳)

”اور وہ نماز قائم کرتے ہیں“

ایک ہوتا ہے نماز پڑھ لینا اور ایک ہوتا قائم کرنا، ان دونوں حکموں میں کافی فرق ہے، علماء نے لکھا ہے کہ نماز قائم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے تمام ارکان آداب اور مستحبات کی رعایت کرتے ہوئے اسے ادا کیا جائے، اسی کو نماز کا اہتمام بھی کہا جاتا ہے، اور اہتمام نماز میں چار چیزیں بہت اہم ہیں:

- ۱۔۔۔ وقت کی رعایت،
- ۲۔۔۔ پاکی ناپاکی کا مکمل خیال رکھنا،
- ۳۔۔۔ رکوع، سجود بلکہ تمام ارکان پورے اطمینان سے ادا کرنا،
- ۴۔۔۔ حضوری قلب کے ساتھ نماز پڑھنا۔

نماز مقررہ وقت پر فرض ہے:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا
مُوقُوتًا﴾ (النساء: ۱۰۳)

”بے شک نماز مومنین پر مقررہ وقت پر فرض کی گئی ہے“

انسان چاہے کتنا بھی مصروف ہو جب نماز کا وقت ہو جائے تو اس پر لازم ہے کہ ہر کام چھوڑ کر پہلے اللہ تعالیٰ کے در پر حاضری دے، نماز پڑھے اور پھر اپنے کام میں مشغول ہو۔

سب سے پہلے نماز کا سوال ہوگا:

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((أَنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ مِنْ عَمَلِهِ صَلَاتُهُ
فَإِنْ صَلَحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَانْجَحَ وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ
وَخَسِرَ)) (کنز، رقم: ۱۸۸۷۷)

”قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اگر یہ ٹھیک نکلی تو گویا کامیاب ہو گیا اور اگر یہ خراب نکلی تو گویا ناکام ہو گیا“
دین اسلام کے پانچ رکن ہیں:

کلمہ، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج

کلمہ تو ایک مرتبہ پڑھ لیا تو مومن ہو گئے روزانہ کلمے کا ورد کرنا کوئی فرض واجب نہیں ہے، حج صرف مالداروں پر ہے وہ بھی عمر بھر میں ایک مرتبہ، زکوٰۃ بھی مالداروں پر سال میں ایک مرتبہ ہے اور روزے بھی سال میں ایک مہینہ ہیں

باقی صرف نماز ہی ایسا رکن ہے جو امیر غریب، مرد عورت سب پر دن میں پانچ مرتبہ فرض اگر اس ایک عبادت کو بھی ہم صحیح طریقے سے نہ کریں تو پھر ہم کس بات کہ مسلمان ہیں؟؟؟

نماز وقت پر نہ پڑھنے کی سزا:

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

﴿مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ حَتَّى مَضَى وَقْتُهَا ثُمَّ قَضَى عُذْبَ فِي النَّارِ حَقًّا وَالْحَقُّ ثَمَانُونَ سَنَةً وَالسَّنةُ ثَلَاثُمِائَةٍ وَسِتُّونَ يَوْمًا كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ﴾ (تفسیر روح البیان، سورۃ النساء)

”جس نے نماز نہ پڑھی یہاں تک کہ وقت گزر گیا اور بعد میں اس نے قضا پڑھ بھی لی پھر بھی وہ شخص ایک ہفت جہنم میں جلے گا اور ایک ہفت اسی سال کا ہوتا ہے اور ایک سال ایسے تین سو ساٹھ دنوں کا جن کی مقدار دنیا کے اعتبار سے ہزار سال ہو“

ذرا سوچیے! یہ سزا تو صرف وقت سے تاخیر کر کے پڑھنے کی ہے تو اگر بالکل نماز ہی نہ پڑھی تو پھر کیا بنے گا؟

وا عجب! تعجب ہے ان لوگوں پر جنہیں نماز کی فرصت نہیں ہوتی!!

نماز نہ پڑھنا کفر ہے:

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((لَيْسَ بَيْنَ الْعَبْدِ وَالْكَفْرِ إِلَّا تَرْكُ

الصَّلَاةِ)) (کنز، رقم: ۷۵۲۳)

”بندے اور کفر کے درمیان نماز چھوڑنے کا فاصلہ ہے“

گویا نماز نہ پڑھنا عملی کفر ہے، جس نے نماز نہ پڑھی وہ کفر میں جا پڑھا۔

بے نمازی کی شرعی سزا:

بعض ائمہ کے نزدیک بے نمازی کی سزا قتل ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ

اللہ کے نزدیک سداقید ہے یہاں تک کہ وہ سچی توبہ کر لے!

کاش یہ سزا نافذ ہو جائے تو کوئی بھی بے نماز نہ رہے!

بے نمازی کی نحوست:

ایک روایت میں آتا ہے:

ایک بے نمازی کی نحوست چالیس گھر آگے چالیس گھر پیچھے، چالیس دائیں

اور چالیس بائیں پڑتی ہے!

اندازہ کیجیے! جب باہر کے چالیس گھر بھی بے نمازی کی نحوست سے محفوظ

نہیں ہیں تو پھر خود جس گھر میں سب بے نمازی ہوں اس گھر کی نحوست کا کیا عالم

ہوگا؟

بے نمازی کی نحوست اس کے گھر میں، لباس میں، گفتگو میں، کاموں میں

صحت میں اور تمام معاملات میں ہوتی ہے۔

جس کی نماز رہ گئی وہ لٹ گیا:

نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ فَاتَتْهُ صَلَوةٌ فَكَانَ مَا وَتَرَ أَهْلُهُ

وَمَالُهُ)) (کنز، رقم: ۱۹۰۹۱)

”جس کی ایک نماز فوت ہوگئی گویا اس کے اہل و عیال اور مال سب اس سے چھن گیا“

ہمارا اگر ایک سو روپیہ کم ہو جائے تو ہم اسے تلاش کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں لیکن افسوس کہ جب نماز فوت ہوتی ہے تو پرواہ بھی نہیں ہوتی کہ کوئی نقصان بھی ہوا ہے حالانکہ انسان کا سب کچھ چھن چکا ہوتا ہے، ہمارے مشائخ میں بعض ایسے بھی تھے جو تکبیر اولیٰ کے فوت ہونے پر اتنے غمگین ہوتے تھے کہ گویا ان کی کوئی فوٹنگی ہوگئی ہو!

اذان سن کر گھر میں نماز نہیں ہوتی:

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((مَنْ سَمِعَ الْمَنَادِيَ فَلَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ إِتِّبَاعِهِ عُذْرٌ فَلَا صَلَوةَ لَهُ

قَالُوا وَمَا الْعُذْرُ؟ قَالَ خَوْفٌ أَوْ مَرَضٌ))

(المستدرک علی الصحیحین، رقم: ۸۹۶)

”جس نے اذان سنی اور کوئی عذر بھی نہ تھا، عذر سے مراد خوف یا بیماری ہے

، پھر اس نے گھر میں ہی نماز پڑھ لی، جماعت میں شریک نہ ہوا تو اس کی وہ نماز قبول نہ ہوگی“

یعنی بلا عذر شرعی جماعت کے بغیر گھر میں ہی نماز پڑھ لینے سے نماز کا ثواب نہیں ملتا۔

گھر میں نماز پڑھنے والوں سے نبی ﷺ کی ناراضگی:
نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَمُرَ قَتِيئِي فَيَجْمَعُوا حَزْمًا مِنْ حَطَبٍ ثُمَّ آتِي قَوْمًا يُصَلُّونَ فِي بُيُوتِهِمْ لَيْسَتْ بِهِمْ عِلَّةٌ فَأَحْرِقُهَا عَلَيْهِمْ))
(ابی داود، رقم: ۴۶۲)

”میرا دل چاہتا ہے کہ نو جوانوں کو حکم دوں کہ وہ لکڑیاں جمع کریں اور جو لوگ گھروں میں نماز پڑھ لیتے ہیں ان کو جلا دیا جائے“

کھری اور کھوٹی نماز:

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((إِنَّ الرَّجُلَ لَيَنْصَرِفَ وَمَا كُتِبَ لَهُ إِلَّا عَشْرُ صَلَوَاتٍ تَسْعُهَا ثَمْنُهَا سَبْعُهَا سُدُسُهَا خُمُسُهَا رُبْعُهَا ثُلُثُهَا نِصْفُهَا))

(ابی داود، رقم: ۶۷۵)

”بعض لوگ لوٹ کر جاتے ہیں تو ان کے لیے نماز کے ثواب میں سے صرف دسواں، نواں، آٹھواں، ساتواں، چھٹا، پانچواں، چوتھا تیسرا اور آدھا لکھا جاتا ہے“

دیکھنے میں تو ساری جماعت کی نماز ایک جیسی ہوتی ہے مگر اجر کے اعتبار سے سب کی نمازیں مختلف ہوتی ہیں بعض کو ثواب کا دسواں حصہ، بعض کو نواں، بعض کو آدھا اور پورا ثواب ملتا ہے،

اور اس کا دار و مدار نماز کی کیفیت پر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ عبادت کی مقدار کو نہیں دیکھتے بلکہ معیار کو دیکھتے ہیں اسی لیے ارشاد فرمایا:

﴿لَيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا﴾ (ہود: ۷)

”تا کہ تمہیں آزمائیں کہ کون اچھے عمل کرنے والا ہے“

بدترین چور:

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((أَسْوَأُ النَّاسِ سَرِقَةً الَّذِي يَسْرِقُ صَلَاتَهُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ

وَكَيْفَ يَسْرِقُ صَلَاتَهُ قَالَ لَا يُتِمُّ رُكُوعَهَا وَ

سُجُودَهَا)) (شعب الایمان، رقم: ۳۱۱۶)

”سب سے برا چور وہ ہے جو نماز میں چوری کرے، صحابہ کرام نے پوچھا: یا رسول اللہ نماز میں چوری کیسے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: رکوع سجدہ صحیح طریقے سے نہ کرنا یہ نماز کی چوری ہے“

ایک روایت میں ارشاد فرمایا جو رکوع کے بعد سیدھا کھڑا نہ ہو اس کی نماز مکمل نہیں ہے، ایک روایت میں فرمایا: جو دو سجدوں کے درمیان سیدھا نہ بیٹھا اس کی نماز مکمل نہیں ہے۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں بعض لوگ ساٹھ ساٹھ سال سے نماز پڑھ رہی ہوتے ہیں مگر ان کی ایک بھی نماز قبول نہیں ہوتی!

کم من مصل ماہ من صلواتہ

سوی رویۃ الحراب والکد والعنا

”کتنے ہی نمازی اسے ہیں جنہیں ان کی نماز میں سے سوائے محراب دیکھنے کہ اور مشقت اٹھانے کے کچھ بھی نہیں ملتا۔“

اما اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے ایک مستحب کے چھوٹنے کی وجہ سے چالیس سال کی نماز لوٹائی تھی!

جو شخص نماز کے آداب کی رعایت رکھتا ہے نماز اس کے لیے حفاظت کی دعا کرتی ہے اور جو رعایت نہیں رکھتا نماز اس کے لیے بدعا کرتی ہے، خلاصہ یہ ہے کہ

عشق اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب

نماز نہیں تو دین نہیں:

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((لَا سَهَمَ فِي الْإِسْلَامِ لِمَنْ لَا صَلَوةَ لَهُ وَلَا صَلَوةَ لِمَنْ لَا
وُضُوءَ لَهُ)) (کنز، رقم: ۱۹۰۹۸)

”اس شخص کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں جس کی نماز نہیں اور اس کی نماز نہیں
جس کا وضو نہیں“

اہتمام نماز کے تین درجے:

اہتمام نماز کے تین درجے ہیں:

پہلا درجہ: صف اول

سب سے پہلا درجہ تو یہ ہے کہ انسان ہر نماز جماعت کے ساتھ صف

اول میں پڑھے، نبی ﷺ نے فرمایا:

((لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ ثُمَّ لَا يَجِدُوا إِلَّا

أَنْ يُسْتَهْمُوا عَلَيْهِ لَأَسْتَهْمُوا)) (البخاری، رقم: ۲۴۹۲)

”اگر لوگوں کو پتہ چل جائے کہ اذان میں اور صف اول میں کیا ثواب ہے تو لوگ آپس میں اس پر جنگ و جدل کریں“
 ہم نے اپنی طالب علمی میں ایسے ایسے دوست دیکھے جنہوں نے آٹھ
 آٹھ سال تک صف اول میں نماز پڑھی۔

دوسرا درجہ: تکبیر اولی

دوسرا درجہ یہ ہے کہ صف اول ملے یا نہ ملے مگر ہر نماز تکبیر اولی کے
 ساتھ ہو، نبی ﷺ کا ارشاد ہے:
 ”جس نے چالیس دن تک تکبیر اولی کے ساتھ نماز پڑھی اسے دو
 پروانے ملتے ہیں ایک نفاق سے بری ہونے کا دوسرا جہنم سے بری ہونے
 کا“

ایمان کا خلاصہ نماز اور نماز کا خلاصہ تکبیر اولی ہے۔

تیسرا درجہ: جماعت

تیسرا درجہ یہ ہے کہ کم از کم جماعت نہ چھوٹے۔

کثرتِ نوافل

اندازِ عمل:

سالک کو چاہیے کہ فرض نماز کی ادائیگی کے بعد جتنا وقت ہو نوافل کی کثرت کرے، نوافل میں تہجد، اشراق، چاشت، نوافل بعد الزوال، ادائین، تحیۃ الوضو، تحیۃ المسجد، صلوٰۃ الحاجت، صلوٰۃ استغفار، صلوٰۃ استخارہ اور صلوٰۃ التسبیح کے علاوہ ہر نماز کے ساتھ سنن مؤکدہ و سنن غیر مؤکدہ شامل ہیں۔

کوئی بھی نوافل ہوں ان کی ادائیگی کے وقت یہ تصور ضرور ہو کہ جتنا ان نوافل کی حسن ادائیگی کا اہتمام ہوگا، ان نوافل کے ذریعے مجھے حق تعالیٰ کا قرب ملے گا۔

اہمیت و فضیلت:

فرضوں کی کمی نفلوں سے پوری ہوتی ہے:

نبی ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ مِنْ عَمَلِهِ صَلَاتُهُ فَإِنْ صَلَحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَانْجَحَ وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ فَإِنْ انْتَقَصَ مِنْ فَرِيضَتِهِ شَيْءٌ قَالَ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى انْظُرُوا هَلْ لِعِبْدِي مِنْ تَطَوُّعٍ فَيُكْمَلُ بِهَا مَا انْتَقَصَ مِنَ الْفَرِيضَةِ ثُمَّ يَكُونُ سَائِرُ عَمَلِهِ عَلَى ذَلِكَ)) (کنز، رقم: ۱۸۸۷۷)

”قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اگر یہ ٹھیک نکلی تو گویا کامیاب ہو گیا اور اگر یہ خراب نکلی تو گویا ناکام ہو گیا پس اگر فرضوں میں

کچھ کمی ہوئی تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے: دیکھو کیا میرے بندے کے کچھ نوافل بھی ہیں؟ اگر نوافل ہوئے تو ان کے ذریعے اس کمی کو پورا کر دیا جائے گا پھر سارے اعمال کا اسی طرح حساب ہوگا۔“
یہ تو ممکن ہی نہیں ہے کہ ہمارے فرضوں میں کسی قسم کی کمی نہ ہو، کمی کتنا ہی تو ہو ہی جاتی ہے اور اس کا ازالہ بھی لازمی ہے تو ازالے کا یہ بہترین طریقہ ہے کہ نفلوں کی کثرت کے ذریعے ہم اس کمی کو پورا کریں۔

نوافل قربِ الہی کا ذریعہ ہیں:

حدیث شریف میں آتا ہے:

((وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ وَيَدَهُ الَّذِي يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّذِي يَمْشِي بِهَا وَإِنْ سَأَلَنِي لَا أُعْطِيْتُهُ وَلَئِنْ اسْتَعَاذَنِي لَا عِذْنَهُ)) (البخاری، رقم: ۶۰۲۱)

”اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں محبت کرتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا جس سے وہ سنتا ہے، آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے، ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے ضرور دیتا ہوں اگر وہ میری پناہ چاہتا ہے تو میں اسے پناہ دیتا ہوں“

مطلب یہ ہے کہ بندے کے تمام کاموں میں اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت شامل حال ہو جاتی ہے۔

رابطہ اور ضابطہ:

ایک ہوتا ضابطہ اور ایک ہوتا ہے رابطہ: جیسے سب مزدور آٹھ گھنٹے کام کرتے ہیں تو یہ ضابطہ ہے کیونکہ ان کے ساتھ آٹھ گھنٹے کی بات طے ہے اتنا وقت ان کو دینا پڑے گا، لیکن بعض مزدور ایسے ہوتے ہیں جو آٹھ گھنٹے بھی کام کرتے ہیں اور اس کے بعد سب مزدور چلے جانے کے بعد بھی کچھ وقت لگاتے ہیں جس سے مالک کے ساتھ ان کا ایک رابطہ بن جاتا، اسی طرح فرائض ادا کرنا ضابطہ ہے اس کے بغیر چارہ نہیں جب کہ نوافل کی ادائیگی اللہ تعالیٰ سے رابطے کا ذریعہ ہے۔

اور ٹائم:

یوں سمجھیں کہ نوافل کی ادائیگی اور ٹائم ہے، جس طرح ایک فیکٹری میں کام کرنے والے ملازمین ایک تو طے شدہ اصول کے مطابق وقت لگاتے ہیں تو اس کی ان کو پے ملتی ہے اور اگر مزید اور ٹائم بھی لگائیں تو اس کا علیحدہ سے معاوضہ ملتا ہے، بلکہ بعض مرتبہ یہ معاوضہ تنخواہ سے کئی گنا زیادہ ہوتا ہے۔

اظہارِ محبت و طلب:

نوافل کا اہتمام اللہ تعالیٰ کے ساتھ اظہارِ محبت اور اظہارِ طلب کا ایک انداز ہے، جسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے مواقع ڈھونڈتا ہے، کبھی تہجد کے بہانے ملاقات، کبھی اشراق کے بہانے، کبھی چاشت کے بہانے اور کبھی کسی بہانے۔

سنن متوکدہ پر جنت کا محل:

نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّي لِلَّهِ تَعَالَى كُلَّ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا غَيْرَ الْفَرِيضَةِ إِلَّا بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ)) (المسلم، رقم: ۱۱۹۹)

”کوئی شخص ایسا نہیں کہ وہ روزانہ بارہ نوافل پڑھتا ہو مگر اس کے لیے جنت میں محل نہ بنایا جائے“

ان بارہ نوافل سے مراد: فجر سے پہلے دو سنت، ظہر سے پہلے کے چار سنت، ظہر کے بعد کے دو سنت، مغرب کے بعد کے دو سنت اور عشاء کے بعد کے دو سنت ہیں۔

سنن غیر متوکدہ:

نبی ﷺ نے فرمایا:

((رَحِمَ اللَّهُ امْرَأً مَنُ صَلَّيَ قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا))

(ابی داود، رقم: ۱۰۷۹)

”اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کریں جو عصر سے پہلے چار رکعت پڑھے“ ایک حدیث شریف میں ہے:

((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي قَبْلَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ))

(ابی داود، رقم: ۱۰۸۰)

”نبی ﷺ عصر سے پہلے دو رکعت پڑھتے تھے“

فائدہ: یہ فرق وقت کے لحاظ سے ہے اگر وقت ہو تو چار پڑھنی چاہئیں ورنہ دو بھی کافی ہیں۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ صَلَّى بَعْدَ الْمَغْرِبِ قَبْلَ أَنْ يَتَكَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ وَفِي رِوَايَةٍ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ رُفِعَتْ صَلَواتُهُ فِي عِلِّيِّينَ)) (کنز، رقم: ۱۹۴۴۳)

”جس نے مغرب کے بعد دو رکعتیں پڑھیں اور دوسری روایت کے مطابق چار رکعتیں پڑھیں تو اس کی نماز اعلیٰ علیین تک پہنچائی جائے گی“
مغرب کے بعد دو، چار، چھ، آٹھ، دس اور بیس تک وقت کی مناسبت سے جتنی بھی رکعتیں پڑھنا چاہیں پڑھ سکتے ہیں۔

جمعہ کی سنتیں:

نبی ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ الْجُمُعَةَ فَلْيُصَلِّ بَعْدَهَا أَرْبَعًا))

(النسائی، رقم: ۱۴۰۹)

”جب تم میں سے کوئی شخص جمعہ کی نماز پڑھ لے تو اسے چاہیے کہ جمعہ کے بعد چار رکعتیں پڑھے“

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

عَنْ ابْنِ عُمَرَ ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَكَعَتَيْنِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ)) (رياض الصالحين)

”ابن عمر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے ساتھ جمعہ کے بعد دو رکعتیں پڑھیں“

اور انہی سے مروی ہے:

عَنْ ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتَّى يَنْصَرِفَ فَيُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ)) (المسلم، رقم: ۱۴۶۱)

”نبی ﷺ جمعہ کے بعد نماز نہیں پڑھتے تھے یہاں تک کہ گھر لوٹ جائیں پس گھر میں دو رکعتیں پڑھتے تھے“
نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ كَانَ مُصَلِّيًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ قَبْلَهَا أَرْبَعًا وَبَعْدَهَا أَرْبَعًا))

”جو جمعہ کی نماز پڑھنا چاہے وہ جمعہ سے پہلے اور بعد چار چار رکعتیں پڑھے“

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے:

عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ ((أَنَّهُ يُصَلِّي قَبْلَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعًا وَبَعْدَهَا أَرْبَعًا))

”وہ جمعہ سے پہلے اور بعد چار چار رکعت پڑھتے تھے“

((ان علیاً قال: من كان منكم مصلياً بعد الجمعة فليصل

ست رکعات)) (معرفۃ السنن، رقم: ۱۸۲۱)

”تم میں سے جو شخص جمعہ کے نماز پڑھے اسے چاہیے کہ چھ رکعتیں پڑھے“

فائدہ: جمعہ کی سنتیں کتنی ہیں؟ اور کیسے پڑھنی ہیں؟

اس میں بھی علما کی آراء مختلف ہیں:

جمعہ سے پہلے کی چار سنتوں پر اکثر علماء کا اتفاق ہے، جب کہ جمعہ کے

بعد کی سنتوں میں شدید اختلاف ہے کہ دو پڑھی جائیں! چار پڑھی جائیں!

پہلے دو پڑھی جائیں یا چار پڑھی جائیں!

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک جمعہ کے بعد چار رکعتیں پڑھنا

سنت ہیں اور صاحبین کے نزدیک چھ رکعتیں سنت ہیں پھر ان میں بھی

بعض علماء پہلے چار پہلے پڑھنے کو رائج کہتے ہیں اور بعض پہلے دو پڑھنے کو رائج کہتے ہیں۔

نفل نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے:

نبی ﷺ نے فرمایا:

((صَلُّوا أَيُّهَا النَّاسُ فِي بُيُوتِكُمْ فَإِنَّ أَفْضَلَ الصَّلَاةِ صَلَاةُ

الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ)) (البخاری)

”اے لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو کیونکہ اصل نماز فرض کے

علاوہ بندے کی وہ نماز ہے جو وہ گھر میں پڑھے“

نبی ﷺ نے فرمایا:

((صَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوا قُبُورًا))

(مسند احمد، رقم: ۶۰۴۵)

”اپنی کچھ نماز گھر میں بھی پڑھو! گھروں کو قبرستان نہ بناؤ“

نفل نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے گھر میں ہی پڑھنی چاہیے، لیکن اگر یہ خطرہ

ہو کہ مسجد سے نکل کر دیگر کاموں میں باتوں میں مشغول ہو جاؤں گا اور نماز

چھوٹ ہی جائے گی پھر نہ پڑھنے سے مسجد میں ہی پڑھنا بہتر ہے۔

صلوة استغفار، یا توبہ:

نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنْ رَجُلٍ يَذْنِبُ ذَنْبًا ثُمَّ يَقُومُ فَيَتَطَهَّرُ ثُمَّ يُصَلِّي ثُمَّ

يَسْتَغْفِرُ اللَّهَ إِلَّا غَفَرَ اللَّهُ لَهُ)) ثُمَّ قَرَأَ ﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا

فَاجِسَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا

لِذُنُوبِهِمْ) (الترمذی، رقم: ۳۷۱)

”کوئی بندہ ایسا نہیں جو کوئی گناہ کر لے پھر اسے چھوڑ کر وضو کرے، نماز پڑھے اور استغفار کرے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرمادیں، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: اور وہ جو جب کوئی برائی کر بیٹھیں یا اپنے نفس پر ظلم کر بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں“

ویسے تو ”الندم توبہ“ کے تحت ندامت بھی توبہ ہے، لیکن توبہ کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ انسان کامل طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے دو رکعت توبہ کی نیت سے پڑھے اور پھر استغفار کرے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے گناہ کو معاف فرمادیں گے۔

صلوۃ حاجت:

نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ إِلَى اللَّهِ أَوْ إِلَى أَحَدٍ مِنْ بَنِي آدَمَ فَلْيَتَوَضَّأْ فَلْيُحْسِنِ الْوُضُوءَ ثُمَّ لْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ لْيُثْنِ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى وَلْيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ لْيَقُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ سُبْحَانَ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيمَةَ مِنْ كُلِّ بَرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ لَا تَدْعُ لَنَا ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَجْتَهُ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا إِلَّا قَضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ)) (الترمذی، رقم: ۴۴۱)

”جس بندے کو اللہ تعالیٰ سے یا کسی بندے سے کوئی حاجت ہو وہ اچھی طرح وضو کرے، دو رکعتیں پڑھے، اللہ تعالیٰ کی ثنا کرے، نبی ﷺ پر

درود شریف بھیجے اور پھر یہ دعائے مانگے:

نہیں ہے کوئی معبود سوائے اس اللہ کے جو بردبار اور کریم ہے، پاک ہے عرش عظیم کا رب، اور تمام تعریفیں اسی اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے، اے اللہ میں تجھ سے تیری رحمت کے اسباب چاہتا ہوں، اور تیری مغفرت کے ارادے چاہتا ہوں اور ہر بھلائی کی دولت چاہتا ہوں اور ہر گناہ سے سلامتی چاہتا ہوں اے اللہ میرا کوئی گناہ ایسا نہ چھوڑ جسے تو معاف نہ کرے، ایسا کوئی غم نہ چھوڑ جسے تو ختم نہ کر دے ایسی کوئی حاجت نہ چھوڑ جسے تو پورا نہ کرے اے سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے۔“

تجربہ اور مشاہدہ یہ ہے کہ سنت کی برکت اور رجوع الی اللہ کی بدولت جو شخص اس طرح صلوٰۃ الحاجت پڑھ کر اپنے مقصد کے لیے دعا کرتا ہے وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔

صلوٰۃ اشراق:

نبی ﷺ نے فرمایا:

عَنِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ((أَنَّهُ قَالَ يَا ابْنَ آدَمَ ارْكَعْ لِي أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ أَكْفِكَ آخِرَهُ))

(مسند الشاميين، رقم: ۸۹۰)

”اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اے ابن آدم تو دن کے شروع میں چار رکعت پڑھ لیا کر میں پورا دن تجھے تیرے کاموں میں کافی رہوں گا“

نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِي جَمَاعَةٍ ثُمَّ قَعَدَ يَذْكُرُ اللَّهَ حَتَّى تَطْلُعَ

الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ كَانَتْ لَهُ كَأَجْرِ حَجَّةٍ وَ
عُمْرَةٍ)) (الترمذی، رقم: ۵۳۵)

”جس نے صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی پھر اللہ تعالیٰ کی یاد میں بیٹھ گیا طلوع آفتاب تک پھر دو رکعتیں پڑھیں تو اس اتنا ہی اجر ملے گا جتنا حج اور عمرہ کرنے پر ملتا ہے“

سبحان اللہ! پورے دن کے کام بھی آسان ہو جاتے ہیں اور حج و عمرے کا ثواب بھی مفت میں مل جاتا ہے۔

صلوۃ چاشت:

نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ حَافِظًا عَلَى شُفْعَةِ الضُّحَى غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُهُ وَإِنْ كَانَتْ
مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ)) (الترمذی، رقم: ۴۳۸)

”جس نے چاشت کی دو گانہ کی پابندی کی اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے چاہے سمندر کی جاگ کے برابر کیوں نہ ہوں“

نبی ﷺ نے فرمایا:

((فِي الْإِنْسَانِ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَسِتُّونَ مَفْصِلًا فَعَلَيْهِ أَنْ يَتَصَدَّقَ
عَنْ كُلِّ مَفْصِلٍ مِنْهُ بِصَدَقَةٍ قَالُوا وَمَنْ يُطِيقُ ذَلِكَ؟ يَا نَبِيَّ
اللَّهِ قَالَ النَّخَاعَةُ فِي الْمَسْجِدِ تَذْلِفُهَا وَالشَّيْءُ تَنْحِيهِ عَنِ
الطَّرِيقِ فَإِنْ لَمْ تَجِدْ فَرَكْعَتَا الضُّحَى تُجْزِئُكَ))

(ابی داؤد، رقم: ۴۵۶۳)

”انسان کے جسم میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں اسے چاہیے کہ ہر جوڑ کا صدقہ ادا کرے صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی ﷺ! اتنی طاقت

کس کی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر مسجد میں کوئی ریٹھ وغیرہ ہو تو اسے صاف کر دے یا دساتے سے کوئی موذی چیز ہٹا دے ورنہ چاشت کی دو رکعتیں ہی کافی ہیں۔

یعنی چاشت کی دو رکعتیں جسم کے ہر جوڑ کا صدقہ ہیں۔

اماں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

قَالَتْ: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ يُصَلِّي الضُّحَىٰ أَرْبَعًا وَيَزِيدُ مَا شَاءَ

اللَّهُ)) (مسند احمد، رقم: ۲۵۰۸۴)

”نبی ﷺ چاشت کی چار رکعتیں پڑھتے اور کبھی زیادہ بھی پڑھتے جتنا

اللہ تعالیٰ چاہتے۔“

رزق کی برکت:

مشائخ سے سنا ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے رزق کی برکت کو چاشت کے ساتھ جوڑا ہوا ہے جو شخص چاشت کی نماز کی پابندی کرے گا اللہ تعالیٰ اسے رزق کی برکت عطا فرمائیں گے۔

چاشت اور اشراق کا فرق:

نبی ﷺ نے فرمایا:

((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي حِينَ تَرْتَفِعُ الشَّمْسُ رَكْعَتَيْنِ

وَقَبْلَ بِصَفِ النَّهَارِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ يَجْعَلُ التَّسْلِيمَ فِي آخِرِهِ))

(النسائی، رقم: ۳۳۸)

”نبی ﷺ سورج طلوع ہونے کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے اور زوال

سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے“

اس میں علما کی بحث ہے کہ آیا چاشت اور اشراق ایک ہی نماز کے دو نام ہیں یا دو علیحدہ علیحدہ نمازیں ہیں بعض کا قول یہ ہے کہ یہ ایک ہی نماز کے دو نام ہیں لیکن حدیث مذکور کی بنا پر رائج یہ ہے کہ یہ علیحدہ علیحدہ دو نمازیں ہیں ہر ایک کا وقت بھی جدا ہے، تعداد رکعات بھی جدا ہے اور فضائل بھی جدا ہیں اور ہر نماز نبی ﷺ سے علیحدہ علیحدہ ثابت بھی ہے۔

چنانچہ اشراق کی نماز کا وقت جب سورج طلوع ہو کر سوانیزے کے بقدر بلند ہو جائے، جب کہ چاشت کا وقت جب خوب سورج کی تپش شروع ہو جائے،

اور اشراق کی رکعات دو ہیں جب کہ چاشت کی رکعات دو سے بارہ تک جتنی بھی پڑھ سکیں۔

صلوۃ استخارہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

عَنْ جَابِرٍ ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا الْإِسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُورِ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ يَقُولُ إِذَا هُمْ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيضَةِ ثُمَّ لِيَقُلِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي فَاقْدِرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِي فِي دِينِي

وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةُ أَمْرِي فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدِرْ لِي
الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ أَرْضِنِي بِهِ قَالَ وَيُسَمِّي حَاجَتَهُ))

(النسائی، رقم: ۳۲۰۱)

”نبی ﷺ ہمیں استخارہ ایسے سکھاتے جیسے قرآن مجید کی کوئی سورۃ سکھائی جاتی ہے، فرماتے کہ جب تم میں سے کسی کو کوئی اہم کام درپیش ہو تو دو رکعت نفل پڑھو! پھر یہ دعا مانگو! اے اللہ میں آپ کے علم سے خیر طلب کرتا ہوں، اور آپ کی قدرت سے طاقت طلب کرتا ہوں، اور آپ کے فضل کا آپ سے سوال کرتا ہوں، کیونکہ آپ قادر ہیں اور میں قادر نہیں، آپ جانتے ہیں میں جانتا نہیں آپ تو غیب بھی جاننے والے ہیں اے اللہ! اگر آپ جانتے ہیں کہ یہ کام میرے لیے دین، دنیا اور انجام کے اعتبار سے بہتر ہے تو مجھے اس پر قدرت دے دیجئے، اس کو میرے لیے آسان کر دیجئے، اور پھر اس میں میرے لیے برکت رکھ دیجئے، اور اگر آپ جانتے ہیں کہ یہ کام میرے لیے دین، دنیا اور انجام کے اعتبار سے بہتر نہیں ہے تو مجھے اس سے اور اس کو مجھ سے پھیر دیجئے پھر جو میرے لیے بہتر ہو اس پر مجھے قدرت دے دیجئے اور مجھے اس پر خوش کر دیجئے چاہے جیسے بھی ہو۔“

استخارے کے ضروری مسائل:

کسی بھی اہم کام سے پہلے دو عمل کرنا بہت اہم ہے:

ایک استشارہ، دوسرا استخارہ۔

استشارے کا مطلب یہ ہے کہ کسی صاحب حکمت اور صاحب تجربہ سے اس کام کے بارے میں مشورہ کر لینا، یہ بھی سنت عمل ہے اور اس میں بھی خیر ہوتی

ہے، اور استخارے کا مطلب یہ ہے کہ کسی کام کے بارے میں براہ راست اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرنا۔

زمانہ جاہلیت میں لوگ دو امور میں سے کسی ایک کو متعین کرنے کے لیے طرح طرح کی جاہلانہ رسومات کا ارتکاب کرتے تھے ان میں سے ایک طریقہ ”استسقام بالازلام“ کا بھی تھا، اسلام میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو استخارہ بہترین طریقہ عطا کیا، جس میں عبادت بھی ہے، قرب بھی اور خیر بھی۔

لیکن آج کے دور میں استخارے سے متعلق لوگ کئی طرح کی بد فہمیوں میں مبتلا ہو چکے ہیں، بد دین لوگوں نے اس کو کاروبار بنا لیا ہے، اور جگہ جگہ استخارہ سینٹر کھول کر بیٹھ گئے ہیں، اس لیے اس موقع پر چند ضروری مسائل سے آگاہ کرنا مناسب لگتا ہے۔

استخارے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت نفل پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے خیر کی دعا کر لی جائے اور بس۔

اس کے لیے نہ سونا لازمی ہے نہ رات کو پڑھنا لازمی ہے، نہ خواب یا رنگ دیکھنا لازمی نہ کسی دوسرے شخص سے استخارہ کرانا لازمی ہے اور نہ ہی سنت میں ان چیزوں کا ذکر موجود ہے، بلکہ بہتر یہ ہے کہ خود استخارہ کرے پھر جس طرف کا میلان ہو وہ کام کر لے اللہ تعالیٰ اس میں خیر ڈال دیں گے، اور اگر استخارہ کرنے کے بعد بھی متردد ہو کسی جانب شرح صدر نہ ہو تو کئی مرتبہ استخارہ کرے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو گنہگار ہیں اللہ والوں کو اللہ تعالیٰ سے لوگی ہوتی ہے، ان کا استخارہ سو فیصد ٹھیک ہوتا ہے اس لیے ہم ان سے استخارہ کرواتے ہیں، یہ بات اپنی جگہ درست ہے، کئی ایسے کثیر الاستخارہ بزرگ ہوتے ہیں کہ ان کا ہر لمحہ ہی استخارہ ہوتا ہے ذرا کسی معاملے میں گردن جھکاتے ہیں تو انہیں اس

کام سے متعلق اشارہ مل جاتا ہے،

لیکن دراصل استخارے کی حقیقت تعلق مع اللہ کی ایک مشق ہے، اس لیے کسی اور سے استخارہ کرانے کے بجائے خود بھی اللہ تعالیٰ کے قریب ہونا چاہیے، اگر ہم ہمیشہ اللہ والوں سے ہی استخارے کرواتے رہے تو پھر ہمیں تو زندگی بھر اس تعلق کی خوشبو بھی نہیں آئے گی!

باقی رہی بات اللہ والوں کی برکت کی تو ان سے صرف مشورہ کر لینا چاہیے کیونکہ ان کے منہ سے نکلی ہوئی بات بھی عام طور پر سو فیصد ٹھیک ہوتی ہے، بلکہ کئی مرتبہ تو استخارے سے ہی ہوتی ہے۔

باقی آج کے دور میں جو کئی طرح کے استخارے شروع ہو گئے ہیں: کوئی پرچیوں سے استخارہ کرتا ہے، کوئی قینچی سے، کوئی تسبیح سے، کوئی ریت سے، کوئی طوطے سے، کوئی بلی سے، کوئی ستاروں سے، کوئی قرآنی استخارہ ان میں سے کسی کا بھی سنت سے ثبوت نہیں، بلکہ اگر اسے مسنون سمجھ کر کیا جاتا ہے تو پھر صریح بدعت ہے اور اگر مسنون نہیں سمجھا جاتا تو پھر وہی جاہلیت کی رسوم ”استقام بالازلام“ وغیرہ کے مشابہ ہے، اور اس سے اجتناب لازم ہے۔

تحیۃ الوضو:

نبی ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

قَالَ لِبَلَالٍ: ((يَا بَلَالُ حَدِّثْنِي بِأَرْجَى عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِي الْإِسْلَامِ فَإِنِّي سَمِعْتُ ذَكَرَ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ قَالَ مَا عَمِلْتُ عَمَلًا أَرْجَى عِنْدِي مِنْ أَنِّي لَمْ أَتَطَهَّرْ طَهُورًا فِي سَاعَةٍ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ إِلَّا صَلَّيْتُ بِذَلِكَ الطَّهَوْرِ مَا كَتَبَ لِي أَنْ أُصَلِّيَ.))

(البخاری، رقم: ۱۰۸۱)

”اے بلال! مجھے اپنا کوئی ایسا عمل بتاؤ جس پر تمہیں سب سے زیادہ (قبولیت کی) امید ہو کیونکہ میں نے تیرے قدموں کی آہٹ جنت میں اپنے آگے آگے سنی ہے، آپؐ نے عرض کیا: اور تو کوئی ایسا عمل نہیں سوائے اس کے کہ جب بھی میں وضو کرتا ہوں تو دو رکعت نماز ضرور پڑھتا ہوں چاہے دن ہو یا رات“

تحیۃ المسجد:

نبی ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسُ حَتَّى يُصَلِّيَ رَكَعَتَيْنِ)) (ریاض الصالحین)

”جب تم میں سے کوئی بندہ مسجد میں داخل ہو تو اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک دو رکعتیں نہ پڑھ لے“

اوابین:

نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ صَلَّى بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَكَعَاتٍ لَمْ يَتَكَلَّمْ بَيْنَهُنَّ بِسُوءٍ عَدَلَتْ لَهُ بِعِبَادَةِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً)) (ابن ماجہ، رقم: ۱۳۶۴)

”جس نے مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھیں اور ان کے درمیان کوئی لغو بات نہ کی تو اسے بارہ سال کی عبادت کے برابر ثواب ملے گا“

مغرب کے بعد چھ رکعتوں میں مغرب کی دو سنتوں کو بھی شامل کیا جاسکتا ہے کیونکہ نبی ﷺ نے مطلق مغرب کے چھ رکعتوں کا فرمایا ہے علیحدہ سے چھ نوافل کی شرط نہیں البتہ وقت ہو تو چھ مکمل پڑھ لینے میں زیادہ ثواب کی امید ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ صَلَّى بَعْدَ الْمَغْرِبِ عِشْرِينَ رَكْعَةً بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ)) (الترمذی، رقم: ۳۹۹)

”جس نے مغرب کے بعد بیس رکعتیں پڑھیں اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں محل بنائیں گے“

صلوٰۃ ادائین چھ سے بیس رکعت تک جتنی بھی ہو سکیں پڑھ سکتے ہیں۔

سجدہ شکر:

حدیث شریف میں آتا ہے:

((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا جَاءَهُ أَمْرٌ سَرُورٍ أَوْ بُشْرٍ بِهِ خَرَّ سَاجِدًا شَاكِرًا لِلَّهِ)) (ابی داود، رقم: ۲۳۹۳)

”نبی ﷺ کو جب کوئی خوشی کا معاملہ پیش آتا یا کسی بات پر خوشی ہوتی تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے سجدے میں گر جاتے“

ادائے شکر کے لیے دو گانہ نماز بھی پڑھی جاسکتی ہے، اگرچہ حدیث شریف میں اس کی صراحت نہیں کہ نبی ﷺ صرف سجدہ ہی فرماتے تھے یا نماز کی نیت باندھ کر سجدہ کرتے تھے لیکن اکابر کے عمل سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ نماز بھی پڑھی جاسکتی ہے کیونکہ اس میں سجدہ بطریق اتم موجود ہے۔

نوافل بعد الزوال:

حدیث شریف میں آتا ہے:

((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ بَعْدَ الزَّوَالِ أَرْبَعًا وَيَقُولُ إِنَّ أَبْوَابَ السَّمَاءِ تَفْتَحُ فَأَحْبُّ أَنْ أَقْدِمَ فِيهَا عَمَلًا))

(صالحاً) (مسند احمد، رقم: ۱۴۸۴۹)

”نبی ﷺ ظہر سے پہلے اور زوال کے بعد چار رکعتیں پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس وقت آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں میں چاہتا ہوں کہ کوئی نیک عمل ہی پیش کر دوں“

بعض لوگ ان چار نوافل کو ظہر سے پہلے کے چار سنتوں پر ہی محمول کرتے جب کہ کئی اکابر کو علیحدہ سے بھی یہ نوافل پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔

صلوۃ التَّسْبِيح کی فضیلت اور طریقہ:

نبی علیہ السلام نے اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ((يَا عَبَّاسُ يَا عَمَّاهُ لَا أُعْطِيكَ إِلَّا أَمْنُحَكَ إِلَّا أُخْبِرُكَ إِلَّا أَفْعَلُ بِكَ عَشْرَ خِصَالٍ إِذَا أَنْتَ فَعَلْتَ ذَلِكَ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ ذَنْبَكَ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ قَدِيمَهُ وَحَدِيثَهُ خَطَاةَ وَعَمْدَهُ صَغِيرَهُ وَكَبِيرَهُ سِرَّهُ وَعَلَانِيَتَهُ أَنْ تُصَلِّيَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ تَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكَعَةٍ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَسُورَةً فَإِذَا فَرَغْتَ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِي أَوَّلِ رَكَعَةٍ وَأَنْتَ قَائِمٌ قُلْتَ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ خَمْسَ عَشْرَ مَرَّةٍ ثُمَّ تَرُكِعُ فَتَقُولُهَا وَأَنْتَ رَاكِعٌ عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ الرُّكُوعِ فَتَقُولُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَهْوِي سَاجِدًا فَتَقُولُهَا وَأَنْتَ سَاجِدٌ عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ السُّجُودِ فَتَقُولُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَسْجُدُ فَتَقُولُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ فَتَقُولُهَا عَشْرًا فَذَاَلِكَ خَمْسَ وَسَبْعُونَ فِي كُلِّ رَكَعَةٍ تَفْعَلُ ذَلِكَ فِي كُلِّ رَكَعَةٍ إِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ تُصَلِّيَهَا فِي كُلِّ يَوْمٍ

مَرَّةً فَاَفْعَلُ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي كُلِّ سَنَةٍ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي عُمْرِكَ مَرَّةً))

(مشکوٰۃ: ۱۱۷)

”اے عباس! اے چچا! کیا میں آپ کو ایسی چیز نہ دوں کہ اگر آپ اسے کریں تو اللہ تعالیٰ آپ کے اگلے پچھلے، نئے پرانے، غلطی سے کیے ہوئے جان بوجھ کر کیے ہوئے، چھوٹے بڑے، ظاہری باطنی تمام گناہوں کو معاف فرما دیں گے، وہ یہ کہ آپ چار رکعت نماز پڑھیں، ہر رکعت میں فاتحہ اور کوئی دوسری سورۃ پڑھیں، جب پہلی رکعت میں سورۃ پڑھ لیں تو اس کے بعد پندرہ مرتبہ کھڑے کھڑے یہ کلمہ پڑھیں: سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ، پھر رکوع میں جائیں اور دس مرتبہ پڑھیں، پھر رکوع سے کھڑے ہو کر دس مرتبہ، پھر پہلے سجدے میں دس مرتبہ، سجدے سے اٹھ کر دس مرتبہ، دوسرے سجدے میں دس مرتبہ، پھر سجدے سے اٹھ کر کھڑے ہونے سے پہلے دس مرتبہ، یہ پچتر مرتبہ ہو گیا۔ اسی طرح ہر رکعت میں پڑھیں تو تین سو مرتبہ ہو جائے گا،

ہو سکے تو یہ نماز روزانہ پڑھیں، ورنہ ہر جمعے کو پڑھیں، یہ بھی نہ ہو سکے تو مہینے میں ایک مرتبہ، یہ بھی نہ ہو سکے تو سال میں ایک مرتبہ، یہ بھی نہ ہو سکے تو کم از کم زندگی میں ایک مرتبہ پڑھ لیں۔“

صلوٰۃ التسبیح کی جماعت:

آج کے دور میں ایک نیا کام یہ شروع ہو گیا ہے کہ مقدس راتوں میں مسجدوں میں جمع ہو کر باقاعدہ اعلان کر کے صلوٰۃ التسبیح کی جماعت کی جاتی ہے

حالانکہ نفل نماز میں اصل یہ ہے کہ انفرادا پڑھی جائے، اگر کسی ضرورت کی بنا پر جماعت کرنی بھی ہو تو ایک دو افراد کی جماعت کی گنجائش علما نے دی ہے مگر وہ بھی خلاف اولیٰ ہے، باقی اس میں اعلان کرنا، اطلاع دینا، دعوت دینا اور ازحام کثیر جمع کرنا تو کسی صورت درست نہیں!

بعض لوگ یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ لوگوں کو سکھانے کے لیے جماعت کی جاتی ہے، حالانکہ اس کی یہ صورت ہو سکتی ہے کہ پہلے ویسے ہی نماز کا طریقہ کھڑے ہو کر سب کو بتا دیا جائے پھر نماز اپنی اپنی پڑھی جائے۔

کثرتِ صوم

اندازِ عمل:

سالک کو چاہیے کہ رمضان المبارک کے علاوہ بھی نفلی روزے خوب رکھے ہو سکے تو صوم داؤد دی کا پابند بنے، اگر یہ نہ ہو سکے تو پیر اور جمعرات یعنی ہفتے میں دو روزے رکھے یہ بھی نہ ہو سکے تو پھر مہینے میں تین دن ایام بیض کے روزے رکھے، یہ بھی نہ ہو سکے تو کم از کم خاص ایام مثلاً عاشورہ کے دو روزے، شوال کے چھ روزے اور ذوالحجہ کے نو روزے تو ضرور رکھے۔

اہمیت و فضیلت:

روزے سے تقویٰ پیدا ہوتا ہے:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ (البقرة: ۱۸۳)

”تمہارے اوپر روزے فرض کیے گئے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض تھے تاکہ تم تقویٰ حاصل کرو“

واقعی روزہ رکھنے سے بندے میں جتنا تقویٰ پیدا ہوتا ہے اتنا کسی اور چیز سے نہیں ہوتا، ایک عام انسان بھی اس بات کا مشاہدہ کرتا ہے کہ رمضان المبارک میں جو کیفیت اور تقویٰ بندے کی طبیعت میں ہوتا ہے وہ عام دنوں میں نہیں ہوتا!

نوجوانوں کو روزے کی تاکید:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّى يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾ (النور: ۳۳)

”جو نوجوان ابھی نکاح کی طاقت نہیں رکھتے وہ پاکدامنی اختیار کریں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے غنی کر دیں“

اس آیت کی تشریح میں نبی کریم ﷺ نے یہ طریقہ بتلایا کہ بے نکاح نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ کثرت سے روزے رکھیں تاکہ ان کا شہوانی گناہوں کی طرف میلان نہ ہو، کیونکہ روزہ رکھنے سے جسمانی قوت سست پڑھتی ہے اور شہوانی خیالات کم آتے ہیں۔

صوم داؤدی:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا:

((كَيْفَ مَنْ يُصُومُ الدَّهْرَ كُلَّهُ قَالَ لَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ... قَالَ كَيْفَ مَنْ يُصُومُ يَوْمَيْنِ وَيُفْطِرُ يَوْمًا قَالَ وَ يَطِيقُ ذَلِكَ أَحَدٌ؟ قَالَ كَيْفَ مَنْ يُصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا قَالَ ذَلِكَ صَوْمٌ دَائِدٌ قَالَ كَيْفَ مَنْ يُصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمَيْنِ وَ دِدْتُ أَنِّي طَوَّقْتُ ذَلِكَ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَوْمٌ ثَلَاثٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَ رَمَضَانَ إِلَى رَمَضَانَ فَهَذَا صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهِ))

(المسلم، رقم: ۱۹۷۶)

”کوئی شخص اگر عمر بھر روزے رکھے تو کیسا ہے؟ فرمایا: ایسا ہے کہ نہ اس

نے روزہ رکھنا نہ افطار کیا، یعنی نبی ﷺ نے اس صورت کو پسند نہیں فرمایا، پھر پوچھا: اگر کوئی شخص دو دن روزہ رکھے اور ایک دن افطار کرے تو یہ کیسا ہے؟ فرمایا: اس کی طاقت کون رکھتا ہے! یعنی تعجب کا اظہار فرمایا کہ ایسا کون کر سکتا ہے! پھر پوچھا: اگر کوئی شخص ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن افطار کرے تو یہ کیسا ہے؟ فرمایا: یہ صوم داؤدی ہے یعنی ایک نبی کا طریقہ ہے جو اعتدال پر قائم ہے، پھر پوچھا: اگر کوئی شخص ایک دن روزہ رکھے اور دو دن افطار کرے تو یہ کیسا ہے؟ فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اتنی توفیق دیں کہ ایک دن روزہ رکھا کروں اور دو دن افطار کیا کروں، یعنی یہ نبی ﷺ کا پسندیدہ طریقہ ہے، پھر فرمانے لگے: اگر کوئی شخص مہینے میں تین روزے رکھے اور رمضان رمضان کے روزے رکھے تو یہ بھی صائم الدھر یعنی ساری زندگی روزے رکھنے والا شمار ہوگا۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن افطار کرنا یہ صوم داؤدی یعنی حضرت داؤد علیہ السلام کا طریقہ ہے۔

صوم محمدی ﷺ:

اوپر ذکر کردہ حدیث شریف کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کی چاہت اور پسند یہ تھی کہ ایک دن روزہ رکھا جائے اور دو دن افطار کیا جائے، اس لیے اس طریقہ عمل کو صوم محمدی سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔

ماہانہ تین روزے زندگی بھر کے روزے:

نبی ﷺ نے فرمایا:

((صَوْمُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرِ صَوْمُ الدَّهْرِ

كُلِّهِ)) (المسلم، رقم: ۱۹۷۶)

”ہر مہینے میں تین روزے رکھنا سارے زمانے کے روزے ہیں“

دراصل اللہ تعالیٰ کا یہ قاعدہ ہے کہ جو بندہ ایک نیکی کرتا ہے اسے دس گناہ

اجر عطا فرماتے ہیں، جیسا ارشاد فرمایا:

﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ امْتَالِهَا﴾ (الانعام: ۱۶۱)

”جو شخص ایک نیکی کرے گا اللہ تعالیٰ اسے دس گناہ اجر عطا فرمائیں گے“

تو جس نے مہینے میں تین روزے رکھے گویا اس نے ثواب کے اعتبار سے

تیس روزے رکھے ہیں تو اس طرح اس کے گویا زمانے بھر کے روزے

ہو گئے۔

ایام بیض کے روزے:

اور ابوذرؓ سے مروی ہے:

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِذَا صُمْتَ مِنَ الشَّهْرِ

ثَلَاثًا فَصُمْ ثَلَاثَ عَشْرَةٍ، وَأَرْبَعَ عَشْرَةٍ، وَخَمْسَ عَشْرَةٍ))

(الترمذی: ۷۶۱)

”جب مہینے میں تین روزے رکھنے ہوں تو تیرہ چودہ اور پندرہ کا رکھا کرو“

یعنی ایام بیض کے روزے رکھا کرو! ایام بیض سے مراد سفیدی کے دن ہیں

یعنی جن راتوں میں چاندنی ہوتی ہے ان کی نسبت سے ان دنوں کو ایام بیض کہا

گیا ہے۔

پیر اور جمعرات کا روزہ:

نبی ﷺ نے فرمایا:

((تُعَرَضُ الْأَعْمَالُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ فَاحْبُ أَنْ يُعَرَضَ عَمَلِي وَأَنَا صَائِمٌ))

(الترمذی: ۷۴۷)

”پیر اور جمعرات کو اعمال پیش کیے جاتے ہیں میں چاہتا ہوں کہ اس دن میں روزے سے رہوں“

شوال کے چھ روزے:

نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اتَّبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ)) (المسلم، رقم: ۱۹۸۴)

”جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اس کے بعد شوال کے چھ روزے بھی رکھے گویا اس نے عمر بھر کے روزے رکھے“

یہاں بھی وہی اصول جاری ہوتا ہے کہ جس نے رمضان اور اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو اس کے چھتیس روزے ہو گئے، چھتیس کو دس سے ضرب دی جائے تو اس طرح تین سو ساٹھ دن بن جاتے ہیں اور سال میں تین سو ساٹھ دن ہوتے ہیں۔

عاشورہ کا روزہ:

نبی ﷺ نے فرمایا:

((صِيَامُ يَوْمِ عَاشُورَاءَ اِلَى اِحْتِسَابِ عَلَيِّ اللَّهِ يُكَفِّرُ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ)) (الترمذی، رقم: ۶۸۳)

”یہ ایک سال کے گناہوں کو معاف کرواتا ہے“

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ((صَامَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَأَمَرَنَا

بِصِيَامِهِ)) (ابی داود، رقم: ۲۰۸۹)

”نبی ﷺ نے عاشورا کا روزہ رکھا ہے اور اس کا حکم فرمایا ہے“

عشرہ ذوالحجہ کے روزے:

نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنْ أَيَّامِ الْعَمَلِ الصَّالِحِ فِيهَا أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنْ هَذِهِ

الْأَيَّامِ يَعْنِي أَيَّامَ الْعَشْرِ)) (ابی داود، رقم: ۲۰۸۲)

عشرہ ذوالحجہ سے بڑھ کوئی ایام ایسے نہیں ہیں کہ جن میں کیا ہوا نیک عمل

ان میں کیے ہوئے اعمال سے زیادہ پسند ہو“

ایک دوسری روایت میں فرمایا:

((يُعَدَّلُ صِيَامُ كُلِّ يَوْمٍ مِنْهَا صِيَامُ سَنَةٍ وَقِيَامُ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْهَا

بِقِيَامِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ)) (الترمذی، رقم: ۶۸۹)

”ان دنوں میں سے ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر ہے

اور ان راتوں میں سے ہر رات میں کی ہوئی عبادت شب قدر کی رات

میں کی ہوئی عبادت کے برابر ہے“

دوام وضو

اندازِ عمل:

سالک کو چاہیے کہ ہر وقت با وضو رہے جب وضو ٹوٹے بغیر انتظار فوراً نیا وضو کر لے، رات کو کبھی بے وضو نہ سوئے۔

اہمیت و فضیلت:

با وضو رہنے سے ایمان بڑھتا ہے:

نبی ﷺ نے فرمایا:

((لَا يُحَافِظُ عَلَى الْوُضُوءِ إِلَّا الْمُؤْمِنُ))

(شعب الایمان، رقم: ۲۷۱۵)

”وضو کی حفاظت مومن کے بغیر کوئی نہیں کرتا“

گویا وضو کی مداومت ایمان کی نشانی ہے جو شخص جتنا زیادہ با وضو رہے گا اس کا ایمان اتنا ہی مضبوط ہوگا۔

با وضو رہنے سے درجات بڑھتے ہیں:

نبی ﷺ نے فرمایا:

((أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَمْحُو بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ

قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ۔ اِقَالَ: اسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى

الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَالتَّيَّظُّارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ

الصَّلَاةِ فَذَلِكَ الرِّبَاطُ، فَذَلِكَ الرِّبَاطُ، فَذَلِكَ الرِّبَاطُ.))

(الترمذی، رقم: ۵۱)

”کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ خطاؤں کو معاف کرتے ہیں اور درجات کو بلند کرتے ہیں؟ تو صحابہ کرام نے عرض کیا: کیوں نہیں ضرور بتائیں! تو آپ ﷺ نے فرمایا: طبیعت پر گراں ہونے کہ باوجود اچھی طرح وضو کرنا، اور کثرت کے ساتھ مسجدوں کی طرف جانا، اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا سو یہی رباط ہے سو یہی رباط ہے سو یہی رباط ہے“

معلوم ہوا کہ وضو کرنے سے بھی درجات بڑھتے ہیں۔

وضومومن کا اسلمہ ہے:

سلف سے منقول ہے:

((الْوُضُوءُ سَلَاخُ الْمُتَّوِّمِينَ))

”وضومومن کا اسلمہ ہے“

جب بندہ با وضو ہوتا ہے تو اس کا دشمن یعنی شیطان اس کے قریب آنے سے ڈرتا ہے کیونکہ اس وقت یہ مسلح ہے، جب وضو ٹوٹ جاتا ہے تو شیطان بے خوف ہو جاتا ہے اس لیے چاہیے کہ جب وضو ٹوٹے فوراً وضو کر لیا جائے۔

با وضو سونے والے کے لیے فرشتہ دعائے مغفرت کرتا ہے:

نبی ﷺ نے فرمایا:

((طَهَّرُوا هَذِهِ الْأَجْسَادَ وَطَهَّرَكُمْ اللَّهُ فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ

يَبِيتُ طَاهِرًا إِلَّا بَاتَ مَعَهُ فِي شِعَارِهِ مَلَكٌ لَا يَنْقَلِبُ سَاعَةً مِنَ

الَّيْلِ إِلَّا قَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِكَ فَإِنَّهُ بَاتَ طَاهِرًا)) (جامع

(الاحادیث، رقم: ۱۳۹۴۳)

”ان جسموں کو پاک رکھو! اللہ تعالیٰ تمہیں پاک رکھیں گے، کیونکہ جب کوئی بندہ با وضو سوتا ہے تو اس کے ساتھ بستر میں ایک فرشتہ ہوتا جو ساری رات یہ دعا کرتا رہتا ہے: اے اللہ اپنے اس بندے کی مغفرت فرما کیونکہ اس نے پاکی کی حالت میں رات گزاری“
یعنی ظاہر کی پاکی سے من کی پاکی حاصل ہوتی ہے۔

وضو غصے کو کم کرتا ہے:

نبی ﷺ نے فرمایا:

((الْغَضَبُ مِنَ الشَّيْطَانِ وَانَ الشَّيْطَانُ خَلِقَ مِنَ النَّارِ وَإِنَّمَا تُطْفَأُ النَّارُ بِالْمَاءِ فَإِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّأْ))

(ابی داؤد، رقم: ۴۱۵۲)

”غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور شیطان آگ سے بنا ہے اور آگ کو پانی بجاتا ہے لہذا اگر تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو وہ وضو کرے“

یہ تجربہ ہے جب بھی آدمی غصے میں مغلوب ہوتا ہے اس وقت بے وضو ہی ہوتا ہے۔

عبادت کے لیے ہر وقت تیار رہیں:

بندہ اس دنیا میں عابد کی حیثیت سے آیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے آیا ہے، جس طرح ایک مزدور جب کسی افسر کے سامنے مزدوری کرنے آتا ہے تو وہ ہر وقت مزدوری کے لیے تیار رہتا ہے اپنا ساز و سامان و ہتھیار تیار رکھتا ہے چاہے اس وقت کام ہو یا نہ ہو، لیکن وہ تیار رہتا ہے کہ جیسے ہی کسی کام کا حکم ملے گا

تو فوراً کر لوں گا،

اسی طرح بندے کو بھی ہر وقت عبادت کے لیے تیار رہنا چاہیے اور عبادت وضو کے بغیر نہیں ہوتی، لہذا ہر وقت با وضو رہنا چاہیے کہ جہاں اللہ تعالیٰ کا حکم متوجہ ہوگا فوراً تعمیل حکم کروں گا۔

وضو سے گناہ جھڑتے ہیں:

نبی ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُتَوَكِّلُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَتْ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ وَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتْ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ حَتَّى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوبِ))

(الترمذی، رقم: ۲)

”جب کوئی مسلمان وضو کرتا ہے، اپنے چہرے کو دھوتا ہے تو اس کا ہر وہ گنا جو اس نے آنکھوں سے کیا ہوتا ہے پانی کے ساتھ گر جاتا ہے اور جب ہاتھ دھوتا ہے تو ہاتھوں کے سب گناہ گر جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ گناہوں سے بالکل پاک ہو جاتا ہے“

نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهِ

حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِهِ)) (المسلم، رقم: ۳۶۱)

”جو شخص اچھے طریقے سے وضو کرتا ہے تو اس کے جسم سے اس کے گناہ جھڑتے ہیں یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی گناہ جھڑ جاتے ہیں“

نور علی نور:

وضو بندے کے گناہوں کا کفارہ ہے اور ظاہر و باطن کے لیے نور ہے اور وضو پر وضو کرنا یہ نور علی نور ہے۔

با وضو اعضا ذکر کرتے ہیں:

جب تک انسان با وضو رہتا ہے تو اس کے اعضا بھی ذکر کرتے رہتے ہیں اس لیے مشائخ نے وقوف قلبی کی آسانی کے لیے ایک نسخہ یہ بھی تجویز کیا ہے کہ انسان ہمیشہ با وضو رہے تاکہ اس کے اعضا ذکر میں مشغول رہیں۔

نبی علیہ السلام کا اہتمام وضو:

نبی کریم ﷺ کو ایک مرتبہ وضو کی حاجت ہوئی تو فوراً وہیں تیمم فرمالیا، صحابہ کرام نے پوچھا: یا رسول اللہ پانی تو سامنے موجود تھا آپ نے تیمم کیوں فرمایا؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا معلوم کہ وہاں پہنچنے تک میری زندگی بھی ہے یا نہیں، اس لیے میں نے تیمم کر لیا کہ اگر وہاں پہنچنے سے پہلے زندگی ختم ہو جائے تو بغیر وضو کے جاننا نہ ہو۔

وضو سے وساوس کم ہوتے ہیں:

جتنی دیر انسان با وضو رہتا ہے اس کے دل میں وساوس بھی کم آتے ہیں، حضرت امام غزالی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ انسان اس بات کا تجربہ کر لے کہ جو کیفیت وضو کی حالت میں ہوتی ہے وہ کیفیت وضو کے بغیر نہیں ہوتی۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا مزاج:

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مشائخ کا مزاج یہ ہے کہ وضو کی حفاظت از حد درجہ

کرتے ہیں، ہمارے حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی مجددی دامت برکاتہم فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ مجددی خاندان کے کچھ افراد کے ہاں جانا ہوا تو ہم نے دیکھا جب نماز کا ٹائم ہوا تو چھوٹے چھوٹے بچے جو میدان میں کھیل رہے تھے، بھاگے بھاگے سیدھے مسجد میں آ گئے، حضرت فرماتے ہیں، ہمیں بڑی حیرت ہوئی کہ نہ وضو کیا، نہ کچھ، ویسے ہی نماز پڑھنے آ گئے! حالانکہ کھیل کود میں تو عام طور پر وضو کی حفاظت کا خیال بھی نہیں رہتا!

تو اس پر وہاں کے احباب نے بتایا کہ ہمارے خاندان میں جو بچہ سات سال کا ہو جاتا ہے اس کی ایسی عادت بن جاتی ہے کہ پھر وہ کسی وقت بے وضو نہیں رہتا! سبحان اللہ

حضرت فضل علی قریشی رحمہ اللہ ایک مرتبہ خانقاہ کے مہمانوں کو کھانا کھلا رہے تھے، فرمانے لگے:

فقیرو! اس گندم کو با وضو حالت میں کاشت کیا گیا، با وضو حالت میں کاٹا گیا، با وضو حالت میں گاہا گیا، با وضو حالت میں پیسا گیا، با وضو حالت میں پکایا گیا، کاش کہ آپ لوگ بھی اس کو با وضو حالت میں کھائیں!

یہ بات کہتے ہی جن دوستوں کا وضو نہیں تھا وہ فوراً بھاگے اور وضو کر کے آئے اور تب کھانا تناول کیا! الحمد للہ

حضرت مرشد عالم رحمہ اللہ کے بارے میں سنا ہے کہ

مغرب کے بعد ایک مجلس میں بیٹھے عشاء بھی اسی وضو سے پڑھی پھر محفل قرأت چلتی رہی، حتیٰ کہ رات کے آخری پہر میں نوافل بھی اسی وضو سے پڑھے فجر کی نماز بھی اسی وضو سے پڑھی پھر اشراق کے وقت کسی نے پوچھا: حضرت

آپ کے وضو کے لیے پانی لے آئیں! فرمانے لگے کیا میرا وضو کچا دھاگہ ہے؟ اللہ اکبر

یہ وہ وقت تھا جب حضرت کی عمر اسی سال کے قریب تھی اور آپ شوگر کے مریض بھی تھے۔

ہمارے حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی مجددی دامت برکاتہم فرماتے ہیں:

اس عاجز نے اپنے شیخ کو کبھی بے وضو حالت میں نہیں دیکھا، ایک مرتبہ تقدیراً حضرت نے حکم دے دیا کہ ادھر ہی سونا ہے تو اس ڈر سے ساری رات آنکھ نہ لگائی کہ کہیں وضو ٹوٹ جائے اور پھر شیخ پر بے وضو نگاہ پڑھ جائے!! اماہنّاء اللہ الحمد للہ راقم الحروف نے بھی کبھی اپنے مقدس شیخ کو بے وضو نگاہوں سے نہیں دیکھا، لیکن یہ عاجز اسے کمال نہیں سمجھتا، نہ ہی یہ کوئی مشکل کام ہے، بلکہ مزہ تو تب ہے کہ کبھی من کے وضو کے بغیر شیخ کو نہ دیکھا ہو!

نا معلوم اس طائفہ کے کتنے ہی خوش نصیبوں کو یہ نعمت بھی ملی ہوگی!

اہتمام پاکیزگی

اندازِ عمل:

سالک کو چاہیے کہ پاکیزگی و طہارت کا از حد اہتمام کرے: اپنے آپ کو پیشاب کے چھینٹوں سے بچائے، حاجت کے بعد تین مرتبہ اچھی طرح استنجا کر کے اطمینان حاصل کرے، پیشاب خشک کرنے کے لیے اپنے پاس ٹشو وغیرہ ہر وقت حاضر رکھے، گیلے ہاتھ پاؤں ناپاک چیز یا جگہ پر نہ رکھے، اڈوں، اسٹیشنوں، ایئر پورٹ اور ایسی جگہوں پر جہاں عام لوگوں کی چہل پھل ہو، اگر واش روم وغیرہ کا استعمال کرنا ہو تو بہت احتیاط کرے، کیونکہ عام لوگ پاکی و طہارت کے احکام سے واقف نہیں ہوتے جس کی وجہ سے وہ استعمال کی تمام اشیاء کو بھی ناپاک کر دیا کرتے ہیں۔

کپڑے اگر ناپاک ہو جائیں تو انہیں جلد پاک کرے اور جب غسل واجب ہو جائے تو پھر واجب کی ادائیگی میں دیر نہ کرے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ منہ کی صفائی اور مسواک کا استعمال کثرت سے کرے، دانت پیلے نہ ہوں، منہ میں بو پیدا نہ ہونے دے۔

اہمیت و فضیلت:

اللہ تعالیٰ پاک رہنے والوں کو پسند کرتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾

(البقرة: ۲۶۲)

”بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو پسند فرماتے ہیں“

در اصل ایک ہوتی ہے ظاہری پاکی اور ایک باطنی پاکی، ظاہری پاکی تو وضو اور غسل وغیرہ کو کہتے ہیں اور باطنی پاکی توبہ سے ہوتی ہے، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو پسند فرماتے ہیں“

گویا اللہ تعالیٰ ظاہر و باطن دونوں طرح پاک و صاف رہنے والوں کو پسند فرماتے ہیں۔

دین کی بنیاد پاکی پر ہے:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”دین کی بنیاد پاکی پر ہے“ یعنی دین اسلام نام ہی پاکی اور طہارت کا ہے، چنانچہ کھانے پینے میں بھی پاکی ناپاکی کا لحاظ، پہننے اوڑھنے میں بھی پاکی ناپاکی کا لحاظ، مال پیسے میں بھی پاکی ناپاکی کا لحاظ اور سب سے بڑھ کر عبادت میں پاکی کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

ڈھیلوں کا استعمال:

﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾

(البقرة: ۲۶۲)

اس آیت کے شان نزول کے بارے میں لکھا ہوا ہے کہ بعض صحابہ کرام ایسے تھے کہ وہ پہلے ڈھیلوں سے استنجا کرتے پھر مزید تسلی کرنے کے لیے پانی

سے بھی طہارت حاصل کرتے، حالانکہ اگر ڈھیلے سے بھی اچھی طرح نجاست صاف ہو جائے نجاست باقی نہ رہے تو کافی ہے، خصوصاً جب کہ عربوں کے ماحول میں تو سادہ غذا کی وجہ سے پاخانہ بھی میٹگنیوں کی طرح ہوتا تھا اور نجاست پھیلتی نہیں تھی، اس کے باوجود بھی دو مرتبہ استنجا کرنے کا یہ عمل اللہ تعالیٰ کو پسند آیا اور ان صحابہ کرام کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾

(البقرة: ۲۶۲)

ڈھیلوں کا قائم مقام ٹشو پیپر:

آج کے دور میں چونکہ ٹائلٹ سسٹم ہے ڈھیلے استعمال کرنا مشکل ہوتا ہے ایک تو ہر جگہ میسر نہیں ہوتے بالفرض میسر بھی ہوں تو پھر انہیں پھینکنے کے لیے واش روم میں کوئی انتظام نہیں ہوتا، اگر ویسے ہی نیچے پھینک دیا جائے تو نالیاں بھی بند ہوتی ہیں اور گندگی بھی پھیلتی ہے، اس لیے آج کے دور میں ٹشو پیپر کو علماء نے ڈھیلے کے قائم مقام کہا ہے۔

ٹشو پیپر کا استعمال لازمی ہے:

ٹشو پیپر کا استعمال پیشاب خشک کرنے کے لیے بھی بہت موزوں اور ضروری ہے، انسان جب پیشاب کرتا ہے تو اس کی پیشاب کی نالی سے کافی دیر قطرے ٹپکتے رہتے ہیں بلکہ آج کے دور میں تو کئی لوگ اس مرض میں مبتلا ہوتے ہیں کہ ان کے قطرے بہت دیر تک رکتے ہی نہیں ہیں، اب اگر انہیں خشک نہ کیا جائے تو وضو تو کجا کپڑے بھی ناپاک ہو جاتے ہیں اور ایسے کپڑوں سے پھر نماز ہی نہیں ہوتی!

اس لیے ٹشو کا استعمال لازمی ہے کیونکہ اس میں یہ خاصیت ہے کہ پیشاب کی نالی میں موجود قطروں کو یہ اپنی طرف فوراً کھینچ لیتا ہے اور بعد میں قطرے ٹپکنے سے انسان محفوظ ہو جاتا ہے۔

لہذا ہر مسلمان کو خصوصاً سالکین کو چاہیے کہ ٹشو کا کچھ نہ کچھ ٹکڑا ہمیشہ اپنی جیب میں رکھا کریں، تاکہ کہیں بھی ضرورت پیش آئے تو پریشانی نہ ہے۔

جنبی کو پاکی کا حکم:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا﴾ (المائدہ: ۶)

”اور اگر تم جنابت میں ہو تو خوب پاکی حاصل کرو“

یعنی غسل کر لو! جب تک انسان جنابت کی حالت میں ہوتا ہے رحمت کے فرشتے اس کے قریب نہیں آتے، اس لیے چاہیے کہ جتنا جلدی ممکن ہو طہارت حاصل کر لی جائے، بر حال عذر کو تو شریعت قبول کرتی ہے مثلاً سردی ہے اور اس وقت گرم پانی کا انتظام نہیں تو دیر کی جاسکتی یا رات کو نیند میں غسل واجب ہوا اور آنکھ ہی کافی دیر کے بعد کھلی ایسی صورتوں امید ہے کہ زیادہ بے برکتی کا باعث نہیں ہوگا،

البتہ بغیر عذر تاخیر نہ کرے نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ جنبی شخص بغیر غسل سو سکتا ہے؟ فرمایا: اگر اس وقت غسل نہیں کر سکتا تو کم از کم وضو کر کے ہی سو جائے اور اعضاء سے نجاست دھو کر ہی سو جائے۔

کپڑے پاک رکھنے کا حکم:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَيَا بَكَ فَطَهِّرْ﴾ (المدثر: ۴)

”اور اپنے کپڑوں کو پاک صاف رکھو“

عام طور پر کپڑوں کی پاکی میں بھی بہت غفلت ہوتی ہے، اگر مرد یا عورت کے کپڑوں پر غسل واجب ہونے کی وجہ سے کوئی ناپاکی لگ جاتی ہے تو اسے اس وقت دھویا نہیں جاتا، پھر دھونے والے بھی بغیر دیکھے سب کپڑوں کو ایک ہی مشین یا برتن میں اکٹھے دھوتے ہیں جس سے ایک مرتبہ سارے کپڑے ناپاک ہو جاتے ہیں، اس کے بعد کپڑوں کو پاک کرنے کا جو اصول ہے یعنی ہر کپڑے کو تین پاک پانیوں سے نکالا جائے اور ہر مرتبہ نچوڑا جائے اس پر عمل نہیں ہوتا، خصوصاً عورتیں تو اس میں بہت لا پرواہی کرتی ہیں اور ان پڑھ دھوبیوں سے تو کوئی گلا ہی نہیں ہے!

اس لیے سب کپڑے ویسے کے ویسے ناپاک ہی رہتے ہیں، میل تو نکل جاتی ہے مگر پاک نہیں ہوتے!

اس لیے سب سے پہلے تو اس بات کا اہتمام ہو کہ جب بھی کپڑوں پر نجاست لگے تو اسی وقت اس کو دھولیا جائے، اور پھر احتیاطاً دھونے والوں کو بھی بتایا جائے کہ ہر کپڑے کو تین پاک پانیوں سے نکالا کریں اور ہر مرتبہ نچوڑا بھی کریں تاکہ پاکی یقینی ہو جائے۔

صفائی اور پاکی میں فرق:

ایک ہوتی ہے صفائی اور ایک ہوتی ہے پاکیزگی:

صفائی ستھرائی کو عربی میں نظافت کہتے ہیں اور پاکی کو طہارت کہتے ہیں، اسلام نے ہمیں صفائی ستھرائی کی بھی تعلیم دی ہے اور اس سے کہیں بڑھ کر پاکیزگی کی تعلیم دی ہے، جب کہ مغربی معاشرے میں صفائی ستھرائی کی طرف تو

توجہ ہوتی ہے، لیکن پاکی کی ہوا بھی انہیں لگی ہوتی،

چنانچہ ان میں اکثر ایسے ہوتے ہیں کہ انہوں نے زندگی بھر کبھی وضو کیا ہوتا ہے نہ غسل! منہ تو صابن سے دھو لیتے ہیں، ایسے ہی شیمپو سے نہا بھی لیتے ہیں! لیکن اسلام نے پاکی کے جو باریک اور پر حکمت احکام بتائے ہیں، جہاں تک انسانی عقل نہیں پہنچ سکتی، ان سے وہ نا آشنا ہوتے ہیں، اس لیے ساری زندگی ناپاک ہی رہتے ہیں، کفر و شرک کی وجہ من تو ان کا پہلے ہی ناپاک ہوتا ہے اور پاکی کے احکامات سے ناواقف ہونے کی وجہ سے ظاہر ابھی ناپاک ہی رہتا ہے! الحمد للہ دین اسلام نے ہمیں ہر طرح کی پاکیزگی سکھائی ہے۔

نجاست منتقل ہونے سے احتیاط:

جہاں لوگ پاکی ناپاکی کے احکامات سے واقف نہیں ہوتے وہ واش روم اور اس سے متعلقہ تمام چیزوں کو ناپاک کر دیا کرتے ہیں، مثلاً ہاتھ سے استنجا کیا، نجاست جسم پر پھیلی ہوئی تھی اسے تین مرتبہ دھونا چاہیے تھا اس نے ایک ہی مرتبہ دھویا، پھر گیلے ہاتھ نلکا بند کیا، پھر اسی ہاتھ سے لوٹا رکھا، کنڈی کھولی، جوتوں اور پاؤں پر پیشاب کی چھینٹیں پڑیں بغیر پاک کیے گیلے پاؤں کے ساتھ قالین والے کمرے میں چلا گیا، اب جہاں جہاں اس کے گیلے ہاتھ لگے وہاں وہاں ناپاک پانی لگ گیا اور وہ جگہیں ناپاک ہو گئیں!

اب اس کے پیچھے جو بھی آئے چاہے وہ اپنی پاکی خوب کرے لیکن جب ان تمام جگہوں پر اس کے گیلے ہاتھ یا پاؤں لگیں گے تو اس کے ہاتھ پاؤں بھی ناپاک ہو جائیں گے!

اس لیے اس ادب کو ملحوظ رکھنے کی ضرورت ہے کہ لوٹا وغیرہ جو چیز پاک ہو سکتی ہے اسے تو تین مرتبہ پانی سے پاک کر لیں، باقی جو جگہیں ہیں وہاں گیلے

ہاتھ بھی نہ لگائیں اور کسی گیلی جگہ پر خشک ہاتھ بھی نہ لگائیں! کیونکہ جہاں بھی گیلے پن کا واسطہ ہوگا وہاں نجاست منتقل ہو جائے گی۔

منہ کی صفائی:

منہ کی صفائی بھی مستقل ایک خصلت ہے، جس طرح چہرہ باطنی کیفیات کی انعکاسی کرتا ہے اسی طرح منہ کی حالت بھی بندے کی لطافت و نظافت کا پتہ دیتی ہے، منہ سے بد بو آئے تو فرشتوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے، نبی ﷺ نے اسی لیے حکم فرمایا کہ کچا پیاز اور مولی وغیرہ کھا کر مسجد نہ جائیں اور دوسرے لوگوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے، کئی مرتبہ بندہ بڑا ہنس مکھ چہرے سے باتیں کر رہا ہوتا ہے مگر دوسرا شخص اسے دل ہی دل میں ملامت کر رہا ہوتا ہے، بلکہ اس سے نفرت کر رہا ہوتا ہے، اور بعض مرتبہ انسان بہت بڑے منصب پر فائز ہوتا ہے، لیکن اس کے منہ سے بھی بو آرہی ہوتی ہے جس سے اس کی شخصیت مجروح ہوتی ہے، اور منہ کی صفائی کا خیال نہ رکھنا صحت کے لیے بھی بہت مضر ہے، دانتوں کا درد، کیڑا لگنا، خون پیپ کا آنا معدے کی بیماریاں ان تمام کا سبب منہ کی صفائی نہ ہونا ہے۔

اس لیے ہر مسلمان کو عموماً اور سالکین کو خصوصاً اس چیز کا بہت اہتمام کرنا چاہیے۔

مسواک کی باقاعدگی:

نبی ﷺ نے فرمایا:

((لَوْ لَا اَنْ اَشُقَّ عَلَى اُمَّتِي لَا مَرْتُهُمْ بِالسَّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ))

((ابن ماجہ، رقم: ۲۸۳))

”اگر مجھے اپنی امت کی مشقت کا ڈر نہ ہوتا تو ہر نماز کے ساتھ مسواک لازم کر دیتا“

یعنی نبی ﷺ کی چاہت یہ تھی کہ ہر نماز کے ساتھ مسواک لازمی ہو لیکن پھر مشقت سے بچانے کے لیے لازمی تو نہیں فرمایا مگر اہمیت بتادی کہ بلا عذر اسے ترک نہ کرنا چاہیے، آج اگر ہم وضو والی جگہ پر کھڑے ہو کر دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ دس فیصد لوگ بھی مسواک کا اہتمام نہیں کرتے!

اس سنت کو زندہ کرنا ہمارا ہی کام ہے، لہذا اسے ایک کام سمجھ کر خود بھی ہم مسواک کا اہتمام کریں اور دوسروں کو بھی توجہ دلائیں، توجہ دلانے کے لیے مسواک کا ہدیہ پیش کرنا بہت ہی مفید ہے۔

منہ کی صفائی اور رضائے الہی:

نبی ﷺ نے فرمایا:

((مُطَهَّرَةٌ لِلْفَمِّ وَ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ)) (النسائی، رقم: ۵)

”مسواک منہ کی صفائی اور اللہ تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ ہے“

منہ کی صفائی بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ بھی ہے، ایک چھوٹے سے عمل سے اگر ہمیں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو سکتی ہے تو ہم پھر اس کی پابندی کر کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کیوں حاصل نہ کریں۔

تہجد کے وقت مسواک:

حدیث شریف میں ہے:

((إِذَا قَامَ إِلَى التَّهَجُّدِ يُشَوِّصُ فَاَهُ بِالسَّوَاكِ))

(الدارمی، رقم: ۶۵۰)

”نبی کریم ﷺ جب تہجد کے لیے اٹھتے تو اپنے منہ کو مسواک سے صاف کرتے“

تہجد کے وقت، نہار پیٹ زبان پر اور حلق میں مسواک کرنا سنت ہے، ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ جب تہجد کے وقت مسواک فرماتے تو اس سے ارع کی آواز آتی، اس کا فائدہ یہ ہے کہ حلق کی رطوبات اس طرح نکل جاتی ہیں ناک کان حلق کی کئی بیماریوں سے حفاظت ہوتی ہے نیز زبان کی لکنت جاتی ہے اور کلام میں فصاحت پیدا ہوتی ہے، بعض لوگوں کو بہت جلدی جلدی بات کرنے کی عادت ہوتی ہے چند دن اس طرح مسواک کرنے سے یہ بیماری بھی ختم ہو جاتی ہے۔

مسواک والی نماز کی فضیلت:

نبی ﷺ نے فرمایا:

((تُفْضَلُ الصَّلَاةُ الَّتِي يُسْتَاكُ لَهَا عَلَى الصَّلَاةِ الَّتِي لَا يُسْتَاكُ لَهَا سَبْعِينَ ضِعْفًا)) (ابن خزیمہ، رقم: ۱۳۷)

”مسواک والی نماز کو بغیر مسواک والی نماز پر ستر درجے فضیلت حاصل ہے“

پاکی ایمان کا جز ہے:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ)) (المسلم، رقم: ۳۲۸)

((وَالطَّهَارَةُ بَصْفُ الْإِيمَانِ)) (مسند احمد، رقم: ۱۸۲۸۷)

”صفائی ایمان کا حصہ ہے“ ”اور پاکی آدھا ایمان ہے“

اتباع سنت

اندازِ عمل:

سالک کو چاہیے کہ اپنی زندگی کے تمام مراحل میں سنن عادیہ اور سنن ہدی دونوں کی اتباع اپنے اوپر لازم سمجھے اور جس طرح دلہن اپنے آپ کو اپنے میاں کے لیے سجاتی ہے بالکل اسی طرح سالک کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں محبوب بننے کے لیے اپنے آپ کو سنت کے زیور سے سجائے۔

اس کے لیے آسان طریقہ یہ ہے کہ انسان سنتوں والی کوئی کتاب لے لے، اسے پڑھتا جائے اور دیکھے کہ کون سی سنت ایسی ہے جس پر عمل ہو چکا، اور کس پر اب تک عمل نہیں ہوا، جس پر عمل ہو چکا اس پر (گڈ) کا نشان لگا دے اور جس پر عمل نہیں اس پر (x) کا نشان لگا دے اور اس پر کچھ دن تک خوب مشق کرے یہاں تک کہ وہ بھی عمل میں آجائے اس طرح آگے چلتا رہے۔

اہمیت و فضیلت:

اتباع سنت محبتِ الہی کا ذریعہ ہے:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ﴾

(ال عمران: ۳۱)

”کہہ دیجیے اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو پھر میری اتباع کرو اللہ

تعالیٰ تم سے محبت کریں گے“

نبی ﷺ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَنَا حَبِيبُ اللَّهِ وَلَا فَخْرَ))

”بغیر فخر کے کہتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں“

اب جو شخص اللہ تعالیٰ کو اپنا محبوب بنانا چاہے اس کے لیے لازمی ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کے محبوب یعنی نبی کریم ﷺ کی اتباع کرے کیونکہ خدا نے خود اس آیت میں:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ﴾
نبی ﷺ سے فرما دیا کہ:

اے حبیب! جو تیرا نہیں وہ میرا نہیں

اتباع سنت لازم ہے:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَّا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ (الحشر: ۷)

”نبی ﷺ جو کچھ تمہیں دیں اسے لے لو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ“

یعنی نبی ﷺ کے تمام اوامر و نواہی کی پابندی کرو!

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ خُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ))

(ابی داؤد: ۲-۲۷۹)

”تمہارے اوپر لازم ہے میری سنت اور میرے خلفاء کی سنت“

نبی کریم ﷺ کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾ • النساء: (۸۰)
جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی گویا اس نے اللہ تعالیٰ کی
اطاعت کی“

کیونکہ کہ رسول اللہ ﷺ جو بھی احکامات لے کر آئے ہیں وہ سب اللہ
تعالیٰ کی طرف سے ہی ہیں، چاہے وہ وحی متلو یعنی قرآن کی صورت میں ہوں یا
غیر متلو حدیث شریف کی صورت میں ہوں۔

سنت سے محبت نبی ﷺ سے محبت ہے:

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ أَحَبَّ سُنَّتِي فَقَدْ أَحَبَّنِي وَمَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَعِيَ فِي
الْجَنَّةِ))

”جس نے میری سنت سے محبت کی گویا اس نے مجھ سے محبت کی اور جس
نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا“

سچے عاشق کی علامت ہی یہ ہوتی ہے کہ اسے اپنے محبوب کی ادا پسند ہوتی
ہے اچھی لگتی ہے اور وہ اپنے محبوب کے رنگ میں رنگا ہوتا ہے۔

تارک سنت پر لعنت:

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((سِتَّةٌ لَعْنَتُهُمْ وَلَعْنَهُمُ اللَّهُ وَكُلُّ بَشَرٍ كَانَ الزَّائِدُ فِي كِتَابِ
اللَّهِ، وَالْمُكْذِبُ بِقَدْرِ اللَّهِ، وَالْمُتَسَلِّطُ عَلَى أَمْرِي
بِالْجَبَرُوتِ فَيَدُلُّ مَنْ أَعَزَّهُ اللَّهُ وَيَعِزُّ مَنْ أَذَلَّهُ اللَّهُ

وَالْمُسْتَحِلُّ لِحَرَمِ اللَّهِ وَالْمُسْتَحِلُّ مِنْ عِثْرَتِي، وَالتَّارِكُ

لِسُنَّتِي)) (الترمذی، رقم: ۲۰۸۰)

”چھ طرح کے لوگوں پر میں نے لعنت کی کتاب اللہ میں زیادتی کرنے والا، تقدیر کو جھٹلانے والا، میری امت پر ظلم مسلط ہونے والا جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک معزز کو ذلیل کرے اور ذلیل کو عزت دے، حرام کو حلال کرنے والا، اور میری توہین کرنے والا اور میری سنت کو چھوڑنے والا“

(مشکوٰۃ)

دو چیزیں صراطِ مستقیم کی ضامن:

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((تَرَكَتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمَا بِهِمَا كِتَابُ اللَّهِ

وَأُسْنَةُ رَسُولِهِ)) (موطا امام مالک، رقم: ۳۵۳۸)

”میں تمہارے اندر دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں: جب تک تم انہیں تھامے رکھو گے ہرگز گمراہ نہیں ہو گے، اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت“

بہترین راستہ:

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((خَيْرُ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَخَيْرُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ

ﷺ)) (ابی یعلیٰ، رقم: ۲۱۱۹)

”سب اچھی بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، اور سب سے بہترین راستہ نبی ﷺ

کا راستہ ہے“

سنت سے اعراض، امت سے اخراج:

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي))

(النسائی، رقم: ۳۱۶۵)

”جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے“

ولایت کا معیار:

اولیائے کرام کی نشانی یہ ہے کہ وہ سرتاپاؤں نبی ﷺ کی سنت کے رنگ میں رنگے ہوتے ہیں، ولایت کا معیار کشف و کرامت یا احوال کا غلبہ نہیں، بلکہ سنت کی اتباع ہے، جو شخص جتنا زیادہ اور جتنی کامل نبی ﷺ کی سنت کی اتباع کرے گا وہ شخص اتنا ہی بڑا ولی اللہ سمجھا جائے گا۔

وہی سمجھا جائے گا شیدائے جمالِ مصطفیٰ

جس کا قال قال مصطفیٰ ہو، حال حالِ مصطفیٰ

ہیروں کے بیوپاری:

روشن سنت کی پیروی کرنے والوں کی مثال ایسی ہے جیسے جواہرات بیچنے والے کہ مال بظاہر بہت چھوٹا سا ہوتا ہے لیکن قیمت بہت زیادہ لگتی ہے، اور سنت کی اتباع نہ کرنے والوں کی مثال بھوسہ بیچنے والوں کی ہے کہ مال تو بہت زیادہ ہوتا ہے مگر قیمت کم لگتی ہے۔

حضرت تھانوی کا جائزہ:

حضرت اقدس تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ایک دفعہ دل میں خیال پیدا ہوا کہ ذرا دیکھوں تو سہی کہ ہم کتنی سنت کی اتباع کرتے ہیں؟ فرماتے ہیں جب جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ الحمد للہ کوئی کام سنت کے خلاف نہیں ہے!

کشتی نوح:

ایسا سمجھیں کہ گویا اتباع سنت کشتی نوح کی مانند ہے جو اس میں سوار ہو جائے گا بچ جائے گا اور جو سوار نہیں ہو گا وہ گمراہی کے سمندر میں غرق ہو جائے گا۔

سلوک کی منازل:

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں دو چیزوں سے سلوک طے کروایا جاتا ہے:
کثرتِ ذکر، اور اتباع سنت۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی فرماتے ہیں:
”ہمارے نزدیک دو پہر کے وقت دو گھڑی سنت کی نیت سے سونا ہزار
شب بیداریوں پر فضیلت رکھتا ہے“

محبت کا تقاضہ:

نبی ﷺ کے ساتھ محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کی کامل اتباع کی جائے تاکہ نسبتِ اتحادی نصیب ہو، سیدنا ابوبکرؓ کو آپ ﷺ کے ساتھ شدید محبت تھی اس لیے انہوں نے کامل اتباع کی اور نسبتِ اتحادی سے شرفِ یاب ہوئے، اتباع سنت میں بندے کی یہ کیفیت ہو کہ وہ زبانِ حال سے یوں پکار رہا ہو

یہاں تک جذب کر لوں کاش تیرے حسنِ کامل کو

سب تجھی کو پکار اٹھیں جدھر سے گذر جاؤں میں

بہترین مصقلہ:

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:
انسان جب تک پراگندہ تعلقات کے میل کچیل سے آلودہ ہے محبوب حقیقی
سے محروم و مجبور ہے، دل کے آئینے کو غیر اللہ کی محبت کے رنگ سے صاف کرنا
ضروری ہے، اور اس رنگ کو دور کرنے کے لیے سب سے بہترین مصقلہ روشن
سنت کی پیروی ہے۔

ایک اور مکتوب میں سفر و وطن پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:
اس نعمت تک پہنچنا سید اولین و آخرین کی اتباع سے وابستہ ہے جب تک
اپنے آپ کو شریعت کے رنگ میں گم نہ کریں اس نعمت کی بوجان کے دماغ تک
نہیں پہنچ سکتی۔

تجھے حاصل نہ ہو جب تک نبی ﷺ کی پیروی
نہیں ممکن کبھی اہل صفا کی راہ پر چلنا

کامل اتباع:

کئی لوگ سنن دین میں تو نبی ﷺ کی اتباع کرتے ہیں مگر سنن عادیہ
میں اتباع کو زیادہ ضروری نہیں سمجھتے، حضرت امام غزالیؒ نے لکھا کہ
”اس وقت تک کامل اتباع نہیں ہو سکتی جب تک سنن دین اور عادیہ دونوں میں
نبی ﷺ کی اتباع نہ کی جائے۔“

فتانی الرسول کا درجہ:

فتانی الرسول کا مقام حاصل کرنے کے لیے اپنے آپ کو سنت کے رنگ میں رنگنا لازمی ہے، کوئی فرد سنت کی پابندی نہ کرے اور ان درجات کی توقع باندھے تو اس کی خام خیالی ہے، ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ ع

ایں خیال است و محال است و جنون

اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا راستہ:

مشائخ کرام نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے جتنے راستے تھے اب وہ سب بند ہیں صرف ایک ہی راستہ ہے سنت کا راستہ! جو بندہ اس راستے پہ چلے گا، ایک نہ ایک دن وہ ضرور اللہ تعالیٰ سے واصل ہو جائے گا اور جو اس راستے پر نہیں چلے گا چاہے وہ کتنے ہی چلے گاٹ لے، کشف و کرامات حاصل کر لے وہ حق تعالیٰ کو نہیں پاسکتا، شیخ سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اے شخص! مجھے خطرہ ہے کہ تو کعبہ تک نہیں پہنچے گا، کیونکہ جس رستے پر تو چلا ہے وہ کعبہ کو نہیں بلکہ ترکستان کو جاتا ہے“

مسنون دعائیں

انداز عمل:

سالک کو چاہیے کہ روزمرہ کے تمام کاموں میں نبی ﷺ کی بتائی ہوئی دعاؤں کو عمل میں لائے اور صرف زبان سے پڑھنے پر اکتفا نہ کرے، بلکہ خاص اس کیفیت کو بھی حاصل کرنے کی کوشش کرے، جس میں نبی ﷺ نے یہ دعا پڑھی ہو۔

اگر دعائیں یاد نہ ہوں تو بے فکر ہو کر بیٹھ نہ جائے بلکہ ایک ایک کر کے یاد کرنا شروع کرے، روزانہ اگر ایک دعا بھی یاد ہو جائے تو چند دنوں میں اکثر دعائیں زیر لب ہو جائیں گی۔

☆..... اہمیت و فضیلت:

مانگی ہوئی دعا ضائع نہیں ہوتی:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ (المومن: ۶۰)

”اور فرمایا تمہارے رب نے، مجھ سے مانگو! میں تمہاری دعا قبول کروں

گا“

اللہ تعالیٰ سے مانگی ہوئی دعا قبول ضرور ہوتی ہے، البتہ قبولیت دعا کے کئی درجے ہیں، جس درجے میں بھی قبول ہو، ہمارا کام اللہ تعالیٰ سے مانگنا ہے، ہمیں چاہیے کہ ہم جس دعا کا بھی موقع ہو وہ دعا ضرور مانگیں!

دعا عبادت ہے:

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((الدُّعَاءُ هِيَ الْعِبَادَةُ))

”دعا ہی عبادت ہے“

جب دعا عبادت ہے تو پھر جو شخص اپنے ہر کام میں مسنون دعا مانگے گا اس کا ہر کام عبادت بن جائے گا۔

موقع محل کے مطابق مانگی ہوئی دعا قبول ہوتی ہے:

کچھ اوقات ایسے ہوتے ہیں، جن میں اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت متوجہ ہوتی ہے، اور بندے کے منہ سے جیسی دعا نکلتی ہے ویسے ہی قبول ہو جاتی ہے، اس لیے حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

”بھئی! اللہ تعالیٰ سے مانگنے کے لیے با وضو ہونے کا، مصلے کا اور قبلہ رخ ہونے کا انتظار نہ کیا کرو بلکہ چلتے پھرتے اللہ تعالیٰ سے باتیں کرتے رہا کریں“

اگرچہ یہ سب دعا کے آداب ہیں اور ان سے دعا کی قبولیت یقینی ہو جاتی ہے، لیکن اگر یہ موجود نہ ہوں تو پھر ان کا انتظار نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ بعض مرتبہ بندے کی ایسی کیفیت ہوتی ہے کہ اگر اس کیفیت میں دعا کر لے تو فوراً قبول ہو جائے، لیکن اگر وضو اور مصلے کا انتظار کیا جائے تو بعد میں بندہ مصلے پہ تو بیٹھ جاتا ہے مگر وہ کیفیت نہیں ہوتی، اس کی کچھ مثالیں:

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ:

سیدنا ابراہیم علیہ السلام جب اپنے اہل و عیال کو مکہ مکرمہ کی بے آب و گیاہ

وادی میں چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے حکم سے مصر روانہ ہو رہے تھے، دل بہت غمگین تھا، ویسے بھی گھربار کو اکیلے چھوڑ کر پردیس میں جانا انسان پر بہت شاق گذرتا ہے، جب کہ آپ تو بچوں کو ایسی جگہ چھوڑ کر جا رہے تھے جہاں نہ کھانے کو کچھ نہ پینے کو کچھ، نہ ہی کوئی پڑوسی! بلکہ ایک خشک صحرا اور بالکل ویرانہ تھا!

طبیعت میں ایسا غم تھا کہ جب جانے لگے تو اہلیہ نے پوچھا کہ آپ ہمیں چھوڑ کر کہاں جا رہے ہیں؟ تو آپ غم کی وجہ سے جواب نہ دے سکے، دوبارہ پوچھا، مگر آپ نے پھر بھی جواب نہ دیا، آخر وہ سمجھ گئی کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی کہیں جا رہے ہیں، اس لیے پوچھا کہ کیا آپ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جا رہے ہیں، تو آپ کی آنکھوں میں آنسو تھے، سر ہلا کر اشارہ کر دیا کہ ہاں! اس پر اہلیہ بھی خاموش ہو گئیں کہ چلو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

تو اس وقت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے چلتے چلتے، اشک بار آنکھوں اور غمگین دل کے ساتھ تین دعائیں مانگیں جن کی قبولیت آج تک دنیا دیکھ رہی ہے:

﴿رَبِّ اِنِّیْ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْنِیْدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْ اِلَیْهِمْ وَاَرْزُقْهُمْ مِّنَ السَّمَٰوٰتِ لَعَلَّهُمْ یَشْكُرُوْنَ﴾ (ابراہیم: ۳۷)

”اے میرے رب! میں اپنی اولاد کو بے آب و گیاہ وادی میں تیرے گھر کے پاس چھوڑ کر جا رہا ہوں (یعنی تیرے حوالے کر رہا ہوں) اے ہمارے رب! ایک تو یہ نماز قائم کرتے رہیں، دوسرا یہاں کوئی اور رہتا نہیں ہے جس کی وجہ سے یہ جگہ ویرانہ ہے، اس لیے لوگوں کے دلوں کو اس طرف متوجہ فرما دیجیے!

تیسرا ان کے پاس کھانے کے لیے کچھ نہیں، انہیں پھل اور میوہ جات عطا کر دیجیے!“

اللہ تعالیٰ کی شان یہ دعا ایسی قبول ہوئی کہ یہ نمازی بھی رہے، لوگوں کا اس زمین کی طرف ایسا رجحان ہوا کہ آج یہ جگہ ساری دنیا کے مسلمانوں کا قبلہ بھی ہے اور حج گاہ بھی ہے، اور پھل اور میوہ جات اللہ تعالیٰ نے اتنے دیے کہ دنیا کا ہر پھل جو کہیں اور ملے یا نہ ملے وہاں ہر وقت دستیاب ہے حالانکہ اس زمین پر سوائے کھجور کے اور کچھ بھی نہیں اگتا!

خواجہ عبدالملک صدیقی رحمہ اللہ کا واقعہ:

خواجہ عبدالملک صدیقی رحمہ اللہ ایک مرتبہ کسی تبلیغی سفر پر جا رہے تھے، راستے میں بہت بھوک لگی، پیر کا ایک چھوٹا سا درخت نظر آیا، وہ درخت پھل سے اتنا بھرا ہوا تھا کہ اس کی شاخیں بھی وزن کی وجہ سے جھکی ہوئی تھیں، حضرت دیکھ کر بڑے حیران ہوئے اور آنکھوں میں آنسو آ گئے!

اب آپ پیر بھی کھا رہے ہیں، آنکھوں میں آنسو بھی ہیں، اور یہ دعا بھی مانگ رہے:

اے اللہ! جس طرح آپ نے اس چھوٹے سے درخت کے ساتھ اتنا پھل لگایا ہے، اسی طرح میں بھی تیرا چھوٹا سا بندہ ہوں میرے ساتھ بھی پھل لگا دیجیے!

اللہ تعالیٰ کی وہ دعا ایسی قبول ہوئی کہ جس گاؤں میں آپ نے جا کر بیان کیا ان لوگوں پر اتنا اثر ہوا کہ سارے کا سارا گاؤں حضرت سے بیعت ہو گیا!

وقوف قلبی میں آسانی:

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے معمولات میں سے ایک وقوف قلبی بھی ہے وقوف قلبی سے مراد یادِ الہی ہے کہ ہر گھڑی ہر آن رکھنا ہے یہ دھیان کہ میرا دل کہہ رہا ہے اللہ اللہ یعنی کسی لمحہ بھی حق تعالیٰ کا دھیان دل سے محو نہ ہو، ہمارے شیخ حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی فرماتے ہیں کہ مسنون دعاؤں کا اہتمام کرنا بھی وقوف قلبی ہے، اور اس سے دوام ذکر میں بہت مدد ملتی ہے۔

مسنون دعاؤں کے فوائد:

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((كُلُّ كَلَامٍ أَوْ أَمْرٍ ذِي بَالٍ لَا يَفْتَحُ بِذِكْرِ اللَّهِ فَهُوَ أَتَرُّ))

(مسند احمد، رقم: ۸۳۵۵)

”ہر اچھا کام جو اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع نہ کیا جائے وہ ادھورا ہوتا ہے“

نبی ﷺ ہر کام سے پہلے اللہ تعالیٰ کا نام لینے کے لیے اس کام کی مناسبت سے کوئی نہ کوئی دعا فرمالیا کرتے تھے، جس سے اللہ تعالیٰ کا نام لینے کی برکت بھی مل جاتی ہے، خاص اس کام کے لیے خصوصی دعا بھی ہو جاتی ہے اور رجوع الی اللہ کا عمل بھی وجود میں آ جاتا ہے،

اس لیے جو شخص اپنے ہر کام میں نبی ﷺ کی سکھائی ہوئی دعا پڑھے گا اسے یہ تمام فوائد بھی ملیں گے اور مزید یہ کہ نبی ﷺ کی اطاعت اور سنتوں کا پابند ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا محبوب بھی بن جائے گا۔

مسنون سورتیں

اندازِ عمل:

سالک کو چاہیے کہ صبح شام کے اوقات میں جو سورتیں پڑھنا مسنون ہیں انہیں یاد کر لے اور سفر حضر میں چلتے پھرتے بغیر کسی تکلف کے انہیں پڑھ لینے کی ترتیب بنالے، مثلاً:

فجر میں سورہ لیس، مغرب کے بعد سورہ واقعہ، عشاء کے بعد سورہ ملک، جمعہ کے دن سورہ کہف، جمعہ کے دن فجر کی نماز میں سورہ الم سجدہ اور سورہ دھر، جمعہ کی رات میں حم الدخان اور سورہ لیس پورے دن میں ایک مرتبہ کسی بھی وقت سورہ رحمن پڑھ لے، انشاء اللہ دن بدن اعمال نامہ نیکیوں سے بھرتا رہے گا۔

☆..... اہمیت و فضیلت:

سورہ لیس:

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ قَلْبًا وَقَلْبُ الْقُرْآنِ يَسَّ وَمَنْ قَرَأَ يَسَّ كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِقِرَاءَتِهَا قِرَاءَةً الْقُرْآنِ عَشْرَ مَرَارًا))

(مسند الشہاب، رقم: ۱۰۳۵۵)

”ہر چیز ایک دل ہوتا ہے قرآن مجید کا دل سورہ لیس ہے، جو ایک مرتبہ اسے پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسے دس قرآن کے بقدر ثواب عطا کریں گے“

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ قَرَأَ يَسَّ فِي صَدْرِ النَّهَارِ قُضِيَتْ حَوَائِجُهُ)) (الدارمی، رقم: ۳۲۱۸)

”جس نے دن کے شروع میں سورہ لیس پڑھی اس کی تمام حاجتیں پوری کی جاتی ہیں“

سورہ لیس جمعہ کی رات میں:

((مَنْ قَرَأَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ حَمَّ الدِّخَانِ وَيَسُ اصْبَحَ مَغْفُورًا لَهُ))
(کنز، رقم: ۲۶۹۸)

”جس نے جمعہ کی رات سورہ لیس پڑھی اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے“

سورہ دخان:

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ قَرَأَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ حَمَّ الدِّخَانِ وَيَسُ اصْبَحَ مَغْفُورًا لَهُ))
(کنز، رقم: ۲۶۹۸)

”جس نے جمعہ کی رات حم الدخان پڑھی اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں“

سورہ ملک:

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

عَنْ جَابِرٍ ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَنَامُ حَتَّى يَقْرَأَ الْم تَنْزِيلَ وَ تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ))

(الدارمی، رقم: ۳۴۱۱)

”نبی ﷺ اس وقت تک سوتے نہ تھے جب تک الم سجدہ اور تبارک

الذی بیدالملک نہ پڑھ لیتے“

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((أَنَّ سُورَةَ مَنْ الْقُرْآنِ ثَلَاثُونَ آيَةً شَفَعَتْ لِرَجُلٍ حَتَّى غُفِرَ لَهُ
وَهِيَ تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ))

(مسند احمد، رقم: ۷۹۲۷)

قرآن مجید میں ایک صورت ہے جس کی تیس آیتیں ہیں وہ اپنے پڑھنے
والے کی شفاعت کرتی ہے اور وہ تبارک الذی بیدہ الملک ہے“

سورہ رحمن:

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((لِكُلِّ شَيْءٍ عُرُوسٌ وَعُرُوسُ الْقُرْآنِ الرَّحْمَنُ))

(شعب الایمان، رقم: ۲۴۹۴)

”ہر چیز کی ایک زینت اور رونق ہوتی ہے قرآن کی زینت سورہ رحمن
ہے“

سورہ واقعہ:

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ قَرَأَ سُورَةَ الْوَاقِعَةِ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ لَمْ تُصِبْهُ فَاقَةٌ أَبَدًا))

(کنز، رقم: ۲۶۴۰)

”جو ہر رات سورہ واقعہ پڑھتا ہے اس پر کبھی فاقہ نہیں آتا“

سورہ کہف:

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ قَرَأَ سُورَةَ الْكَهْفِ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ أَضَاءَ لَهُ النُّورَ مَا بَيْنَ
الْجُمُعَتَيْنِ))

(مشکوٰۃ: ۱۸۶)

(الْجُمُعَتَيْنِ))

”جس نے جمعہ کے دن سورہ کہف پڑھی اس کے لیے ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک ایک نور روشن کر دیا جاتا ہے“

سورہ الم سجدہ اور سورہ دھر:

حدیث شریف میں ہے:

((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
تَنْزِيلَ السُّجْدَةِ وَهَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ))

(النسائی، رقم: ۹۴۷)

”نبی ﷺ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں ”تنزیل السجدہ وھل اتی علی
الانسان“ پڑھتے تھے“

جمعہ کے اعمال

اندازِ عمل:

سالک کو چاہیے کہ جمعہ کے دن جمعہ کے مسنون اعمال:
ناخن تراشنا، زائد بال کاٹنا، غسل کرنا، صاف کپڑے پہننا، خوشبو لگانا
، اذانِ اول سے پہلے مسجد جانا، سورہ کہف پڑھنا، سورہ لیس، سورہ دخان، صلوٰۃ
التسبیح پڑھنا، درود شریف کی کثرت کرنا، نمازِ جمعہ کے بعد کے اذکار، عصر کی نماز
کے بعد اسی مرتبہ یہ درود شریف پڑھنا:

((اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ نِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِهِ وَسَلِّمْ
تَسْلِيمًا))

اور مغرب سے پہلے گڑ گڑا کر دعائیں مانگنے کو اپنا معمول بنالے۔

☆..... اہمیت و فضیلت:

جمعہ کا غسل:

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ جَاءَ مِنْكُمْ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ))

(النسائی، رقم: ۱۳۹۰)

”تم میں سے جو جمعہ کے لیے آئے، اسے چاہیے کہ غسل کر لے“،
”فلیغتسل“، امر کا صیغہ ہے جس کی وجہ سے بعض حضرات نے تو جمعہ کے
لیے غسل کرنے کو واجب فرمایا ہے، تاہم احناف کے نزدیک واجب تو نہیں ہے
لیکن تاکید ضرور ہے۔

جمعہ کی تیاری و آداب:

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طَهْرٍ وَيُدْهِنُ مِنْ دُهْنِهِ أَوْ يُمَسُّ مِنْ طَيِّبِ بَيْتِهِ ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يَفْرُقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ ثُمَّ يُصَلِّي مَا كَتَبَ لَهُ ثُمَّ يَنْصُتُ إِذَا تَكَلَّمَ الْإِمَامُ إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى))

(جامع الاصول، رقم: ۷۱۰۳)

”کوئی بندہ ایسا نہیں جو جمعہ کے دن غسل کرے، پاکی حاصل کرے، تیل لگائے یا خوشبو لگائے، پھر جمعہ کے لیے جائے اور دو بندوں میں تفریق نہ ڈالے (یعنی دو آدمیوں کے درمیان بیٹھ کر یا ان کی گردنیں پھلانگ کر انہیں تکلیف نہ دے) پھر نماز پڑھے اور جب امام بولے تو خاموش رہے اور اس کے سابقہ جمعہ سے اس جمعہ تک گناہوں کو معاف نہ کیا جائے“

سورہ کہف کی فضیلت:

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ قَرَأَ سُورَةَ الْكَهْفِ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ أَضَاءَ لَهُ النُّورَ مَا بَيْنَ الْجُمُعَتَيْنِ))
(مشکوٰۃ: ۱۸۶)

”جس نے جمعہ کے دن سورہ کہف پڑھی اس کے لیے ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک ایک نور روشن کر دیا جاتا ہے“

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ قَرَأَ تِلْكَ آيَاتِ مِنْ أَوَّلِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّجَالِ))

(مشکوٰۃ: ۱۸۵)

”جس نے سورہ کہف کے شروع کی تین آیات پڑھیں وہ دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا“

جو شخص سورہ کہف پڑھنے کا اہتمام کرتا ہے وہ دجال کے فتنے سے بھی محفوظ رہتا ہے اور دجالیات یعنی ایمان کمزور کرنے والے فتنوں سے بھی محفوظ رہتا ہے۔

سورہ لیس، سورہ دخان:

سورہ لیس اور سورہ دخان جمعہ کی رات میں پڑھنے کی فضیلت مسنون سورتوں کے باب میں گزر گئی ہے وہیں دیکھ لی جائے۔

صلوٰۃ التسبیح:

صلوٰۃ التسبیح کا طریقہ اور فضیلت کا بیان نوافل کے باب میں گزر گیا ہے، وہیں دیکھ لیا جائے۔

کثرتِ درود شریف:

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((أَكثِرُوا مِنَ الصَّلَاةِ عَلَى يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَإِنَّ صَلَاةَ أُمَّتِي تُعْرَضُ عَلَىٰ فِي كُلِّ يَوْمٍ جُمُعَةٍ لِمَنْ كَانَ أَكْثَرُهُمْ عَلَى صَلَاةٍ كَانَ أَقْرَبُهُمْ مِنِّي مَنْزِلَةً)) (الزواجر)

”جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھو، کیونکہ میری امت کا درود مجھ پر ہر جمعہ کو پیش کیا جاتا ہے سو جس کا درود زیادہ ہوگا وہ مرتبے کے اعتبار سے مجھ سے زیادہ قریب ہوگا“

جمعہ کے دن درود شریف کثرت سے پڑھنا چاہیے اب کثرت کیا ہے؟ کتنی مقدار پڑھنا چاہیے؟ اس بارے میں کئی اقوال ہیں:

بعض نے فرمایا: تین ہزار مرتبہ پڑھنا کثرت ہے۔

بعض نے فرمایا: ایک ہزار مرتبہ

اور بعض نے فرمایا: جمعہ کے دن فرصت کے تمام لمحات کو درود شریف

پڑھنے میں صرف کرنا، کثرت ہے۔

تاہم کوئی بھی قول لیا جائے یہ کوشش ضرور ہو کہ جمعہ کے دن عام معمول

سے کئی گنا زیادہ درود شریف پڑھا جائے۔

عصر کی نماز کے بعد درود شریف:

حدیث شریف میں ہے:

”جو شخص جمعہ کے دن عصر کے بعد اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے یہ درود شریف

اسی مرتبہ پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے اسی سال کے گناہ معاف فرمادیں گے

اور اسی سال کی نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھوا دیں گے“

وہ درود شریف یہ ہے:

((اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِهِ وَسَلِّمْ تَسْلِيمًا))

(القول البدیع)

قبولیت کی گھڑی عصر کے بعد:

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((الْتَمِسُوا السَّاعَةَ الَّتِي تُرْجَى فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ بَعْدَ الْعَصْرِ

إِلَى غَيْبُوبَةِ الشَّمْسِ)) (الترمذی، رقم: ۴۵۱)

”جمعہ کے دن جس گھڑی میں دعا قبول ہوتی ہے اسے عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک تلاش کرو“

جمعہ کے دن میں ایک ایسی گھڑی ہے، بندہ اس میں جو دعا کرے اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں، وہ گھڑی کون سی ہے اس میں مختلف اقوال ہیں:

بعض نے کہا: اذان اول کے بعد۔

بعض نے کہا: اذان ثانی کے بعد۔

بعض نے کہا: دو خطبوں کے درمیان۔

بعض نے کہا: نماز کے بعد۔

بعض نے کہا: عصر کے بعد، کئی علما نے اسی کو راجع کہا ہے، اور ذکر کردہ حدیث شریف میں بھی اسی طرف اشارہ ہے۔

جمعہ کے دن بروقت مسجد میں حاضر ہونا:

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْأُولَىٰ فَكَانَ مَقْرَبَ بَدَنَةٍ وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَانَ مَقْرَبَ بَقَرَةٍ وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَكَانَ مَقْرَبَ كَبْشٍ أَقْرَبَ وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَانَ مَقْرَبَ دُجَاجَةٍ وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَكَانَ مَقْرَبَ بَيْضَةٍ فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلَائِكَةُ يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ))

(ریاض الصالحین: ۴۶۲)

”جس نے جمعہ کے دن جنابت کا غسل کیا اور پھر پہلی گھڑی میں چل پڑا، تو گویا اس نے اونٹ کی قربانی کی، اور جو دوسری گھڑی میں آیا گویا

اس نے گائے کی قربانی کی، اور جو تیسری گھڑی میں آیا گویا اس نے مینڈے کی قربانی کی، اور جو چوتھی گھڑی میں آیا گویا اس نے مرغی کی قربانی کی، اور جو اس کے بعد پانچویں گھڑی میں آیا گویا اس نے انڈے کی قربانی کی، اور جب امام خطبے کے لیے نکل پڑتا ہے تو فرشتے اپنے دفتر بند کر کے ذکر سننے کے لیے حاضر ہو جاتے ہیں“

ایک زمانے تک مسلمانوں کا یہ معمول رہا ہے کہ انہوں نے جمعہ کے پورے دن کو عبادت کے لیے وقف کیا ہوتا تھا، اشراق اور چاشت کے وقت سے ہی جمعہ کی نماز کے لیے مسجد میں حاضر ہو جاتے تھے، لیکن اب چونکہ شرکازمانہ ہے اس لیے کم از کم اتنا معمول تو ضرور رکھنا چاہیے کہ اذان اول سے پہلے پہلے مسجد میں حاضر ہو جائیں۔

ایک لاکھ گناہ معاف:

نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَالَ بَعْدَ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ وَهُوَ قَاعِدٌ قَبْلَ أَنْ يَقُومَ مِنْ مَقَامِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ سَيُغْفِرُ لَهُ مِائَةً أَلْفِ ذَنْبٍ وَلِوَالِدَيْهِ أَرْبَعَةٌ وَعِشْرِينَ أَلْفَ ذَنْبٍ)) (جمع الجوامع، رقم: ۵۸۶۴)

”جس نے جمعہ کی نماز کے بعد سو مرتبہ سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم پڑھا اس کے ایک لاکھ اور اس کے والدین کے چوبیس ہزار گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں“

ایک ہفتہ گناہوں سے حفاظت:
نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَرَأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ.. قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ... قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ سَبْعَ مَرَّاتٍ حَفِظَ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْآخِرَى))

(شعب الایمان، رقم: ۲۵۷۷)

”جس نے جمعہ کی نماز کے بعد سات مرتبہ سورہ اخلاص، فلق اور ناس پڑھی اسے ایک ہفتے تک گناہوں سے محفوظ کر لیا جاتا ہے“

والدین کی قبر پر جانا:

نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ زَارَ قَبْرَ وَالِدَيْهِ أَوْ أَحَدَهُ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ غُفِرَ اللَّهُ لَهُ وَكُتِبَ بِرًّا)) (کنز، رقم: ۴۵۴۸۷)

”جس نے جمعہ کے دن اپنے والدین یا کسی ایک کی قبر کی زیارت کی اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے اور اسے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے والا لکھ دیا جاتا ہے“

اہل خانہ کے ساتھ خوش طبعی

اندازِ عمل:

سالک کو چاہیے کہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ خوش طبعی اور حال احوال لینے کے لیے کوئی نہ کوئی وقت ضرور رکھے اور اس دوران انہیں اپنے بڑوں سے حاصل کی ہوئی نصیحت کی باتیں بھی بتاتا رہے، دین کا جو درد اپنے دل میں ہو اسے ان کے دلوں میں بھی منتقل کرنے کی کوشش کرتا رہے کیونکہ یہ بھی ان کا حق ہے۔

☆..... اہمیت و فضیلت:

دین اتباع کا نام ہے:

اس راستے میں یکسوئی حاصل کرنے کے لیے بلاشبہ خلوت اور گوشہ نشینی کو بہت اہمیت حاصل ہے، لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے بالکل ہی رخ پھیر لے اور ان کے واجبی حقوق ادا کرنے سے بھی رہ جائے، کیونکہ دین اسلام میں رہبانیت (مخلوق سے کٹ کر زندگی گزارنا) جائز نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے حقوق کو ادا کر کے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہے۔

کئی مرتبہ لوگ اس راستے میں قدم رکھنے کے بعد دین کی حقیقت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ذکرِ الہی اور عبادتِ الہی میں ایسا غلو کرتے ہیں کہ اپنے اہل و عیال کو وقت دینا، ان کے دکھ و غم میں شریک ہونا، ان کے ساتھ خوش طبعی کرنا، ان کے احساسات کو جاننا انہیں عبث لگتا ہے، حالانکہ اگر نیت ٹھیک ہو تو یہ بھی عبادت

ہے۔ نبی ﷺ سے بڑا متقی، زاہد، ذاکر، عابد، عارف اور صوفی کوئی اور نہیں ہے! جب خود نبی ﷺ بھی ہمیں یہ آداب اور اخلاق سکھا رہے ہیں تو پھر ہمارے لیے تو کامیابی اتباع میں ہی ہے!

در اصل دین شوق پورا کرنے کا نام نہیں، بلکہ دین نام ہی اتباع کا ہے، اب چاہے اس اتباع کرنے میں ہمارے نفس کو راحت ملے یا تکلیف، ہمیں ہر حال اجر ملے گا۔

اللہ تعالیٰ کی سفارش:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾ (النساء: ۱۹)

”اور عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو“

اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو نازک پیدا کیا اس لیے پھر ان کے لیے وصیت اور سفارش بھی فرمائی کے ان کے ساتھ اچھا سلوک کریں!

اچھے سلوک کا آسان مطلب یہ ہے کہ انہیں خوش رکھیں، انہیں کسی معاملے میں بے جا پریشان نہ ہونے دیں۔

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ اگر عورت خوش اخلاق ہو پھر تو اس کے ساتھ اچھا ہی سلوک ہوتا ہے، بلکہ اتنا زیادہ اچھا سلوک ہوتا ہے کہ میاں صاحب ہر طرف سے ہٹ کٹ کر اسی کے ہو کر رہ جاتے ہیں جو کہ اعتدال کے خلاف ہے اور اگر خدا نخواستہ اس کے اندر کوئی ناپسندیدہ بات نظر آجائے تو بس اب اس کی زندگی کو جہنم بنا دیتے ہیں! حالانکہ کمال تو یہ ہے کہ ناگوار حالات میں بھی اس کے ساتھ اچھا ہی سلوک ہو۔

مرزا مظہر جان جاناں کی اہلیہ ان کے مزاج کے بہت خلاف تھی، لیکن ان کا معاملہ اس کے ساتھ بہت اچھا تھا، کسی نے مشورہ دیا کہ حضرت آپ اسے چھوڑ کر کوئی اور بھی تو کر سکتے ہیں! تو حضرت نے فرمایا: مجھے ولایت کے تمام درجات اس بیوی کی وجہ سے ملے ہیں، کیونکہ یہ مجھے تنگ کرتی ہے اور میں صبر کرتا ہوں اس لیے اللہ تعالیٰ میرے درجات بلند کرتے ہیں۔

بعض مرتبہ انسان اپنی بیوی کی کچھ عادات کو اچھا نہیں سمجھتا مگر ان پر صبر کرنے سے اللہ تعالیٰ بندے کے ساتھ خیر کا معاملہ کرتے ہیں اس کے گناہ معاف کر دیتے ہیں، درجات بڑھا دیتے ہیں اور کئی الجھے کاموں کو سلجھا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُنَّ وَشَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ

خَيْرًا كَثِيرًا﴾ (النساء: ۱۹)

”اگر تم انہیں ناپسند کرتے ہو تو ہو سکتا ہے کہ ایک چیز کو تم ناپسند کرو مگر اس میں اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے خیر رکھی ہوئی ہو“

نبی ﷺ کی سفارش:

نبی ﷺ نے فرمایا:

((أَسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا.)) (ابن ماجہ، رقم: ۱۸۴۱)

”عورتوں کے حق میں خیر کی وصیت قبول کرو“

آپ ﷺ نے فرمایا:

عورت کی شہری پسلی سے بنایا گیا ہے اور ٹھوڑے پن میں پسلی سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے، اگر بندہ اسے مکمل طور پر سیدھا کرنا چاہے تو وہ ایسا ہرگز نہیں کر سکتا بلکہ وہ اسے توڑ دے گا، اس لیے ان کے ساتھ حکمت اور نرمی سے چلنا

چاہیے۔

اللہ تعالیٰ نے عورت کو سر سے نہیں بنایا کہ اسے سر پر چڑھا لو! پاؤں سے نہیں بنایا کہ اسے پاؤں کی ٹھوکر مارو! بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے سینے کی پسلی بنایا ہے کہ اسے محبت پیار دے کر چلاتے رہو!
جو بندہ محبت کے وار سے اپنے اہل خانہ کا دل نہ جیت سکے وہ تلواریں کے وار سے بھی نہیں جیت سکتا۔

اہلیہ کے ساتھ ہنسی مزاق:

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:

((تَزَوَّجْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: تَزَوَّجْتُ يَا جَابِرُ! قُلْتُ نَعَمْ! قَالَ بَكْرًا أَمْ ثِيْبًا؟ قُلْتُ: لَا بَلْ ثِيْبًا، قَالَ: فَهَلَا بَكْرًا تَلَاعِبُهَا وَتَلَاعِبُكَ وَفِي رِوَايَةٍ تَضَاحِكُهَا وَتَضَاحِكُكَ.))

(النسائی، رقم: 7703)

”میں نے شادی کی اور نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے پوچھا: اے جابر! کیا تو نے شادی کی ہے؟ تو میں نے عرض کیا: جی یا رسول اللہ! آپ نے پوچھا: کنواری سے یا ثیبہ سے؟ میں نے عرض کیا: نہیں یا رسول اللہ! بلکہ ثیبہ سے شادی کی ہے، تو آپ نے فرمایا: کنواری سے کیوں نہیں کی کہ آپ اس سے کھیلتے اور وہ آپ سے کھیلتی۔ اور شیخین کی روایت میں ہے کہ آپ اسے ہنساتے اور وہ آپ کو ہنساتی۔“

اہلیہ کے منہ میں لقمہ دینا:

نبی ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّكَ لَنْ تَنْفِقَ نَفَقَةً إِلَّا أُجِرْتَ بِهَا حَتَّى اللُّقْمَةَ تَرْفَعُهَا إِلَى

فِي إِمْرَاتِكَ)) (البخاری، رقم: ۶۲۳۲)

”آپ جو کچھ بھی خرچ کرتے ہیں آپ کو اس پر اجر ملے گا حتیٰ کہ اگر آپ

اپنی اہلیہ کے منہ میں محبت سے لقمہ ڈالیں گے تو اس پر بھی آپ کو اجر ملے گا“

الحمد للہ! ہمیں دین اسلام نے کیسی پیاری تعلیمات دی ہیں، اگر کوئی شخص

اپنی اہلیہ کو اس قدر محبت دے گا تو وہ اس کا گھر کیسے آباد نہیں کرے گی؟

اہلیہ کے ساتھ دل لگی:

ایک مرتبہ نبی ﷺ اماں عائشہؓ کو دیکھ کر مسکرائے آپؓ نے وجہ دریافت

کی تو فرمانے لگے:

”عائشہ! تم مجھے مکھن اور شہد ملا کر کھانے سے بھی زیادہ مرغوب ہو“

آپؓ نے عرض کیا:

”یا رسول اللہ! آپ مجھے مکھن اور کھجور ملا کر کھانے سے بھی زیادہ مرغوب

ہیں“

تیرے ہونٹ کہاں لگے ہیں؟

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ گھر تشریف لائے تو اماں عائشہؓ پانی پی رہی

تھیں، نبی ﷺ نے دیکھ کر فرمایا: عائشہ میرے لیے بھی چھوڑنا! انہوں نے پانی

بچا لیا نبی ﷺ نے پیالہ ہاتھ میں لیا پانی پینے لگے تو رک گئے اور پوچھا: عائشہ

تیرے ہونٹ کہاں لگے ہیں؟ انہوں نے بتایا یہاں لگے ہیں، آپ ﷺ نے

پیالہ گمایا اور وہیں ہونٹ لگا کر پانی پیا! سبحان اللہ نبی ﷺ ازواجِ مطہرات

کے ساتھ کیسا دل لگی کا معاملہ فرماتے تھے۔

اہلیہ کے ساتھ دوڑ کا مقابلہ کرنا:

اماں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

((قَالَتْ: سَابَقْنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَسَبَقْتُهُ حَتَّى إِذَا رَحِقْنَا

اللَّحْمُ سَابَقْنِي فَقَالَ: هَذِهِ بِتِلْكَ)) (النسائی، رقم: 7708)

”نبی ﷺ نے ایک مرتبہ سیدہ عائشہؓ کے ساتھ دوڑ کا مقابلہ کیا اور آپ

ﷺ نے جان بوجھ کر انہیں آگے بڑھنے دیا تاکہ وہ خوش ہو جائیں، آپؐ

فرماتی ہیں کہ اس کے بعد ایک مرتبہ دوبارہ آپ ﷺ نے میرے ساتھ مقابلہ

کیا تو آپ آگے بڑھ گئے اور فرمانے لگے: ادلے کا بدلہ!“

غصے کے وقت کیا کریں؟

ایک مرتبہ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کو غصہ آیا تو نبی ﷺ قریب ہوئے

، اور آپؐ کے کانوں کی لو کو ہاتھ لگا کر فرمانے لگے:

”اے منی سی عائشہ! غصے کو پی لو!“

بس یہ سنتے ہی اماں جان کا غصہ ختم ہو گیا۔

شیطان کی ہمیشہ کوشش ہوتی ہے کہ میاں بیوی کو غصہ دلا کر آپس میں ان کی

لڑائی کرائے، اس لیے یہ اصول ہمیشہ ذہن میں رہنا چاہیے کہ جب کسی ایک کو

غصہ آجائے تو دوسرا تکرار نہ کرے بلکہ خاموش ہو جائے خود بخود ہی غصہ ختم ہو

جائے گا۔

تجھے بچایا بھی تو میں نے ہے؟

کسی معاملے میں نبی ﷺ اور اماں عائشہؓ کا اختلاف ہو گیا بات کچھ

بڑھ گئی تو دونوں نے مل کر سیدنا ابوبکرؓ کو اپنا حکم مقرر کیا جب سیدنا ابوبکرؓ آئے

تو اماں جان نبی ﷺ سے کہنے لگیں: ہاں بتائیں! اور سچ سچ بتائیں!

یہ الفاظ سنتے ہی سیدنا ابو بکرؓ کو غصہ آ گیا کہ کیا اللہ کے نبی ﷺ جھوٹ بھی بھول سکتے ہیں؟ اٹھے اور ایک تھپڑ اماں جان کے رسید کیا اور دوسرا اٹھانے ہی لگے تھے نبی ﷺ سامنے آ گئے اور روک لیا پھر فرمایا: ابو بکر ہم نے آپ کو فیصلے کے لیے بلایا تھا آپ تو مارنا ہی شروع ہو گئے لہذا آپ جائیں ہم اپنا فیصلہ خود ہی کر لیں گے!

جب وہ چلے گئے تو اماں جان کہنے لگیں: آپ نے میری شکایت کر کے اچھا نہیں کیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

عائشہ! تجھے تھپڑ سے بچایا بھی تو میں نے ہی ہے! اس پر ان کا غصہ جاتا رہا اور مسکرا پڑھیں۔

محاسبہ

اندازِ عمل:

سالک کو چاہیے کہ جب رات کو بستر پر جائے تو پورے دن کے اعمال کا محاسبہ کرے، اگر اچھے کام کیے ہیں تو ان پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور اگر برے کام کیے ہیں تو ان پر استغفار کرے اور آئندہ بچنے کا عزم کرے، اور اسی طرح ہفتہ وار، ماہوار اور سالانہ محاسبہ بھی کرے کہ اس دورانیے میں کیا کھویا اور کیا پایا؟

☆..... اہمیت و فضیلت:

ہم نے آخرت کے لیے کیا کیا؟

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ﴾

(الحشر: ۱۹)

”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور یہ دیکھو کہ تم نے کل قیامت کے دن کے لیے کیا کمایا ہے“

”میں نے آخرت کے لیے کیا کیا؟“ یہ فکر ایک ایسا رہبر و راہنما ہے جو بندے کو ابدی فلاح تک پہنچا دیتا ہے، اس لیے حکم فرمایا کہ ذرا دیکھو تو سہی! سوچو تو سہی کہ تم نے آخرت کے لیے کیا کمایا ہے؟ جو لوگ اس فکر کو نہیں لیتے اور ہمیشہ غفلت

میں ہی پڑھ رہے رہتے ہیں اور کبھی بھی سیدھے رستے پر نہیں آتے! سعادت مند ہیں اللہ کے وہ بندے جن کے دلوں میں یہ فکر جگہ کر چکی ہے!

میزان عدل قائم ہونا ہے:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا
وَأِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفَى بِنَا حَاسِبِينَ﴾
(الانبیاء: ۴۷)

اور ہم قیامت کے دن قائم کریں گے انصاف کا ترازو پس کسی جی پر ذرا برابر ظلم نہ ہوگا اگر کسی نے رائی کے دانے برابر نیکی کی ہوگی تو وہ بھی ہم لے آئیں گے اور ہم حساب کرنے کے لیے کافی ہیں“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَوَضِعَ الْكِتَابَ فَتَرَى الْمُجْرِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا فِيهِ
وَيَقُولُونَ يَوْمِئِذٍ هَذَا الْكِتَابُ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً
إِلَّا أَحْصَاهَا وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ
أَحَدًا﴾ (الكهف: ۴۶)

”اور نامہ اعمال رکھا جائے گا سو مجرم لوگ اسے پھٹی آنکھوں سے دیکھیں گے اور کہیں گے ہائے کاش! اس نامے کو کیا ہوا اس نے تو نہ کوئی چھوٹا عمل چھوڑا نہ بڑا بلکہ سب کو ہی سمیٹ دیا اور انہوں نے جو بھی اعمال کیے ہوں گے انہیں حاضر پائیں گے اور تیرا رب کسی پر ذرا برابر ظلم نہ کرے گا“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾ (زلزال: ۸۰-۷۰)

”سو جس نے رائی کے دانے برابر اچھا عمل کیا ہوگا اسے بھی دیکھ لے گا اور جس نے رائی کے دانے برابر برا عمل کیا ہوگا اسے بھی دیکھ لے گا“

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک دن ایسا آنے والا ہے جس میں ہر شخص کی زندگی کے ایک ایک لمحے کا حساب ہوگا کہ اس نے یہ وقت کس کام لگایا؟ سرخر و اور کامیاب وہی ہوگا جس نے دنیا میں اپنے نفس کا محاسبہ کیا ہوگا اسے کنٹرول کر کے برے کاموں سے محفوظ رکھا ہوگا اور نیکی کے کاموں میں لگایا ہوگا اور جس نے اسے آزاد چھوڑا ہوگا اس کا کچھ بھی محاسبہ نہیں کیا ہوگا اس دن یہ اسے جہنم میں ڈلوائے گا!

اس لیے عقلمندی اور نجات اسی میں ہے کہ ہم اپنا حساب حساب ہونے سے پہلے ہی کر لیں! زندگی کے جو لمحات صحیح کاموں میں نہیں گزرے ان پر خوب استغفار کر لیں اور بقیہ زندگی کی حفاظت کی کوشش کریں!

حساب کر لو! حساب لیے جانے سے قبل:

نبی علیہ السلام کے ارشاد کا مفہوم ہے:

((حَاسِبُوا قَبْلَ أَنْ تُحَاسَبُوا))

”اپنا حساب (محاسبہ) کر لو! قبل اس کے کہ تم سے حساب لیا جائے“

یعنی قیامت کے دن تو ہر ایک سے حساب لینا ہی ہے مزہ تو تب ہے کہ ہم یہاں ہی اپنا حساب خود کر کے اپنے آپ کو بے باک کر لیں تا کہ پھر ندامت نہ ہو۔

قرآن میں محاسبے کا ذکر:

حضرت عمرؓ نے کعب بن احبارؓ سے پوچھا:

آپ نے کتاب اللہ میں محاسبے سے متعلق کیا دیکھا؟

آپؓ نے فرمایا: آسمان کے حساب کرنے والے کی طرف سے زمین کے حساب کرنے والے کے لیے ہلاکی ہو۔

آپؓ نے کوڑا اٹھایا اور فرمانے لگے: اس شخص کے علاوہ جس نے اپنے نفس کا محاسبہ کیا ہو، کعبؓ نے فرمایا: تورات میں یہ استثناء پے در پے موجود ہے، درمیان میں کوئی بھی فاصلہ نہیں۔

عقلمند کون ہے؟

نبی ﷺ نے فرمایا:

((الْكَيْسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ اتَّبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا وَتَمَنَّى عَلَى اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ))

(ابن ماجہ، رقم: ۴۲۵۰)

”عقلمند شخص وہ ہے جس نے اپنے نفس کو پہچانا اور موت کے بعد کے لیے اعمال کیے اور عاجز وہ ہے جس کے نفس نے خواہشات کی اتباع کی۔“

عقلمند وہ نہیں جس نے دنیا زیادہ جمع کی، بینک بیلنس زیادہ ہے یا عزت شہرت زیادہ ہے بلکہ عقلمند وہ ہے جو دنیا کے دھوکے میں نہ آئے اور آخرت کے لیے تیاری کرے، اور آخرت کے لیے تیاری وہی کرے گا جو اپنے نفس کے پیچھے نہ چلے بلکہ نفس کو اپنے تابع بنائے۔

متقی کون ہوتا ہے:

میمون ابن مہران فرماتے ہیں:

”بندہ اس وقت تک متقی نہیں ہو سکتا جب تک ایک شریک کے دوسرے سے حساب لینے سے بھی زیادہ اپنا محاسبہ نہ کرے“

ربنا تقبل منا انک انت السمع العلیم۔

ہدایات برائے سالکین

- طلب سچی اور ہمت پکی ہو۔
- ہمیشہ با وضو رہنے کی عادت بنائیں۔
- وقوف قلبی کا خوب اہتمام کریں۔
- اپنے آپ کو سنت کے رنگ میں رنگیں۔
- معمولات کو کھانے پینے اور سونے سے زیادہ ضروری سمجھیں۔
- اسباق کی باقاعدگی ضروری ہے۔
- قلت طعام، قلت منام، قلت کلام اور قلت اختلاط مع الانام کا اہتمام۔
- آداب کی پابندی از حد ضروری ہے۔
- توجہ کا قبلہ ایک ہو۔
- ناجنس کی صحبت سے بچیں۔
- عاجزی و انکساری اختیار کریں۔
- کسی کی دل آزاری نہ کریں۔
- نظروں کی حفاظت کریں۔
- اپنے عیبوں اور دوسروں کی خوبیوں پر نظر ہو۔
- گناہوں سے مکمل پرہیز۔

سلسلۃ الذهب

(سونے کی زنجیر)

- (۱) رحمۃ للعالمین حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ
- (۲) سیدنا ابو بکر صدیقؓ مدینہ منورہ
- (۳) حضرت سلمان فارسیؓ مدائن
- (۴) حضرت قاسم بن ابی بکرؓ مدینہ منورہ
- (۵) حضرت امام جعفر صادقؓ مدینہ منورہ
- (۶) حضرت خواجہ بایزید بسطامیؒ بسطام
- (۷) حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ خرقان
- (۸) حضرت خواجہ ابوالقاسم گورانیؒ جرجان
- (۹) حضرت خواجہ بوعلی فارمدیؒ مشہد
- (۱۰) حضرت خواجہ یوسف ہمدانیؒ ترکستان
- (۱۱) حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ بخارا
- (۱۲) حضرت خواجہ محمد عارف دیوگریؒ تاجکستان
- (۱۳) حضرت خواجہ محمود انجیر فغویؒ بخارا
- (۱۴) حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتیؒ بخارا
- (۱۵) حضرت خواجہ بابا سماسیؒ بخارا
- (۱۶) حضرت خواجہ سید امیر کلالؒ بخارا
- (۱۷) حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی بخاریؒ بخارا
- (۱۸) حضرت خواجہ علاؤ الدین عطارؒ حصار
- (۱۹) حضرت خواجہ یعقوب چرخئیؒ دوشنبہ

سمرقند
حصار
شہر سبز
بخارا
دہلی
سرہند شریف
سرہند شریف
سرہند شریف
دہلی
دہلی
دہلی
دہلی
دہلی
مدینہ منورہ
موسیٰ زئی
موسیٰ زئی
موسیٰ زئی
مسکین پور
خانہ نوال
چکوال
جھنگ

- (۲۰) حضرت خواجہ عبداللہ احرارؒ
(۲۱) حضرت خواجہ محمد زاہدؒ
(۲۲) حضرت خواجہ درویش محمدؒ
(۲۳) حضرت خواجہ محمد امکنیؒ
(۲۴) حضرت خواجہ محمد باقی باللہؒ
(۲۵) حضرت خواجہ مجدد الف ثانیؒ
(۲۶) حضرت خواجہ محمد معصومؒ
(۲۷) حضرت خواجہ سیف الدینؒ
(۲۸) حضرت خواجہ حافظ محمد محسنؒ
(۲۹) حضرت خواجہ سید نور محمد بدایونیؒ
(۳۰) حضرت خواجہ مظہر جان جاناںؒ
(۳۱) حضرت خواجہ غلام علی مجددیؒ
(۳۲) حضرت خواجہ شاہ ابوسعیدؒ
(۳۳) حضرت خواجہ شاہ احمد سعید دہلویؒ
(۳۴) حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ
(۳۵) محمد عثمان دامانیؒ
(۳۶) حضرت خواجہ سراج الدینؒ
(۳۷) حضرت خواجہ محمد فضل علی قریشیؒ
(۳۸) حضرت خواجہ محمد عبدالملک صدیقیؒ
(۳۹) مرشد عالم حضرت خواجہ غلام حبیبؒ
(۴۰) حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددیؒ

مؤلف کی دیگر کتب

ہمارا دین ﴿اسکول مدارس کے طلبہ اور نو مسلم افراد کے لئے ایک بہترین کتاب﴾

توشہء سالکین ﴿راہ طریقت کے راہیوں کیلئے راہنما کتاب﴾

چہرے کا پردہ قرآن و سنت کی روشنی میں ﴿زیر طبع﴾

راہ سلوک کے دس قدم

• راہ سلوک کا پہلا قدم توبہ ﴿مطبوعہ﴾

• راہ سلوک کا دوسرا قدم زہد ﴿مطبوعہ﴾

• راہ سلوک کا تیسرا قدم توکل ﴿زیر طبع﴾

• راہ سلوک کا چوتھا قدم قناعت ﴿زیر طبع﴾

• راہ سلوک کا پانچواں قدم عزلت ﴿زیر طبع﴾

• راہ سلوک کا چھٹا قدم دوام ذکر ﴿زیر طبع﴾

• راہ سلوک کا ساتواں قدم توجہ ﴿زیر طبع﴾

• راہ سلوک کا آٹھواں قدم صبر ﴿زیر طبع﴾

• راہ سلوک کا نوواں قدم مراقبہ ﴿زیر طبع﴾

• راہ سلوک کا دسواں قدم رضا ﴿زیر طبع﴾